ہندستانی

ہندستانی اکیڈمی کا تماہی رسالہ

جنوری سنہ ۱۹۳۹ع

ہندستانی اکیڈمی صوبۂ متحدہ، الہ آباد

سالانہ چندہ چار روپے

ہندستانی سنہ ۱۹۳۹ع

جلد ۹

ایڈیٹر : مولانا سعید انصاری ۔

مجلس مدیران

فہرست مضامین

صفحہ

۱—برفانی اقالیم—از سعید انصاری ۱

۲—ہندی زبان اور مسلمانوں کا طبعی میلان—از مولوی طاہر محسن علوی کاکوروی ۱۱۵

۳—اُردو شاعری میں ہندو کلچر اور ہندوستان کے طبعی اور جغرافی اثرات—از مولوی شاہ معین الدین احمد ندوی ... ۱۲۹

۴—تذکرۂ کتب ۱۵۵

برفانی اقالیم

۱—اسلانده (Iceland) مغرب کی طرف سے تیسرا جزیرہ صف اول میں -

۲—بحر ظلمات (شمالی سمندر) -

۳—ترامسو ' دارموشه ' ثولی ' رواعه ' (Norway and Lapland) شمال میں کے سب سے اونچے حصے کی مشرقی جانب -

۴—بحیرۂ مایطس (Barents Sea) قطب شمالی کے پاس -

۵—بحیرۂ نورہ (White Sea) ماجوج کے پاس -

۶—ماجوج (شمالی یورپی روس) -

۷—تین جزیرے (Novaya Zemlya) -

۸— ... (Kara Sea) -

۹—ارض خالیہ (Yamal Peninsula) -

۱۰— ... (Gulf of Ob) -

۱۱— ... (Taz G.) -

۱۲—کوہ قوقایا (The Urals) -

۱۳—یاجوج (سائبیریا کا شمالی حصہ) -

۱۴—سواحل بحر ظلمت (Taimir Peninsula) -

۱۵—بحر زفتی (Nordenskiold Sea) -

۱۶—کیماک (Yukahirs) -

۱۷—یاقوت (Tchuktchis Peninsula) مشرق میں سب سے آخری جزیرہ نما -

۱۸—راس بحر ونجل (East Cape) -

۱۹—بحرورنگ (Bering Sea) -

اِس میں گرین لینڈ کہلدہ و نو یافتہ ' اُس کا سمندر ' چھوٹے شمالی جزائر اور جزائر سیبیریۂ نو نہیں ہیں -



ہندستانی

ہندستانی اکیڈیمی کا تماہی رسالہ

جلد ۹ } جنوری سنہ ۱۹۳۹ع { حصہ ۱

برفانی اقالیم

(ARCTIC REGIONS)

[از سعید انصاری ، مدیر رسالہ]

برفانی اقالیم سے سمندروں اور زمینوں کا وہ رقبہ مراد ہے جو قطبِ شمالی کے چاروں طرف واقع ہے - اِس رقبے کی آب و ہوا میں قطبی حالات کی خصوصیتیں پائی جاتی ہیں - موجودہ جغرافیے کی رو سے جزیرۂ برفستان (آئس لینڈ) سے راسِ ڈشنف اور الاشقا (روسی امریکا) سے جزیرۂ خضراء (گرین لینڈ) تک جس قدر علاقہ برفانی دائرے (Arctic circle) کے اندر پڑتا ہے اِس رقبے میں داخل ہے - اِس طرح زمینوں میں شمالی امریکا کے ساحل اور جزیرے ، جزیرۂ خضراء ، بعض چھوٹے شمالی جزائر ، جزیرۂ برفستان ، اسپطس برجن (Spitsbergen) ، ترامسو ، راسِ شمالی ، لاپلینڈ ، شمالی یورپی روس ، شمالی سیبریا ، (جزائر) سیبریۂ نو ، راسِ ڈشنف ، اور سمندروں میں بحر برفی شمالی (Arctic Ocean) مع اپنے شعبوں ، بحر الماس (Beaufort Sea) ، خلیج بافن ، باب ڈیویس ، باب دنمارک ، بحر بیرنٹس ، بحیرۂ ابیض ارکنجل ، بحیرۂ کارا ، بحر عنبر (Nordenskiold Sea) ، برفانی اقالیم میں واقع ہے - یہ تمام حصے برف کا سفید لباس پہنے ہوئے ہیں !

اِس مضمون میں جو برفانی اقالیم مذکور ہیں وہ زیادہ‌تر "پرانی دنیا" سے تعلق رکھتے ہیں - "کُرے" کے دوسرے حصے میں سے صرف جزیرۂ خضراء (Greenland) کا تذکرہ ہے - "شمالی امریکا" کے ساحلوں کی طرف محض چند اشارات کیے گئے ہیں -

"بطلمیوس" کے نقشے میں برفانی اقالیم کا پتا نہیں ہے - مسلمانوں کے قدیم جغرافیہ نویس مثلاً یعقوبی (سنہ ۲۷۷ھ) ' ابن رستہ (سنہ ۲۹۰ھ) اور ابوالفرج قدامہ بن جعفر ' جزائر برطانیہ سے آگے کا علم نہیں رکھتے تھے - لیکن "کندی" (سنہ ۲۲۲ھ) کو اِن لوگوں سے بہت پہلے "جزیرۂ ثولی" کا علم ہوگیا تھا ' جو برفانی اقالیم میں شامل ہے - کندی کے ساتھ ساتھ سرخسی صاحب معتضد باللّٰہ ' اور بنوموسیٰ منجم بھی اِس جزیرے سے واقف تھے - البتانی (سنہ ۳۱۷ھ) ' الجیہانی ' مسعودی ' ابن حوقل ' البیرونی ' یاقوتِ حموی ' سب نے دنیا کے نقشوں میں ' شمالی سمندر ' ساحل اور جزیرے ' قطبِ شمالی کے اِردگرد دکھائے ہیں - یہ لوگ جانتے تھے کہ ہمارے اِس "سیارے" کی خشکی پر پانی کا لفافہ لپٹا ہوا ہے !

مسلمانوں نے اِن مقامات سے جو واقفیت پیدا کی تھی اُس کا ذکر تفصیل کے ساتھ آگے آتا ہے - یہاں اجمالی طور پر وہ خصوصیات یکجا کیے جاتے ہیں جو قطبی حالات سے متعلق ہیں - تاکہ اندازہ ہو سکے کہ مسلمانوں نے اِن ممالک کا کتنا گہرا اور کس قدر قریب رہ کر مطالعہ کیا تھا -

قطبی رقبے کے خصوصیات حسب ذیل ہیں :—

قطب کی روشنی

وہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے برفستان کی "شفق" کا "ایشیائی" ادب سے تعارف کرایا - نجم‌الدین حرانی نے جامع‌الفنون میں اور سراج‌الدین ابن الوردی نے

خریدۃالعجائب میں " جزیرۂ دارموشہ " کا حال لکھتے ہوئے وہاں کی رات کی روشنی کا ذکر کیا ہے - جن لوگوں نے شمالی ممالک کی تاریک راتوں میں " قطب " کی روشنی دیکھی تھی ' کیا عجب ہے کہ " زاوے " کے " آفتابِ نیم‌شب " (Midnight Sun) [۱] سے بھی واقف ہوں ! جو محض شاعری ہی نہیں ' بلکہ واقعہ ہے -

خط شمالی

وہ انتہائے شمال کے اُس خط سے بھی واقف تھے جو جزیرۂ ٹولی پر سے گذرتا ہے - البیرونی نے تفہیم میں اور ابو عبید بکری نے المسالک و الممالک میں اِس خط کا ذکر کیا ہے - یہ خط " برفانی دائرہ " (Arctic circle) سے آگے ہے -

دن ' رات

مسعودی نے ٹولی' قزوینی نے برجان اور قطب‌الدین شیرازی نے ٹولی اور اُس کے آگے کے علاقے کے دن اور رات کی لمبان اور اختصار کا ذکر اپنی تصنیفات میں کیا ہے - اِن مقامات میں ۲۰ اور ۲۱ گھنٹے ' لانبے دن رات ہوتے ہیں -

پانی

وہ اِس سے بھی آگاہ تھے کہ شمالی ساحلوں میں کہاں کا پانی شیریں اور کہاں کا شور ہے ؟ بالفاظ دیگر کہاں تک بحر اوقیانوس (Atlantic Ocean) کا اثر ہے اور کہاں سے قطب کا ! مسعودی نے صقالبہ کے شیریں سمادر [۲] ' وطواط نے ٹولی سے متصل ایک جزیرے کے نوبت بہ نوبت دستیاب ہونے والے میٹھے اور کھاری پانی ' اور دمشقی نے جزیرۂ رواعہ کے نمکین بحیرے اور کوہِ قافونیا کے قریب ایک شیریں بحیرے کے نمکین اور میٹھے پانی کا مفصل بیان لکھا ہے -

درخت

برفانی دائرے کے شمال میں ۱۰۰ فٹ لمبے درخت پائے جاتے ہیں [۳] - یہ خصوصیت نجم‌الدین حرانی اور

[۱]—انسائکلوپیڈیا برٹانیکا ' ص ۵۴۷ ' ج ۱۶ - [۲]—زاٹپل ' ص ۱۲۷ ' بحوالۂ کتاب‌العجائب - [۳]—انسائکلوپیڈیا ' ص ۲۰۵ ' ج ۲ -

ابن‌الوردی نے جزیرۂ دارموشہ کی، دمشقی نے ارمیانوس سے مغرب دو جزیروں کی، ادریسی اور وطواط نے ثولی سے متصل جزیرۂ نرواغہ کی، تحریر کی ہے -

لومڑی | مسعودی نے بلاد "برطاس" کے تجارتی مال کی جو فہرست کتاب‌التنبیہ و الاشراف میں درج کی ہے اُس میں سیاہ، سرخ اور سفید لومڑیوں کی کھالیں بھی ہیں - یہ تینوں قسم کی لومڑیاں شمال سے تعلق رکھتی ہیں - اور چونکہ اِن کا ذکر آگے نہیں کیا گیا ہے، اس لیے یہیں اِن کی تفصیل کی جاتی ہے -

۱— قطب کی لومڑی (Canislagspus) - اِس کا رنگ گرمی میں بھورا یا ہلکا نیلا ہوتا ہے - جاڑا شروع ہوتے ہی اِس کا جسم لمبے لمبے سفید بالوں سے ڈھک جاتا ہے - اِس کا خوبصورت سمور مسعودی کو خاص طور پر پسند تھا - لکھتا ہے [۱] :—

و الابیض‌الذی لا یفصل بینہ و بین الفنک و الخلنجی -	اور سفید (کھال) کہ اُس میں اور فنک اور خلنجی میں امتیاز نہیں کیا جاسکتا -

"فنک" ایک چوپایہ ہے جس کی کھال کی پوستیں بنتی تھی - یہ عربی نہیں ہے [۲] - "خلنجی" خلنج سے نکلا ہے - خلنج خلنگ ہے، جس کے معنے فارسی میں ابلق اور دورنگ کے ہیں [۳] - یہ شائد کوئی دورنگی پوستین ہوگی -

۲— کالی لومڑی - یہ قسم پہلے برطاس اور آس پاس کے علاوہ دنیا میں کہیں نہ تھی - یہ مسعودی کا بیان ہے - اب شمالی امریکا میں ملتی ہے - یہ قطعی سیاہ ہوتی ہے - لیکن بالوں کے سِرے سفید ہوتے ہیں -

---

[۱]—زانبول، ص ۱۲۷ - [۲]—لسان‌العرب، ص ۳۶۹، ج ۱۲ - [۳]—فرہنگ انندراج، ص ۱۰۴۰، ج ۱ -

اِس کی کھال اچھی قیمت میں فروخت ہوتی ہے - مسعودی بھی اِس کا قدرداں ہے - سنیے [۱] :—

جلود الثعالب السود ' وھی اکرم الاوبار و اکثرھا ثمنا... . و لیس یوجد الاسود منھا فی العالم الا فی ھذا الصقع........و یبلغ الاسود منھا الثمن الکثیر -	کالی لومڑیوں کی کھالیں ' اور یہ سب سے نفیس اُون اور سب سے بیش قیمت ہیں.....اور اُن میں سے سیاہ دنیا میں کہیں نہیں پائی جاتی مگر اِس ملک میں......اور اُن میں سے سیاہ کی قیمت بہت ہوتی ہے -

۳— سرخ لومڑی (C. fulvus) - یہ صنف بھی شمالی امریکا میں پائی جاتی ہے - اِس کے لمبے اور ملائم بالوں کا رنگ سرخ اور چمکدار ہوتا ہے- مسعودی نے اِس کی نسبت کوئی خاص معلومات بہم نہیں پہنچائی- صرف اِتنا لکھا ہے [۲] :—

و منھا الاحمر -	اور بعض سرخ ہوتی ہیں -

اِن سب کھالوں کی ٹوپیاں اور پوستینیں بنتی تھیں ؛ جن کی بادشاہ بڑی قدر کرتے تھے -

قطب کا بھالو

ابن سعید مغربی نے سفید سناقر والے جزیرے میں سفید بھالو کا ذکر کیا ہے' جو تیرتا ہے اور مچھلیوں کا شکار کرتا ہے- میں نے انسائکلوپیڈیا (ص ۵۰۴' پلیٹ ۵' ج ۱۲) میں الاسقا کے بھورے بھالو کی تصویر دیکھی ہے' جو منہ میں مچھلی دبائے ہوئے ہے !

پرند

" سُنقُر" باز کی طرح کا ایک شکاری پرندہ ہے جو سرد ممالک میں پایا جاتا ہے - اِس کی جمع سناقر ہے -

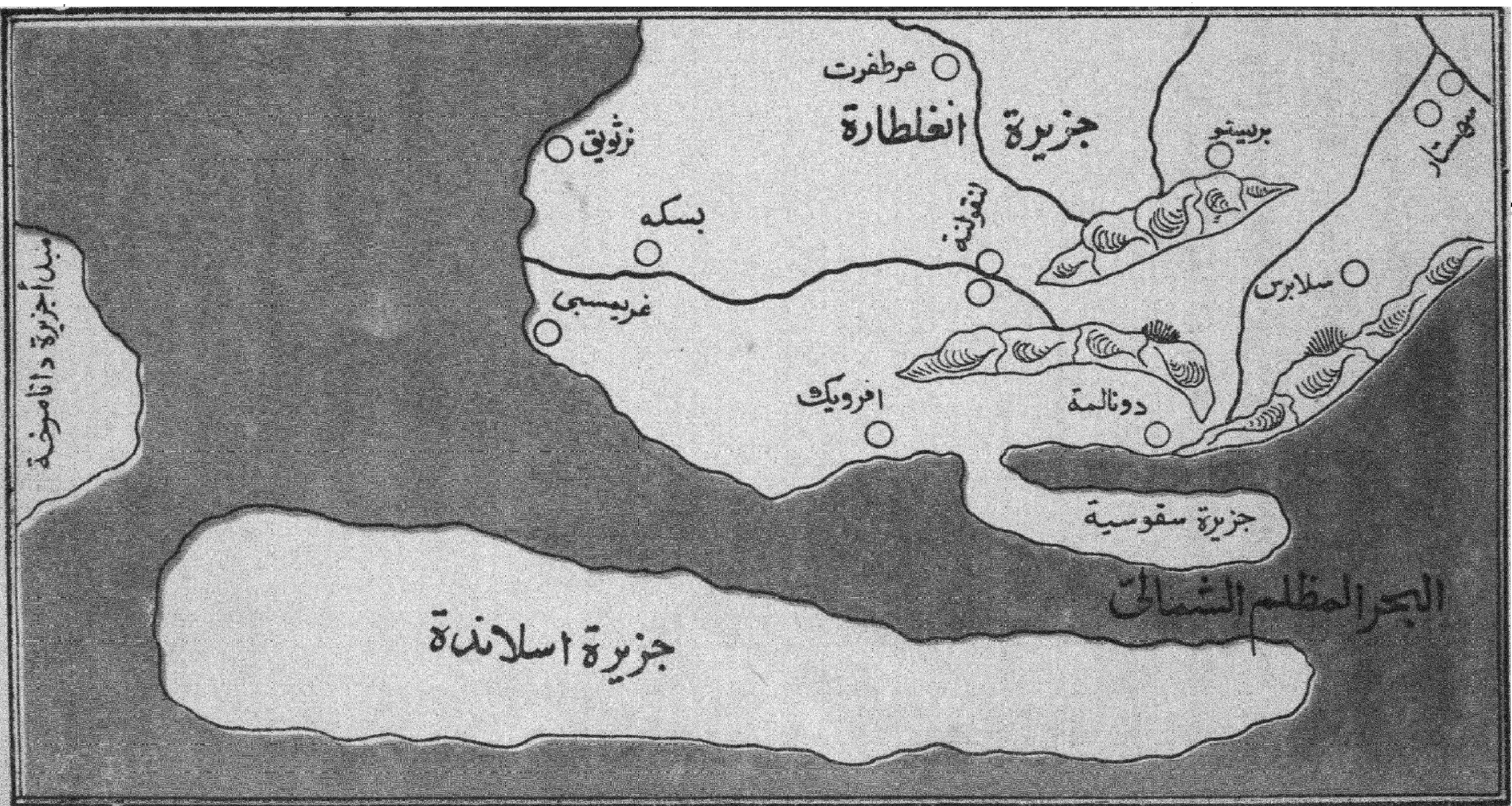
[۱ و ۲]—زانپول ' ص ۱۲۷ -

ابن سعید مغربی نے جزیرۂ حرموسہ ' اُس کے پڑوسی چھوٹے چھوٹے جزائر ' سفید سنقر والے جزیرے ' اور چھوٹے شمالی جزیروں میں مختلف قسموں کے سنقر کا حال لکھا ہے - دمشقی نے جزیرۂ ارمیانوس سے مغرب ایسے دو جزیرے بتائے ہیں جہاں سفید اور سیاہی مائل سفید سنقر ملتے ہیں -

ابن سعید کو وہ جزیرہ بھی معلوم تھا جہاں برف کی شدت کے سبب پرند نہیں ہیں -

---

اسلانڈہ کا نقشہ (از زائپل)



اسلانده

آئسلینڈ یا جزیرۂ برفستان

اسلانده (Iceland) کا ذکر ادریسی (۴۹۳—۵۴۸ ھ) کی 'نزهة المشتاق' میں آیا ہے - اُس نے اِس جزیرے کے نقشے بھی دیے ہیں - یہ ادریسی کے خیال میں بحرِ مظلمِ شمالی اور موجودہ جغرافیے کے مطابق بحر اوقیانوس شمالی (North Atlantic Ocean) کا ایک جزیرہ ہے - اِس کا انتہائی شمالی حصہ ' برفانی دائرے کے اندر ہے -

اکتشاف کا زمانہ

ایک آئرش راہب "Dicuil" نے سنہ ۸۲۰ھ (سنہ ۸۲۵ع) کے متعلق لکھتے ہوئے ' چند چھوٹے جزائر (Faeroes Is) اور ایک کسی قدر بڑے جزیرے (آئسلینڈ) کے انکشاف کا حوالہ دیا ہے - اُس نے اِس جزیرے کا نام ٹولی (Thule) رکھا ہے [۱]-

یہ ڈاکٹر رڈموزبراؤن (R. N. Rudmose Brown) کا بیان ہے ' جو برفانی اقالیم پر ایک مستند مصنف مانے جاتے ہیں - اُنہوں نے (Spitsbergen) پر ' اِسی نام سے ایک کتاب لکھی ہے - لیکن ہم کو اِس میں کچھ شبہہ ہے - ٹولی ایک دوسرا جزیرہ ہے جس کا ذکر بطلمیوس کی کتاب میں موجود ہے ؛ گو اُس کے نقشے میں اِس جزیرے کا نام موجود نہیں - اِس لیے بہت ممکن ہے کہ آئرش راہب ٹولی ہی کہا ہو ؛ آئسلینڈ نہ کہا ہو - خصوصاً جب کہ وہ خود جزیرے کا نام ٹولی لکھ رہا ہے ! اگر یہ شبہہ صحیح ہے تو نویں صدی کی ابتدا کے بجائے ' چند سال آگے بڑھ کر اِس کے انکشاف کا زمانہ تسلیم کرنا پڑیگا - ہو سکتا

[۱]—انسائکلوپیڈیا برٹانیکا ' ص ۲۹۰ ' ج ۲ -

ہے کہ اُن آئرش راہبوں نے اِس کا پتا چلایا ہو ' جو نویں صدی عیسوی کے اختتام سے پہلے یہاں پہنچ گئے تھے اور یہیں سکونت اختیار کرلی تھی -

نقشے

ادریسی نے اِس زمانے کے تقریباً تین سو برس بعد اِس جزیرے کا حال لکھا اور اِس کے نقشے بنائے - اِن سب نقشوں کی تعداد پانچ ہے -

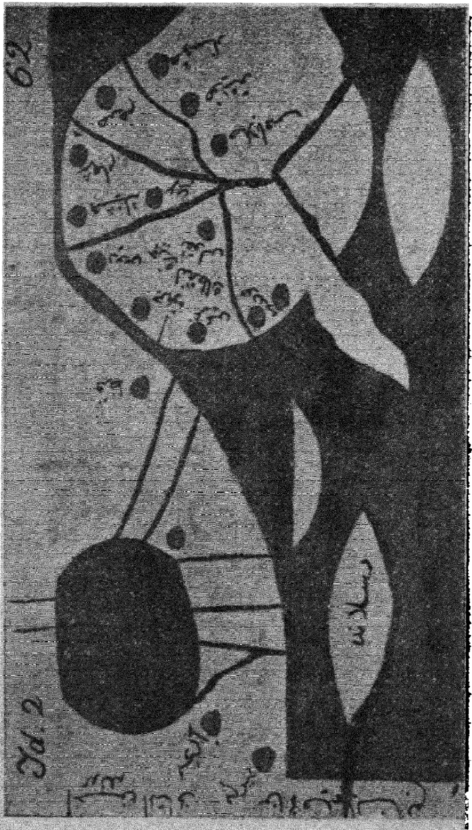
ایک نقشے میں جزیرے کی شکل آنکھ کے ایک دبتے ہوئے حلقے کی ہے جو لمبا زیادہ ہے اور چوڑا کم - اور ساتویں اقلیم کے دوسرے حصے میں دکھایا گیا ہے -

تین نقشوں میں جو پیرس (نمبر ۲۲۲۱) ' آکسفورڈ (نمبر ۱) اور پٹرسبرگ میں ہیں ' اگلے نقشے کی طرح اُس کو ساتویں اقلیم کے دوسرے جز میں دکھایا گیا ہے - اور اُس کی شکل بہت لانبی بنائی گئی ہے -

یہ چاروں نقشے '' عربی نقشے '' (Mappae Arabicae) کی چھتی جلد '' ادریسی کے نقشے '' (Idrisi Atlas) میں درج ہیں - پہلے کا نمبر ۳۷ اور باقی تین کا ۶۲ ہے -

ایک نقشہ زائپل نے دیا ہے - اُس میں جزیرے کی وہی شکل ہے جو نمبر ۶۲ کے نقشوں میں ہے - لیکن بعض اور جزائر اور شہروں کے ناموں میں فرق ہے - اِس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ زائپل نے کسی دوسرے ماخذ سے اِس نقشے کو نقل کیا ہے - لیکن چونکہ گذشتہ چار نقشے عکس لیکر چھاپے گئے ہیں اور زائپل کا نقشہ عکس نہیں ' بلکہ نقل ہے ؛ اِس لیے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ اُس نے اُنہیں نقشوں میں نام بدل دیے ہیں ؛ اور تصحیح کے بعد اُن کو ٹائپ میں چھپوا دیا ہے - شکستہ خط کا عکس چھاپنے میں صحیح نام نہیں چھپ سکتے تھے -

اسلاذده کے نقشے (از مپسے عربکے)



زائپل کا نقشہ " اخبار امم المجوس " کے شروع میں لگا ہوا ہے -

میرے خیال میں ادریسی کے یہ نقشے، آئسلینڈ کے دنیا میں پہلے نقشے ہیں! اُس سے پہلے کوئی شخص اِس برفانی جزیرے کی تصویر کاغذ پر نہیں اُتارسکا! ہرفورڈ (Hereford) کا " نقشۂ عالم " یورپ کے قدیم‌ترین نقشوں میں ہے؛ جو تقریباً سنہ ۶۷۹ھ (سنہ ۱۲۸۰ع) میں تیار ہوا - لیکن وہ ادریسی کے نقشوں کے تقریباً پونے دو سو برس بعد بنایا گیا ہے؛ اور اُس میں آئسلینڈ نہیں ہے [۱]! کیا اِس نقشے کی موجودگی میں یہ کہنا صحیح نہیں کہ یورپ والے، اسلامی جغرافیے میں آئسلینڈ کا ذکر آجانے کے باوجود، کم از کم دو سو برس بعد تک اِس جزیرے سے عام طور پر ناواقف تھے!

نام

ادریسی نے اِس جزیرے کا نام " اسلاندہ " لکھا ہے - ڈنمارک والے اِس کو " اسلاند " (Island) کہتے ہیں [۲] - غالباً ادریسی نے ڈینش (Danish) زبان سے یہ لفظ لیا ہے - ادریسی کی نسبت بعضوں کا یہ خیال ہے کہ اُس نے فرانس اور انگلستان کے کچھ ساحلی حصوں کی سیاحت کی تھی [۳] -

" اسلاندہ " کا لفظ اُن اقتباسات میں بھی موجود ہے جو زائپل نے نزهةالمشتاق سے دیے ہیں؛ اور اُس نقشے میں بھی جو اُس نے اپنی کتاب میں چھاپا ہے - یہی صحیح لفظ ہے - " میے عربکے " کے سب نقشوں میں " رسلاندہ " لکھا ہے - یعنی الف کے بجاے ابتدا میں ر ہے - لیکن یہ کاتبوں کی غلطی ہے - شکستہ خط میں الف کا ترچھا ہوجانا اور ر پڑھا جانا بہت معمولی بات ہے - ابن خلدون کے مطبوعہ مصری نسخے میں بھی رسلاندہ ہی چھپا ہے - یہ بھی قدیم غلطی کی پیروی ہے -

[۱] — انسائکلوپیڈیا، ص ۸۴۰، ج ۱۲ - [۲] — ایضاً، ص ۳۲، ج ۱۲ -
[۳] — ایضاً، ص ۷۲، ج ۱۲ -

اصل یہ ہے کہ " مونے عربکے " کے مصنفین نے چونکہ نقشے عکسی چھپوائے تھے ' وہ صحیح نام نہ لکھ سکے - اور ممکن ہے کہ اُن کا ذہن ہی اِدھر منتقل نہ ہوا ہو! جس طرح تاریخ ابن خلدون کے چھاپنے والوں کا منتقل نہیں ہوا ! گو دونوں کے زمانوں میں زائپل کے اقتباسات اور صحیح کہے ہوئے نام موجود تھے -

آبادی

ادریسی کے اقتباسات میں اِس جزیرے کی آبادی کا کچھ حال مذکور نہیں - لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اِس کو غیر آباد بھی نہیں سمجھتا تھا - ویران جزیروں کی نسبت وہ "خالیۃ" کا لفظ لکھنے کا عادی ہے - اور یہ لفظ نہ یہاں لکھا ہے اور نہ نقشوں میں - شائد اِس کی وجہ یہ ہو کہ اُس زمانے میں جزیرے کی آبادی بہت کم تھی - سنہ ۴۹۴ھ (سنہ ۱۱۰۰ع) میں یہاں ۴۵۰۰ " Franklin " تھے - یعنی وہ زمیندار جو غلام تو نہ تھے مگر شریف بھی نہیں سمجھے جاتے تھے - اور اُس وقت پورے جزیرے کی آبادی مشکل سے پچاس ہزار نفوس ہو گی [۱] ! ظاہر ہے کہ زمین کے اِتنے بڑے وسیع خطے میں یہ چند ذرے کیا حقیقت رکھتے ہیں !

دو اہم باتیں

آئسلینڈ کی نسبت ادریسی نے دو اہم باتیں بیان کی ہیں -

۱ — اسکاٹلینڈ ' آئرلینڈ اور ناروے سے اُس کا فاصلہ [۲] :—

و من طرف اسقوسیۃ فی جھۃ الشمال الی جزیرۃ اسلاندۃ ثلثا مجری ؛ و بین طرف جزیرۃ اسلاندۃ و طرف جزیرۃ ارلاندۃ الکبیرۃ مجری ؛ و کذالک	اسقوسیہ کی طرف سے شمال کی جانب جزیرۂ اسلاندہ تک مجری کے دو ثلث ہیں ؛ اور جزیرۂ اسلاندہ اور جزیرۂ ارلاندۂ کبیرہ کے کناروں کے

[۱] — اِنسائیکلوپیڈیا ' ص ۲۶ و ۲۷ ' ج ۱۲ - [۲] — زائپل ' ص ۱۳۳ -

بین طرف جزیرۃ اسلاندۃ فی جھۃ الشرق الی جزیرۃ نرواغۃ اثناعشر میلا -	درمیان ایک مجری ہے- اور اِسی طرح جزیرۂ اسلاندہ کے کنارے سے مشرق کی طرف جزیرۂ نرواغہ تک بارہ میل ہیں -

اِس عبارت میں فاصلہ دو لفظوں کے ذریعے سے ظاہر کیا گیا ہے : مجری اور میل - میل تو معلوم ہے - مجری کی اصطلاح سمندر کی پیمائش میں استعمال ہوتی تھی - مجار اِسی مجری کی جمع ہے - ابن دحیہ (ابوالخطاب عمر بن الحسن) ' کتاب المطرب فی اشعار اہل المغرب میں ضمناً ایک موقع پر لکھتا ہے [۱] :—

و بینھا و بین البر ثلاث مجار - وھی ثلث مائۃ میل -	اور اُس (پایۂ تخت مجوس) کے اور خشکی (براعظم) کے درمیان ۳ مجار ہیں - یعنی ۳۰۰ میل -

اِس سے ظاہر ہوا کہ مجری " سو میل " کو کہتے تھے -

اسقوسیہ (اسکاٹلینڈ) سے آئسلینڈ تک مجری کے دو ثلث یعنی ۶۶ میل اور ارلاندہ (آئرلینڈ) اور آئسلینڈ کے کناروں میں ایک مجری یعنی سو میل کا فاصلہ بتایا گیا ہے - اِس کی وجہ یہ ہے کہ ادریسی کے نقشوں میں آئسلینڈ کی شکل بہت لانبی اور مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی بنائی گئی ہے ؛ اور یوں سمندر کا بہت بڑا حصہ خشکی میں تبدیل ہو گیا ہے - دوسرے یہ کہ اُس کو ساتویں اقلیم کے دوسرے حصے میں سمجھا گیا ہے ؛ اور یوں وہ انکلترا (انگلینڈ) کے زیادہ قریب ہو گیا ہے - اگرچہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں ' تاہم توجہ کا کام دے سکتی ہیں !

البتہ جزیرۂ نرواغہ (ناروے) سے آئسلینڈ کا جو فاصلہ (یعنی بارہ

---

[۱]—زائپل ' ص ۱۴ -

میل) بتایا گیا ہے ' اُس کی کوئی توجیہ نہیں ہو سکتی - ممکن ہے " اثنا عشر " کے بعد کوئی لفظ چھوٹ گیا ہو - میں نے دنیا کے چار نقشوں میں " بلاد ترک " کا دور مختلف دیکھا ہے - دو میں جو لندن میں ہیں ' " ۱۲ فرسخ " دور بیان کیا گیا ہے ؛ حالانکہ پیرس (نمبر ۴) اور آکسفورڈ (نمبر ۲) میں " ۱۲ ہزار فرسخ " ہے [۱] - ایک لفظ " الف " (ہزار) کے چھوٹ جانے سے رقبے میں کتنا بڑا فرق پیدا ہو گیا !

فاصلے کے ساتھ ساتھ ادریسی نے آئسلینڈ اور اسقوسیہ وغیرہ کی سمتیں بھی بتائی ہیں ؛ جو بالکل صحیح ہیں - اسکاٹلینڈ اور آئرلینڈ سے یہ جزیرہ شمال میں ہے ' اور ناروے سے مغرب -

۲—آئسلینڈ کا رقبہ [۲] :—

و طول جزیرۃ اسلاندۃ اربع مائۃ میل ' و عرضھا مائۃ و خمسون میلاً -	اور جزیرۂ اسلاندہ کا طول ۴۰۰ میل اور اُس کا عرض ۱۵۰ میل ہے -

۴۰۰ میل طول اور ۱۵۰ میل عرض کے حساب سے تقریباً (۴۲۹۲۵) مربع میل رقبہ ہوا - موجودہ تحقیقات کی رو سے ۲۹۸ میل طول اور ۱۹۴ میل عرض ہے ' اِس طرح کل رقبہ (۴۰۴۳۷) مربع میل ہوا [۳] - یہ کوئی بڑا فرق نہیں ہے - ممکن ہے سمندر کے دباؤ اور زمین کے اُبھار کی کرشمہ سازیاں اِس کا باعث ہوں- اِس صورت میں یہ فرق اور بھی ہلکا ہوجاتا ہے !

مزید حالات

ادریسی نے رقبے والی عبارت کے بعد یہ فقرہ بھی لکھا ہے :—

و سنذکر ھذہ الجزائر فیمابعد -	اور عنقریب ہم اِن جزائر کا آگے ذکر کریں گے -

[۱]—مپے عربکے ' ج ۵ ' نمبر ۷۷ و ۷۸ - [۲] زائیپل ' ص ۱۳۴ -
[۳]—انسائکلو پیڈیا ' ص ۴۲ ' ج ۱۲ -

لیکن زائبل کے انتخابات میں اِس دوسری جگہ کی عبارت درج نہیں ہے؛ اس لیے نہیں کہا جاسکتا کہ ادریسی نے اِس جزیرے کی نسبت گزشتہ دو باتوں کے علاوہ اور کیا بیان کیا ہے؟

ادریسی کے یہ دونوں بیانات بلا حوالہ ہیں؛ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب ذاتی تحقیقات کا نتیجہ ہے؛ سنی سنائی باتیں نہیں ہیں -

ابن خلدون نے مقدمے میں جغرافیے پر جو مضمون لکھا ہے، اُس کی بنیاد بطلمیوس اور ادریسی کی کتابیں ہیں [۱] - اُس میں وہ لکھتا ہے [۲] :—

(الاقلیم السابع) و وراء هذه الجزیرة فی شمال الجزء الثانی ، جزیرة رسلانده ، مستطیلة من الغرب الی الشرق -	(ساتویں اقلیم) اور اِس جزیرے (انگلترا) کے آگے، دوسرے حصے کے شمال میں، جزیرۂ رسلاندہ ہے جو مغرب سے مشرق تک لمبان میں پھیلا ہوا ہے -

چونکہ بطلمیوس کی کتاب میں آئسلینڈ کا ذکر نہیں ہے، اِس لیے لا محالہ یہ عبارت ادریسی سے لی گئی ہوگی - اِس میں صرف نام غلط ہے - اسلاندہ ہونا چاہیے، (الف سے) - جاے وقوع بھی محلِّ نظر ہے - اُس وقت تک بحر مغربی کی ٹھیک ٹھیک پیمائش نہیں ہوئی تھی، اس لیے آئسلینڈ کا جاے وقوع ادریسی سے متعین نہ ہوسکا - وہ ساتویں اقلیم کے دوسرے حصے میں نہیں ہے؛ بلکہ خارج از اقالیم ہے -

سناقر

ادریسی کی مندرجۂ بالا تحریر میں یہاں کے سناقر کا ذکر نہیں ہے؛ حالانکہ انسائکلو پیڈیا برٹانیکا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سفید سناقر ہوتے ہیں - اُس کی عبارت یہ ہے [۳] -

[۱]—مقدمہ، ص ۴۲ - [۲]—ایضاً، ص ۶۸ - [۳]—ص ۴۳، ج ۹ -

" The Iceland falcon (F. islandus), which also inhabits South Greenland, is paler,"

اِس سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں -

(۱)—آئسلینڈ کا سنقر اور ممالک کے سناقر سے بالکل علحدہ ہوتا ہے - اور وہ ایک مستقل قسم ہے -

(۲)—اُس کا رنگ بالکل سفید ہوتا ہے ؛ یعنی اُس پر دھاریاں وغیرہ نہیں ہوتیں -

ممکن ہے ادریسی نے اپنی کتاب میں دوسرے مقام پر آئسلینڈ کے سناقر کا ذکر بھی کیا ہو - اور وہ اقتباس زائپل نے اپنے انتخاب میں نہ لیا ہو -

---

بحر ظلمات

اِس کو ادریسی نے "بحر مظلم شمالی" لکھا ہے - اور چونکہ آئسلینڈ کے نقشے میں بھی سمندر کا یہی نام درج کیا ہے ' اِس لیے بحر جزیرۂ خضراء (Greenland Sea) اور باب دنمارک (Denmark Strait) بھی اِسی میں آجاتے ہیں -

زیات نے سد یاجوج و ماجوج کے آگے بحر غربی محیط کو بحر مظلم " المعروف بالظلمات " سے ملایا ہے - دمشقی نے زمین کے جنوب و مشرق کی طرف بحر محیط کے ایک سمندر کا نام بحر ظلمات بتایا ہے ؛ اور شمال و مغرب میں بھی محیط کے ایک حصے کو بحر ظلمت کہا ہے -

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب ایک ہی سمندر کے ٹکڑے ہیں - بحر ظلمات ' جزیرۂ خضراء (گرین لینڈ) کے پاس سے شروع ہوکر بحر ورنگ کے پاس ختم ہوتا ہے - اِس طرح بحر ظلمات ' موجودہ بحر برفی (Arctic Ocean) سے بڑا تھا ! کیونکہ اُس میں بحیرۂ شمالی (North Sea) اور بحیرۂ بالطیک بھی شامل تھے !

بحر ظلمات کے جزائر

بحر ظلمات جس کو مستوفی نے بحر محیط شمالی لکھا ہے ' بہت سے جزائر سے مالا مال ہے - مستوفی نے اُن کی تعداد دو ہزار کے قریب بتائی ہے [۱] -

" و بدین بحر قریب بہ دو ہزار جزیرہ است "

موجودہ نقشے میں تو اِتنے جزیرے نظر نہیں آتے - البتہ اگر بعض

[۱]—نزہۃالقلوب' ص ۱۳۸ -

ممالک اور امریکا کے شمالی جزائر ملا لیے جائیں تو عجب نہیں کہ یہ تعداد پوری ہو جائے - مستوفی کی طرح ' جغرافیۃالارض کے مصنف نے بھی اگرچہ اِن جزائر کی تعداد نہیں بتائی ہے ' تاہم اُس نے یہ عبارت لکھی ہے [۱] :—

بحرالظلمۃ و ھو البحر المحیط الغربی و فی ھذا البحر من الجزائر العامرۃ والخراب ما لایعلمہ الا اللہ - —وقد وصل الناس منھا الی سبعۃ و عشرین -

بحر ظلمت اور وہ مغربی بحر محیط ہے - اور اِس سمندر میں آباد اور ویران جزیرے اِتنے ہیں کہ اُن کو خدا ہی جانتا ہے - اور لوگ اُن میں سے ستائیس (جزیروں) تک پہنچ سکے ہیں -

اِس کے بعد جزائر کے نام لکھے ہیں' جو بحر مغربی کے ہیں ؛ اور زیادہ تر محرف ہیں' جن کی تصحیح کی زحمت گوارا نہیں کی گئی ہے؛ مثلاً شاصلند کو الصاصلوند لکھا ہے؛ لاقہ کو لاتہ وغیرہ - اِس بیان میں یہ بھی غلط ہے کہ بحر محیط مغربی کو بحر ظلمت کہتے ہیں -

ظلمات کی تاریکی

ظلمات کو ظلمات کیوں کہتے ہیں ؟ اِس کی وجہ مستوفی نے یہ بتائی ہے -

" وبہ ہنگام کوتاہی روز بعضے ازیں جزائر تاریک شود و بدیں سبب آں را ظلمات خوانند - و شرح جزائرش در کتب ہیئت مشروح است - و درو عجائب بسیار است " -

انسائکلو پیڈیا میں بحر ظلمات کے ایک خاص حصے (Barents Sea) کی تاریکی کا حال یوں درج ہے [۲] :—

"In the open Sea in winter there is long darkness."

---

[۱]—جغرافیۃالارض قلمی ' ص ۱۱۵ و ۱۱۶ - [۲]—ص ۱۰۸ ' ج ۳ -

قدیم و جدید بیانات کو سامنے رکھنے سے پتا چلتا ہے کہ دمشق کا شمال و مغرب والا بحر ظلمت بہت وسیع نہ تھا - وہ شائد یہی بحر بھرنتس تھا - گو اُس کا مشرقی بحر ظلمات کتنا ہی وسیع کیوں نہ ہو !

فنمارکی نرواغہ

(TROMSÖ)

اِس نام کا کوئی علاقہ نہ تھا - مضمون کے لحاظ سے ہم نے یہ نام رکھدیا ہے ؛ جس طرح برطانوی ہندوستان ' چینی ترکستان وغیرہ - اِس سے مراد ناروے کا وہ علاقہ ہے جو فنمارک کے مقبوضات میں داخل تھا -

ترامسو کے نام کا شہر اور ضلع شمالی ناروے میں اِس وقت بھی ہے ؛ اور قدیم زمانے میں بھی تھا - اُس زمانے میں اِس کا یہ نام نہ بھی ہو ' تب بھی یہ علاقہ ناروے ہی میں شامل تھا - ادریسی (سنہ ۵۴۸ھ) نے ایک جگہ لکھا ہے [۱] :—

و ملک فنمارک له بلاد و عمارات فی جزیرة نرواغة السابق ذکرها -	اور بادشاہ فنمارک کے بہت سے شہر اور آبادیاں جزیرۂ نرواغہ میں ہیں' جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے -

یہ "بلاد" اور "عمارات" کہاں واقع تھے ؟ اِس کا جواب جدید خزانۂ معلومات سے یہ ملتا ہے [۲] :—

"Finmark, even in the 13th century stretched far into Sweden and included the Norwegian district of Tromsö,"

" فنمارک " تیرھویں صدی میں بھی سوئیڈن میں دور تک پھیلا ہوا تھا - اور اُس میں ناروین ضلع ' ترامسو ' داخل تھا -

ترامسو ' برفانی دائرے کے بہت اندر ہے -

---

[۱]—ژائوبل ' ص ۱/۲۶ - [۲]—انسائکلو پیڈیا ' ص ۵۵۰ ' ج ۱۶ -

دارموشه

یہ " نرواغہ " کا وہ حصہ ہے جو تولی سے متصل ہے - اِس کو ترامسو کے آگے سے کم از کم پورسنجر فجارڈ (Porsanger Fjord) تک سمجھنا چاھیے - اِس کے متعلق وطواط ' حرانی اور ابن الوردی کے بیانات یہ ھیں-

وطواط [۱] :—

ان فی جزیرۃ من جزائر البحر المحیط مما یلی جزیرۃ تولی التی عرضھا یقارب تمام المیل الاعظم ' قوما مستوحشین یسکنون البراری ' رؤسھم لاصقۃ باکتافھم ' لا اعناق لھم ' یأوون الی شجر عادیۃ ' یتخذون فیھا بیوتا ' یسکنون فیھا ' و اکلھم ثمر البلوط" وتسمی ھذہ الجزیرۃ جزیرۃ نرواغۃ -

بحر محیط کے جزائر میں سے ایک جزیرے میں ' جو جزیرۂ تولی سے متصل ھے ' جس کا عرض پورے بڑے جھکاو (خطِ شمالی) کے قریب ھے ؛ ایک قوم ھے وحشی جو جنگلوں میں رھتی ھے - اِن کے سر شانوں سے چپکے ھوئے ھیں - اِن کی گردنیں نہیں ھیں - یہ پرانے درختوں میں پناہ لیتے ھیں ؛ اُن میں گھر بناتے ھیں اور رھتے ھیں - اور اِن کی غذا بلوط کا پھل ھے - اور اِس جزیرے کا نام جزیرۂ نرواغہ ھے -

حرانی [۲] :—

و آخر البحر المظلم یقف مع شمالیّ الروسیۃ ' و ینعطف الی جھۃ

اور بحر مظلم کا آخری حصہ ٹھہرتا ھے روس کے شمالی جانب اور گھوم

[۱]—زائپل' ص ۱۴۳ ' بحوالۂ مناھج الفکر و مباھج العبر -
[۲]—ایضاً ' ص ۱۴۷ ' بحوالۂ جامع الفنون -

المغرب - وليس بعد منعطفه مكان يُسلك - و غربيهم في البحر المظلم جزيرة دارموشة - و في هذه الجزيرة من الاشجار الهائلة العظيمة الجرم ما لا يدخل تحت الاحصاء - و اهلها يوقدون النار بالنهار في بيوتهم من الظلمة و قلة النور - لان الشمس لا تُشرق عليهم الا اياماً في السنة - و يقال ان بهذه الجزيرة اقواما مستوحشة يسكنون البراري والقفار ، و رؤسهم لاصقة باكتافهم ولا اعناق لهم - وهم ينحتون الشجر و يتخذون في اجوافها بيوتا يأوون اليها ، واكلهم البلّوط - وبها من الحيوان الذي يسمى البهر شيء كثير-

جاتا ہے مغرب کی طرف - اور اُس کے اِس گھماؤ (موڑ) کے بعد کوئی جگہ نہیں جس پر چلا جا سکے (یعنی سمندر ہی سمندر ہے ؛ زمین نہیں ہے) - اور روسیوں کے مغرب ، بحر مظلم میں جزیرۂ دارموشہ ہے - اور اِس جزیرے میں ہولناک بڑے تناور درخت اِتنے ہیں جو گنتی میں نہیں آ سکتے - اور وہاں کے لوگ دن کو اپنے گھروں میں آگ روشن رکھتے ہیں ، تاریکی اور روشنی کی کمی کے سبب - کیونکہ آفتاب اُن پر سال میں صرف چند روز چمکتا ہے - اور کہا جاتا ہے کہ اِس جزیرے میں کچھ وحشی قومیں ہیں جو جنگلوں اور چٹیل میدانوں میں رہتی ہیں ، اور اُن کے سر شانوں سے چپکے ہوئے ہیں اور اُن کے گردنیں نہیں ہیں - اور وہ درختوں کو کھودتے ہیں اور اُن کے اندر خول میں گھر بناتے ہیں ، جن میں پناہ لیتے ہیں - اور اُن کی غذا بلوط ہے - اور وہاں وہ جانور بہت ہے جس کو بہر کہتے ہیں -

ابن الوردی [۱] :—

وغربی ارض الروس جزیرة دارموشة و فی هذه الجزیرة اشجار ازلیة کبیرة، منها اشجار اذا دار حول ساقها عشرون رجلا و مدّوا باعاتهم علی ساق الشجرة الواحدة فلا یحوشونها - واهلها یوقدون النار فی بیوتهم نهاراً، لبعد الشمس عنهم وقلة الضوء - و بهذه الجزیرة قوم مستوحشون یُعرفون بالبراری، رؤسهم لاصقة باکتافهم ولا اعناق لهم، و دابهم ینحتون الاشجار الکبار ویتخذون اجوافها بیوتاً یأوون الیها، واکلهم البلوط - وبها من الحیوان المسمی بالببر شیء کثیر، و هو حیوان غریب الوصف و لایوجد ولا یعیش الا فی تلک الامکنة -

اور سر زمین روس سے مغربی جانب جزیرۂ دارموشہ ہے - اور اِس جزیرے میں پرانے بڑے درخت ہیں - اُن میں کچھ درخت ایسے ہیں کہ اگر اُن کے تنے کے چاروں طرف بیس آدمی چکر کاتیں اور ایک درخت کے تنے پر اپنے ہاتھ پھیلائیں تو وہ اُس کو گھیرے میں نہیں لے سکتے - اور وہاں کے باشندے اپنے گھروں میں دن کو آگ جلائے رکھتے ہیں، کیونکہ آفتاب اُن سے دور ہے، اور روشنی کی کمی ہے - اور اِس جزیرے میں ایک وحشی قوم ہے جو جنگلوں میں شناخت کی جاتی ہے، اُس کے سر شانوں سے پیوستہ ہوتے ہیں اور گردنیں نہیں ہوتیں - اور اُن کا طریقہ یہ ہے کہ بڑے درختوں کو کھودتے ہیں، اور اُن کے اندر خول میں گھر بناتے ہیں، جن میں پناہ لیتے ہیں - اور اُن کی غذا بلوط ہے- اور وہاں ببر نامی جانور بہت ہوتا

[۱] —زائپل، ص ۱۴۸، بحوالۂ خریدة العجائب -

ہے - اور وہ عجیب اوصاف کا جانور
ہے - اور اُن مقامات کے سوا نہ کہیں
پایا جاتا ہے اور نہ زندہ رہتا ہے -

اِن عبارتوں سے دارموشہ کے متعلق حسب ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں :--

نام — جزیرے کا نام دارموشہ ہے - یہ حرانی اور ابن‌الوردی کا بیان ہے - ادریسی کے نقشوں میں اِس کو " درموشہ " بلا الف لکھا گیا ہے - اِن نقشوں کا نمبر ۵۵ اور ۶۲ ہے -

موقع — یہ جزیرہ کہاں واقع ہے ؟ وطواط نے اِس کو تولی کے متصل مانا ہے ' اور اِس کا نام نرواغہ رکھا ہے - اور جب کہ خود تولی موجودہ ناروے کے شمالی حصے کا نام تھا ' تو ظاہر ہے کہ ترامسو اور تولی کے بیچ میں جو علاقہ پڑتا ہے وہ ناروے ہی میں شامل ہوگا - ممکن ہے وطواط کے زمانے میں وہ ناروے (نرواغہ) کہلاتا ہو؛ جس طرح یہ بھی ممکن ہے کہ اُس کا مشہور نام دارموشہ ہو ' اور ناروے کا ایک جز سمجھا جاتا ہو -

یہ وہ جگہ ہے جہاں بقول حرانی بحر مظلم (Arctic Ocean) ' شمالی روس کے پاس (وہائٹ سی کے آگے) رک کر مغرب کی طرف گھوم گیا ہے - یہ جزیرہ ' روس سے مغرب کی طرف ہے - اور ظاہر ہے کہ اِس کی جگہ وہی ہے جو ہم نے اوپر بتائی - لیکن ادریسی کے بعض نقشوں میں یہ لفظ " دانامرخہ " (ڈنمارک) کی جگہ پر لکھا ہوا ہے - اُس کا وہ نقشہ جس میں انغلطارّہ (انگلینڈ) ' سقوسیہ (اسکاٹلینڈ) اور اسلاندہ (آئسلینڈ) دکھائے گئے ہیں ' زائپل نے مشرق کی طرف اُس میں " مبدء جزیرۃ دانامرخہ " لکھا ہے جو بالکل صحیح ہے؛ لیکن یہی نقشہ جب " مبدء

عربیگے" میں عکسی چھاپا گیا تو اُس میں "مبدء جزیرۃ درموشہ" چھپا - چونکہ "مپے" کا نقشہ عکسی ہے اس لیے یہ لامحالہ کتابت کی غلطی ہوگی - درموشہ کا جو حال حرانی اور ابن‌الوردی کی کتابوں سے بیان ہوا ہے ' دانامرخہ پر بالکل صادق نہیں آتا - اِس کے علاوہ دونوں کے ناموں میں بڑا فرق ہے - ادریسی کے نقشوں میں شمالی ناروے کا کوئی ملک بالتصریح نہیں دکھایا گیا ہے ' نہ ترامسو کا علاقہ متعین ہے ' نہ پورسانجر فجارڈ کا اور نہ ٹولی کا - پھر کیا تعجب ہے اگر دارموشہ کا نقشہ بھی اُس میں موجود نہ ہو - ساحل کا کہاں ذکر ہے ' ادریسی نے تو "اولیا" کا نقشہ بھی نہیں دیا ہے !

دن ' رات	یہ جزیرہ جس جگہ واقع ہے ' وہاں قطبی موسم کا اثر ہے - حرانی کہتے ہیں :—

اهلها یوقدون‌النار بالنهار فی بیوتهم من الظلمة و قلة النور - لان‌الشمس لا تشرق علیهم الا ایاماً فی‌السنة -	وہاں کے لوگ دن کو اپنے گھروں میں آگ روشن رکھتے ہیں تاریکی اور نور کی کمی کے سبب سے - کیونکہ آفتاب اُن پر سال میں صرف چند دن چمکتا ہے -

ابن‌الوردی کا بیان ہے :—

اهلها یوقدون النار في بیوتهم نهاراً لبعد الشمس عنهم و قلةالضوء -	وہاں کے لوگ اپنے گھروں میں دن کو آگ جلائے رکھتے ہیں' کیونکہ آفتاب اُن سے دور ہے اور روشنی کی کمی ہے -

اِس کی تصدیق میں یہ بیان پڑھیے [۱] :—

"The Sun does not rise above the horizon at the North Cape for over two months and there is only a twilight at midday."

---

[۱]—انسائیکلوپیڈیا ' ص ۵۲۷ ' ج ۱۶ -

اِس بیان کي رو سے حراني کا آخری فقرہ کسی قدر غلط ہو جاتا ہے - ممکن ہے اُس کو مکمل معلومات حاصل نہ ہوئے ہوں !

حیوانات یہاں کے "گورلا" کا ذکر تینوں مصنفوں نے کیا ہے - اُس کا مفصل بیان "رواعہ" میں آئے گا -

حراني اور ابن‌الوردی یہاں "ببر" کا تذکرہ بھي کرتے ہیں -

حراني :—

وبہا من‌الحیوان الذی یسمي‌البَبر شيء کثیر -	اور وہاں وہ جانور، جس کا نام ببر ہے ، بہت ہوتا ہے -

ابن‌الوردی :—

و بہا من‌الحیوان‌المسي بالببر شيء کثیر وہو حیوان غریب الوصف ولا یوجد ولا یعیش الا في تلک الامکنۃ -	اور وہاں ببر نام کا جانور بہت ہے - اور وہ عجیب اوصاف کا جانور ہوتا ہے - اور اِن مقامات کے علاوہ نہ کہیں پایا جاتا ہے، اور نہ زندہ رہتا-

یہ دعویٰ شائد یورپ کے اور ممالک کي نسبت صحیح ہو - ورنہ افریقا کا ببر تو عام طور پر مشہور ہے - یہ عجیب بات ہے کہ گورلا اور ببر جو مسلمانوں کو یورپ کے برفاني خطے میں نظر آئے ، آج وہ دونوں افریقا ہي سے نسبت رکھتے ہیں -

نباتات پرانے تناور درخت یہاں بکثرت ہیں - وطواط نے لکھا ہے :—

شجر عادیۃ -	پرانے درخت -

حراني کہتے ہیں :—

و في ہذہ الجزیرۃ من‌الاشجار الہائلۃ العظیمۃ الجرم ما لایدخل تحت الاحصاء -	اور اِس جزیرے میں ہولناک تناور درخت اِتنے ہیں کہ شمار کے تحت میں نہیں آتے -

ابن الوردی نے اِس کی تفصیل یوں کی ہے :—

وفي هذه الجزيرة اشجار ازلية كبيرة منها اشجار اذا دار حول ساقها عشرون رجلا و مدّوا باعاتهم على ساق الشجرة الواحدة فلا يحوشونها -

اور اِس جزیرے میں پرانے بڑے درخت ہیں- اُن میں ایسے درخت ہیں کہ اگر اُن کے تنے کے اِرد گرد بیس آدمی گھومیں اور اپنے ہاتھ کسی ایک درخت کے تنے پر پھیلائیں تو وہ اُس کو گھیرے میں نہیں لے سکتے -

تینوں مصنفوں نے بلّوط کے درخت کا نام خصوصیت سے لیا ہے -

بحیرۂ مایطس

(Barents Sea)

بحیرۂ مایطس کا تذکرہ بہت قدیم ماخذوں میں ہے - کندی (سنہ ۲۲۲ھ) ' اُس کے شاگرد سرخسی (سنہ ۲۸٦ھ) اور بنو منجم' سب کی کتابوں اور رسالوں میں اِس کا بیان موجود ہے -

مسعودی نے مروج الذهب میں لکھا ہے [۱] :—

و رأیت فی بعض الکتب المضافة الی الکندی و تلمیذہ السرخسی صاحب المعتضد باللہ ان فی طرف العمارة فی الشمال بحیرة عظیمة بعضها تحت قطب الشمال - و ان بقربها مدینة لیس بعدها عمارة یقال لها تولیة - وقد رأیت لبنی المنجم فی بعض رسائلهم ذکر هذہ البحیرة -	اور میں نے بعض کتابوں میں جو کندی اور اُس کے شاگرد سرخسی (مصاحب معتضد باللہ) کی طرف منسوب ہیں' دیکھا ہے کہ شمال میں آبادی کے کنارے ایک بڑا بحیرہ ہے' اُس کا کچھ حصہ قطب شمالی کے نیچے ہے - اور اُس کے قریب ایک شہر ہے جس کے بعد آبادی نہیں ؛ اُس کو تولیہ کہا جاتا ہے - اور میں نے بنو منجم کے بعض رسالوں میں اِس بحیرے کا ذکر دیکھا ہے -

یاقوت نے معجم البلدان میں کندی کی طرف یہ عبارت منسوب کی ہے [۲] :—

قال الکندي فی طرف العمارة من ناحیة الشمال بحر عظیم تحت	کندی نے کہا ' آبادي کے کنارے شمال کی جانب ایک بڑا سمندر ہے قطب

[۱]—زائپل' ص ۱۲٦ - [۲]—معجم' ص ۵۰۰ ' ج ۱ ' لیپزگ -

قطب الشمالی، و بقربها مدینة یقال لها تولیة،........ولم یقرب منها سفینة -

شمالی کے نیچے - اور اُس کے پاس ایک شہر ہے جس کو تولیہ کہا جاتا ہے .... اور کوئی کشتی اب تک اُس کے قریب نہیں گئی ہے -

دوسری جگہ ہے [۱] :—

قال الکندی ولا اعرفه فی طرف العمارة من ناحیة الشمال بحیرة عظیمة بعضها تحت القطب الشمال و بقربها مدینة - الخ -

کندی نے کہا، اور میں اِس کو نہیں جانتا، آبادی کے کنارے شمال کی جانب ایک بڑا بحیرہ ہے، جس کا کچھ حصہ قطب شمالی کے نیچے ہے اور اُس کے قریب ایک شہر ہے - الخ

اِن عبارتوں کے ساتھ مسعودی کی وہ عبارت ملاؤ جو کتاب التنبیہ میں ہے [۲] :—

و یتصل بحیرة مایطس، و طولها ثلاثمائة میل و عرضها مائة میل - و هی فی طرف العمارة من الشمال - و بعضها تحت القطب الشمالی -

اور وہ (بحر بنطس) بحیرۂ مایطس سے ملا ہوا ہے - اور اِس کا طول ۳۰۰ میل اور عرض ۱۰۰ میل ہے - اور یہ آبادی کے کنارے شمال کی طرف ہے - اور اِس کا کچھ حصہ قطب شمالی کے نیچے ہے -

اِس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ بحیرۂ ٹولی اور ہے، اور بحیرۂ مایطس اور ! قطب تک جو سمندر چلا گیا ہے وہ بحر مایطس ہے، نہ کہ بحر ٹولی!

یاقوت نے کندی کے حوالے سے جو یہ بات لکھی ہے کہ اِس سمندر میں اب تک کشتیاں نہیں گئی ہیں، یہ سنہ ۲۲۲ھ تک صحیح ہے -

[۱]—معجم، ص ۸۹۵، ج ۱، لیپزگ - [۲]—زانبل، ص ۶۶ -

بعد میں اِس سمندر کی تحقیقات کا آغاز ہوا - اور مسعودی نے اِس کی پیمایش درج کی - یہ پیمایش، اگر کشتیاں نہیں گئی تھیں، تو کیوں کر ہوئی ؟

بحر بیرنٹس میں اب بھی جاڑے میں سفر ناممکن ہے - گرمی کے زمانے میں، جنوبی حصے میں، البتہ بغیر دشواری سفر ہوسکتا ہے - انسائکلو پیڈیا کا یہ بیان پڑھیے [۱] :—

"and only in the summer months and in the Southern Part of the Sea can one sail without difficulty."

مسعودی نے اِس سمندر کا جو رقبہ درج کیا ہے یہ ہے :—طول ۳۰۰ میل، عرض ۱۰۰ میل؛ اِس طرح کل رقبہ تیس ہزار مربع میل ہوا -

مسعودی اور خود کندی نے اِس سمندر کی جو جگہ بتائی ہے اُس سے ثابت ہے کہ یہ شمال کی آبادی کے کنارے سے شروع ہوا ہے اور قطب شمالی کے نیچے تک چلا گیا ہے - اِس سے پتا چلتا ہے کہ قدما کا بحر مایطس موجودہ بحر بیرنٹس سے زیادہ بڑا تھا ! کیوں کہ وہ شمالی ناروے کے اوپر سے شروع ہو جاتا تھا ، جہاں اب بحر منجمد اور بحر اوقیانوس کی سرحدیں ملتی ہیں؛ اور قطب کے نیچے تک چلا جاتا تھا ، جو اب تک تحقیقات کی دسترس سے باہر ہے - اِس حصے کو اب تک نقشوں میں " غیر دریافت شدہ " لکھا جاتا ہے -

---

[۱]—ص ۱۰۸، ج ۳ -

ثولی

(THULE)

ثولی کا نام بطلمیوس کے جغرافیے میں ہے - مسعودی اور البیرونی نے اپنی کتابوں میں اُس کا حوالہ دیا ہے - لیکن انسائیکلوپیڈیا میں بطلمیوس کا جو نقشۂ زمین طبع ہوا ہے ' اُس میں ثولی کے نام کا کوئی جزیرہ موجود نہیں ! البتہ اسکاٹلینڈ کے شمال ' نقشے میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ضرور دکھایا گیا ہے ؛ لیکن اُس کا نام نہیں لکھا گیا ہے - البتانی کے نقشۂ زمین میں جو بڑی حد تک بطلمیوس سے ماخوذ ہے ' اِس جزیرے کا نام ثولی لکھا ہے - یہ نقشہ " میے عربکے " کی پانچویں جلد ' ص ۱۵۵ پر درج ہے - بہت ممکن ہے البتانی نے بطلمیوس کی کتاب سے یہ نام لےکر نقشے میں درج کیا ہو ؛ یا اُس کو بطلمیوس کا کوئی ایسا نقشہ ملا ہو جس میں نام درج ہو - میرے نزدیک بطلمیوس اور البتانی کے اِس جزیرے کا نام ثولی نہیں ؛ بلکہ " شاصلند " ہے ! ادریسی کے نقشوں میں بھی ثولی کا نام نہیں ہے -

ثولی کس جزیرے کا نام تھا ؟ یہ بڑا اہم سوال ہے - البتانی نے جس جزیرے کو ثولی قرار دیا ہے وہ ثولی نہیں - مسعودی نے جو ایک جگہ مروج الذہب میں لکھا ہے '

التی فی بریطانیہ	یعنی ثولی جو برطانیہ میں ہے -

یہ بھی البتانی اور بطلمیوس کی بنیاد پر لکھا ہے - کیونکہ یہ وہی شاصلند ہے جس کو البتانی نے ثولی لکھ دیا ہے - اور شاصلند ظاہر ہے کہ برطانیہ میں شامل ہے !

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے دو مضمون نگاروں نے دو باتیں لکھی ہیں؛ جو درحقیقت ایک دوسرے کی تائید میں ہیں - لفظ " پتھالمی " کے تحت میں درج ہے [۱] :—

"Thule was recognized the highest northern land, not far beyond the true position of the Shetland Islands, which had come to be generally identified with the mysterious Thule of Pytheas."

اِس سے میرے خیال کی تائید ہوتی ہے -

دوسری جگہ لکھا ہے [۲] :—

"Pytheas.—The first traveller of history who Probably approached the Arctic Circle was the Greek Pytheas, from Massalia (Marseille), who about 325 B. C. made a voyage of discovery northwards along the west coast of Europe. He visited Great Britain, the Orkneys, and probably also northern Norway, which he called Thule."

اِس مضمون میں آگے چل کر ایک اور بیان ملتا ہے - یہ آئسلینڈ کے انکشاف کے متعلق ہے :—

"The Irish monk Dicuil, writing about 825, mentions the discovery by Irish monks of a group of small islands (the Faeroes), and a greater island (Iceland), which he calls Thule."

آئسلینڈ کو " Dicuil " نے ثولی کیوں کہا ؟ اِس کا سبب معلوم نہیں - لیکن چونکہ آئسلینڈ یونانی سیاح کے زمانے میں دریافت نہیں ہوا تھا ، اِس لیے ناروے کے سب سے شمالی حصے کو ثولی کہنا میرے نزدیک زیادہ قرین قیاس ہے - اور یہی انسائیکلوپیڈیا کے بیچ والے بیان میں ملتا ہے -

---

[۱]—ص ۷۳۶ ، ج ۱۸ - [۲]—ص ۲۹۰ ، ج ۲ -

ڈولی کا ذکر اسلامی ماخذوں میں بہت ابتدا سے ہے - کندی سرخسی اور بنو منجم کی کتابوں کا حوالہ مسعودی نے دیا ہے -

اِس سلسلے میں سب سے قدیم بیان جو ہمارے سامنے ہے ' ابن خرداذبہ کا ہے - وہ المسالک و الممالک میں کہتا ہے [۱] :—

واما البحرالذی خلف الصقالبة و علیه مدینة تولیة الخ -	اور بہرحال وہ سمندر جو صقالبہ کے پیچھے ہے ' اور جس پر شہر تولیہ واقع ہے -

یہ بیان تقریباً سنہ ۲۵۰ ھ کا ہے - ابن فقیہ ہمدانی نے کتاب البلدان میں اِسی بیان کی تائید کی ہے ' جس میں ایک غلط فہمی بھی ہے - وہ لکھتا ہے [۲] :—

و (البحر) الرابع مابین رومیة و خوارزم وفیه جزیرة تسمی تولیة -	اور چوتھا (سمندر) رومیہ اور خوارزم کے درمیان ہے - اور اُس میں ایک جزیرہ ہے جس کو تولیہ کہتے ہیں-

حسن بن بہلول طبرهانی نے کتاب فی رسم الارض میں بحر مغربی و شمالی کے وہ جزائر گنائے ہیں جو اقالیم سے باہر ہیں - اُن میں ڈولی کے متعلق لکھتا ہے [۳] :—

جزیرة ڈولی ' فیها مدینة ' اولها عند طول کوک و عرض سبجہ ثم تمرّ علی مثال القوارة بعرض س ہ ثم تمرّ الی طول لہ و عرض سب ک ثم تمرّ الی طول لب ک و عرض سبجی ثم تمرّ علی مثال القوارة	جزیرۂ ڈولی ' اُس میں ایک شہر ہے - اُس کی ابتدا کوک کے طول اور سبجہ کے عرض سے ہے ' پھر قوارہ (بیچ سے کپڑے کا گول کٹا ہوا چتھڑا) کی طرح پر س ہ کے عرض سے گزرتا ہے پھر لہ کے طول اور سب ک کے

[۱]—زائپل ' ص ۱۲۲ - [۲]—ایضاً ' ص ۱۲۳ - [۳]—ایضاً ' ص ۱۲۴ -

بعرض سدم ثم تمرّ الی طول کوک و عرض سجہ وھوالموضع الذي منه ابتدأت -

عرض تک گزرتا ھے ' پھر لب ک کے طول اور سج ی کے عرض تک گزرتا ھے ' پھر قوارہ کی طرح پر سدم کے عرض سے گزرتا ھے' پھر کوک کے طول اور سجہ کے عرض تک گزرتا ھے ' اور یہی وہ جگہ ھے جہاں سے ابتدا ہوئی تھی -

پھر کہتا ھے [۱] :—

و (من العیون والانہار التی خلف الا قلیم السابع) عین فی جزیرۃ ثولی' اولہا عند طول کزک و عرض سجک یخرج منہا نہر یمرّ بمدینۃ أثلی و یصب فی البحر عند طول لاہ و عرض سب ل -

اور (اُن چشموں اور دریاؤں میں سے جو اقلیم هفتم کے پیچھے ہیں) ایک چشمہ جزیرۂ ثولی میں ھے - اُس کی ابتدا کزک کے طول اور سج ک کے عرض سے ہوتی ھے - اُس سے ایک دریا نکلتا ھے جو شہر اثلی سے گزرتا ھے ' اور لا ہ کے طول اور سب ل کے عرض کے پاس سمندر میں گرتا ھے -

مسعودی نے کتاب التنبیہ میں لکھا ھے [۲] :—

ویقرب منہا مدینۃ لیس بعدھا عمارۃ تسمی تولیۃ -

اور اِس (بحیرۂ مایطس) سے قریب ایک شہر ھے جس کے بعد آبادی نہیں - اُس کا نام تولیہ ھے -

---

[۱]—زائپل' ص ۱۲۵ - [۲]—ایضاً ' ص ٦٦ -

دوسری جگہ ہے [۱] :—

فاما ابطلمیوس فان اقصی ما وُجد عندہ من العمارۃ فی جہۃ الشمال الجزیرۃ المعروفۃ بتولی فی اقصی بحرالمغرب من الجہۃالشمالیۃ ، و ان عرضہا من معدل النہار فی الشمال ثلاثۃ و ستون جزءاً وحکاہ ایضاً عن ماریذوس فیما ذہب الیہ فی حدود المعمور من الارض -

لیکن بطلمیوس ، تو اُس کے نزدیک شمال کی طرف سب سے آخری آبادی وہ جزیرہ ہے جو تولی کے نام سے مشہور ہے ، بحر مغربی کی انتہا میں شمال کی طرف - اور اُس کا عرض معدل النہار سے شمال میں ۶۳ جز ہے - اور اُس نے ماریذوس سے بھی یہی نقل کیا ہے ، زمین کے جن آباد حصوں کے حدود میں وہ گیا تھا -

مروج الذہب میں لکھتا ہے [۲] :—

ثم نظروا (یعنی الحکماء) فی العرض فوجدوا العمران من موضع خط الاستواء الی ناحیۃ الشمال ینتہی الی جزیرۃ تولی التی فی بریطانیۃ ، حیث یکون طول النہار الاطول عشرین ساعۃ -

پھر اُنہوں (یعنی حکما) نے عرض میں غور کیا ، تو آبادی کو خط استوا کی جگہ سے شمال کی طرف تک پایا ؛ جو ختم ہوتی ہے جزیرۂ تولی تک ، جو بریطانیہ میں ہے ؛ جہاں سب سے لانبے دن کی لمبائی ۲۰ گھنٹے ہے -

دوسرا موقع :—

ورأیت فی بعض الکتب المضافۃ الی الکندی و تلمیذہ السرخسی صاحب

اور میں نے بعض کتابوں میں جو کندی اور اُس کے شاگرد سرخسی

[۱]—زائپل ، ۱۲۶ و ۱۲۷ - [۲]—ایضاً ، ص ۱۲۶ -

المعتضد بالله ان فی طرف العمارة فی الشمال بحیرة عظیمة بعضها تحت قطب الشمال، وان بقربها مدینة لیس بعدها عمارة یقال لها تولیة - و قد رأیت لبلخی المنجم فی بعض رسائلهم ذکر هذه البحیرة -

(مصاحب معتضد باللہ) کی طرف منسوب ہیں ' دیکھا ہے کہ آبادی کے کنارے شمال میں ایک بڑا بحیرہ ہے جس کا کچھ حصہ قطب شمال کے نیچے ہے ' اور اُس کے قریب ایک شہر ہے جس کے بعد آبادی نہیں ' اُس کو تولیہ کہا جاتا ہے - اور میں نے بلخی منجم کے بعض رسالوں میں اِس بحیرے کا ذکر دیکھا ہے -

البیرونی کی کتاب التفہیم میں ہے [۱] :—

اما العمارة فقد زعم بطلمیوس انہ یوجد اقصاها فی جزیرة تولی وعرضها یقارب تمام المیل الاعظم وهو بالتقریب ستة وستون جزءاً ولکن الامم الذین فیما بین آخر الاقلیم السابع الی تلک النهایة بالوحش اشبہ منهم بالانس وفی عیش تجاوز حد الضنک -

بہرحال آبادی' تو بطلمیوس کا گمان ہے کہ اُس کی انتہا پائی جاتی ہے جزیرۂ تولی میں - اور اُس کا عرض قریب ہے پورے سب سے بڑے جھکاو (دائرۂ شمالیہ) کے - اور وہ تقریباً ۶۶ جز ہیں - اور لیکن وہ قومیں جو اقلیم ہفتم کے آخر سے اُس انتہا تک (آباد) ہیں وہ انسانوں کے بہ‌نسبت وحشیوں سے زیادہ مشابہ ہیں - اور ایسی زندگی میں (ہیں) جو انتہائی تنگی سے بھی تجاوز کر گئی ہے -

---

[۱]—زاخاؤ ' ص ۱۲۹ -

ابو عبید عبداللہ بن عبدالعزیز بکری (سنہ ۴۸۷ھ) نے المسالک و الممالک میں لکھا ہے [۱] :—

فاما بدو عرض البلاد فانه من ناحیة مجری النیل من ارض الحبشة علی مسافة عشرین لیلة فی سمت جهة الجنوب من عدن الی تولی الجزیرة الواقعة تحت الخط الذی یجری لملتهی الشمال وهی بعد بلاد الصقالبة والخزر -

بہر حال عرض البلاد کی ابتدا ' تو وہ نیل کے مجریٰ کی طرف سے' سر زمین حبشہ سے ' بیس رات کی مسافت پر جنوب کی طرف عدن سے ' جزیرۂ تولی تک ہے' جو واقع ہے اُس خط کے نیچے جو منتہاے شمال کے لیے چلتا ہے ' اور وہ بلاد صقالبہ اور خزر کے بعد ہے -

دوسری جگہ لکھا ہے [۲] :—

واما البحر الثانی الذی یتلو البحر الجنوبی فی العظم فهو البحر الشمالی الآخذ من الشمال الی ناحیة الجنوب و ابتداؤه من طول واحد و یمد الی طول سبعة عشر علی صورة الطیلسان الی ان یاتی شکله شکل قطعة دائرة' ثم یمرّ علی احدیداب الی ان یاتی شکله شکل الشابورة - و لیس علی هذا البحر من المدن الا مدینة واحدة یقال لها تولیة - ولا یرکبه احد لغلاظة جوهر مائه وظلمته و تکاثف الهواء علیه .

اور بہر حال دوسرا سمندر جو بڑائی میں بحر جنوبی کے بعد ہے ' تو وہ بحر شمالی ہے - جو شمال سے جنوب کی سمت تک لینے والا ہے - اور اُس کی ابتدا طول واحد سے ہے' اور سترہ کے طول تک طیلسان کی شکل میں پھیلتا ہے یہاں تک کہ اُس کی شکل دائرے کے ٹکڑے کی ہو گئی ہے - پھر وہ کبڑا ہوکر گزرتا ہے (یعنی وہاں روانی کے وقت پانی پر پانی اور موج پر موج سوار

[۱]—زائپل ' ص ۱۲۹ - [۲]—ایضاً ' ص ۱۳۰ -

ہوتی ہے) یہاں تک کہ اُس کی شکل
بوق کی ہوجاتی ہے - اور اِس سمندر
پر شہروں میں سے صرف ایک شہر
ہے جس کو تولیہ کہا جاتا ہے - اور
اُس میں کوئی سفر نہیں کرتا ،
کیوں‌کہ اُس کے پانی کا جوہر غلیظ
ہے ، وہ تاریک ہے ، اور اُس کی ہوا
کثیف ہے -

اسحاق بن حسن کی "کتاب فی ذکرالاقالیم" میں ہے [۱] :—

و فیہ جزیرۃ تولی و ھی فی‌الشمال
من بلادالصقالبۃ -

اور اُس (بحر مغربی محیط) میں
جزیرۂ تولی ہے - اور وہ بلاد صقالبہ سے
شمال میں ہے -

یاقوت کی معجم‌البلدان میں ہے [۲] :—

بحر تولیۃ......و بقربہا مدینۃ یقال
لہا تولیۃ ، لیس بعدہا عمارۃ - و
اہلہا اشقی خلق‌اللہ.. ... -

بحر تولیہ......اور اُس کے قریب
ایک شہر ہے جس کو تولیہ کہا جاتا
ہے - اُس کے بعد آبادی نہیں - اور
وہاں کے باشندے بد بخت تریں
مخلوق ہیں...... -

دوسری جگہ [۳] :—

تولیۃ ، قال‌الکندی و لا اعرفہ فی
طرف العمارۃ من ناحیۃ الشمال
بحیرۃ عظیمۃ......و بقربہا مدینۃ

تولیہ ، کندی نے کہا ، اور میں اُس
کو نہیں جانتا ، آبادی کے کنارے
شمال کی جانب ایک بڑا بحیرہ

[۱]—زانپل، ص ۱۳۱ - [۲]—ص ۵۰۰ ، ج ۱ ، لیپزگ - [۳]—ص ۸۹۵ ، ج ۱ ، لیپزگ -

لیس بعدها عمارة ، یقال لها تولیة -

ہے......اور اُس کے قریب ایک شہر ہے جس کے بعد آبادی نہیں' اُس کو تولیہ کہا جاتا ہے -

یاقوت کی اِس دوسری عبارت میں "ناحیة الشمال" کا جو لفظ ہے وہ مصری نسخے میں غلط چھپ گیا ہے۔ اُس میں یوں ہے۔ "ناحیة الشام" [۱]' حالانکہ اِسی نسخے میں جہاں "بحر تولیہ" کا بیان ہے ' "ناحیة الشمال" ہی لکھا ہوا ہے -

قطب الدین شیرازی ' تحفۂ شاہیہ میں لکھتے ہیں [۲] :—

(و ایضا النهار الاطول یبلغ) عشرین (ساعة) حیث العرض ثلاث و ستون (درجة) - و هناک جزیرة تسمی تولی - یقال ان اهلها یسکنون الحمامات لشدة بردها - والمشهور انها منتهی العمارة فی العرض -

(اور سب سے لمبا دن ہوتا ہے) بیس (گھنٹے) کا جہاں عرض ۶۳ (درجہ) ہے - اور وہاں ایک جزیرہ ہے - جس کو تولی کہا جاتا ہے - کہتے ہیں کہ وہاں کے باشندے حماموں میں رہتے ہیں سخت ٹھنڈک کی وجہ سے - اور مشہور یہ ہے کہ وہ عرض (البلاد) میں آبادی کی انتہا ہے -

جمال الدین وطواط کہتے ہیں [۳] :—

ان فی جزیرة......مما یلی جزیرة تولی التی عرضها یقارب تمام المیل الاعظم -

ایک جزیرے میں......جو جزیرۂ تولی سے متصل ہے' جہاں کا عرض قریب ہے پورے سب سے بڑے جھکاو (دائرۂ شمالی) کے -

[۱]— ص ۴۳۱ ' ج ۲ ' مصر - [۲]— زائیل ' ص ۱۴۲ - [۳]— ایضاً ' ص ۱۴۳ ' بحوالۂ مناہج الفکر -

شمس‌الدین دمشقی کی " نخبہ " میں ہے [۱] :—

کاھل جزیرۃ تولی و جزیرۃ رفاعہ -	مثلاً جزیرۂ تولی اور جزیرۂ رفاعہ کے باشندے -

ثولی کا نام

اسلامی جغرافیے میں اِس جزیرے کے تین نام ملتے ھیں - تولیہ ' ثولی اور تولی -

ھمارے ماخذوں کے رو سے '' تولیہ " کا نام سب سے پرانا معلوم ھوتا ھے ; کیوں‌کہ وہ ابن خردادبہ کے یہاں موجود ھے - اُس کے علاوہ ابن فقیہ ھمدانی ' مسعودی (دیکھو التنبیہ و مروج‌الذھب) ' یاقوت اور ابوعبید بکری نے بھی یہی نام لیا ھے -

'' ثولی" صرف حسن طہرھانی کے یہاں ملتا ھے -

'' تولی " مسعودی (دیکھو التنبیہ و مروج‌الذھب) ' بیرونی' ابوعبید بکری' اسحاق زیات' قطب شیرازی' وطواط اور دمشقی سب کے یہاں ھے -

چونکہ ثولی ' انگریزی "Thule" سے قریب ھے' جو ممکن ھے اصل یونانی لفظ کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتا ھو ' اس لیے گمان ھوتا ھے کہ حسن طہرھانی نے تلفظ کا زیادہ خیال رکھا ھے ' اور آوازوں کی نقل کے لیے صحیح حروف تجویز کیے ھیں' مثلاً Th کے لیے ث اور e کے لیے ی -

یہ نام اِسلامی جغرافیے میں متداول ھے - اِس ملک کا اور کوئی دوسرا نام نہیں -

موقع

ثولی کا ملک کہاں واقع تھا ؟ مسعودی نے وھی بات لکھی ھے جو بطلمیوس کے زمانے سے مشہور چلی آرھی ھے- یعنی وہ عرض‌البلاد میں آخری آبادی ھے - لیکن قطب شیرازی نے بطلمیوس ھی کے قول سے ثولی کے آگے صقالبہ کی ایک غیرمعروف قوم کی آبادی دکھائی ھے' اور لکھا ھے کہ وھاں ۲۱ گھنٹے کا دن ھوتا ھے -

[۱]—زانپل ' ص ۱۳۶ -

یہ لکھ کر شیرازی نتیجہ نکالتے ھیں کہ ثولی کے بجاے یہ آخری آبادی ہوگی [۱] !

بہر حال ثولی کو مسعودی ' بحر مغرب کی انتہا میں شمالی جانب بتلاتا ھے - اور زیات اُس کی جاے وقوع بلاد صقالبہ سے جانب شمال قرار دیتا ھے - وطواط نے جزیرۂ نروافہ سے متصل اُس کو بیان کیا ھے - شمس‌الدین دمشقی نے اُس کی کوئی صحیح جگہ نہیں سمجھی ھے' گو جزیرۂ رفاعہ کے ساتھ ساتھ اُس کا تذکرہ کیا ھے - ابو عبید بکری نے بلاد صقالبہ کے بعد اُس کی جگہ بتائی ھے - اِن تمام بیانات میں محض لفظوں کا اختلاف ھے - حقیقت سب جگہ متحد ھے - اور موقع سب نے ٹھیک ٹھیک متعین کیا ھے - اِس کو موجودہ نقشے میں ناروے کے پورسنجر فجارۃ (Porsanger Fjord) سے وارنجر فجارۃ (Varanger Fjord) تک سمجھنا چاھیے -

خط شمالي	ابو عبید بکری کی المسالک و الممالک میں ثولی کو خط شمالی کے نیچے قرار دیا ھے - اُس کی عبارت

پھر پڑھیے [۲] :—

الی ثولی الجزیرۃ الواقعۃ تحت الخط الذي یجری لمنتھی الشمال -	جزیرۂ ثولی تک جو واقع ھے اُس خط کے نیچے جو منتہاے شمال کے لیے چلتا ھے -

یہ خط شمالی' برفانی دائرے (Arctic Circle) سے آگے ھے ؛ اور ہمارے کرے کا سب سے زیادہ جھکاو یہیں محسوس ہوتا ھے !

رات ' دن	مسعودی اور شیرازی نے تصریح کی ھے کہ یہاں کا سب سے بڑا دن بیس گھنٹے کا ہوتا ھے - میرے نزدیک

[۱]—زانپل' ص ۱۴۲ - [۲]—ایضاً ' ص ۱۲۹ -

اسی لیے ''شاملند'' کو ٹولی کہنا غلط ہے - کیوں کہ وہاں کا دن ۲۰ گھنٹے کا نہیں ہوتا -

چشمہ و دریا کتاب فی رسم الارض میں طبرھانی نے جزیرۂ ٹولی میں ایک چشمے کا ذکر کیا ہے، جس سے ایک دریا نکلتا ہے - یہ دریا شہر اُٹلی میں گزرتا ہوا سمندر میں گرتا ہے -

آبادی البیرونی نے یہاں کی آبادی کو انسان کے بجائے وحشی جانوروں سے زیادہ قریب کہا ہے - اور اُن کی ذلت آمیز زندگی کو -

تجاوز حد الضنک - | تنگی کی حد سے متجاوز

بیان کیا ہے - یاقوت نے اِس آبادی کو '' بد بخت ترین '' کے لقب سے یاد کیا ہے -

مکانات یہاں کے مکانات کی نسبت قطب شیرازی نے ایک عجیب بیان دیا ہے، جو قطعاً غلط ہے - وہ کہتے ہیں '' کہا جاتا ہے کہ وہاں کے لوگ سردی کی شدت کے سبب حماموں میں رہتے ہیں '' - اِس کی اصلیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ دن کو بھی مکانات میں آگ روشن رہتی ہوگی - جیسا کہ بعض جزائر کے حالات میں آتا ہے -

شہر ٹولی تمام جغرافیہ نویسوں نے جزیرۂ ٹولی میں اِسی نام کے ایک شہر کا ذکر کیا ہے، جو اُس زمانے میں آبادی کی انتہا پر واقع تھا - ہمارے تجویز کردہ ٹولی میں اِس وقت بھی سات آٹھ شہر آباد ہیں - اُنھیں میں ممکن ہے کہ کسی کا نام ٹولی رہا ہو - یا وہ اب بالکل مٹ چکا ہو -

---

بحر ثولی

یہ بحر سفید اور شمالی ناروے کے اوپر کا سمندر ہے ' جو آئیلینڈ سے مشرق کی طرف پڑتا ہے ؛ جیسا کہ دمشقی نے تصریح کی ہے ؛ (دیکھو جزیرۂ رواعہ کا حال) - اِس کا تذکرہ ابن خردادبہ نے اِس طرح کیا ہے [۱] :

و اما البحر الذی خلف الصقالبۃ و علیہ مدینۃ تولیۃ ' فلیس تجری فیہ سفینۃ و لا قارب ولا یجیٔ منہ شیٔ -

اور بہر حال وہ سمندر جو صقالبہ کے پیچھے ہے اور جس پر شہر تولیہ (آباد) ہے' تو اُس میں کشتی (جہاز) اور قارب (چھوٹی کشتی) نہیں چلتی اور نہ وہاں سے کوئی چیز آتی ہے -

لیکن یہ سنہ ۲۵۰ھ کا بیان ہے -

ابن فقیہ ہمدانی لکھتا ہے [۲] :—

والرابع مابین رومیۃ و خوارزم و فیہ جزیرۃ تسمی تولیۃ ' ولم یوضع علیہا سفینۃ قط -

اور چوتھا (سمندر) رومیہ اور خوارزم کے درمیان ہے' اور اُس میں ایک جزیرہ ہے جس کو تولیہ کہا جاتا ہے' اور اُس پر کبھی کشتی نہیں چلائی گئی -

یاقوت کی معجم البلدان میں ہے [۳] :—

بحر تولیۃ - من البحار العظام واظنہ یستمد من المحیط -

بحر تولیہ - بڑے سمندروں میں سے ہے' اور میرا گمان ہے کہ اُس کو بحر محیط سے مدد پہنچتی ہے -

---

[۱]—زانپل ، ص ۱۲۲ - [۲]—ایضاً ، ص ۱۲۳ - [۳]—ص ۵۰۰ ، ج ۱ -

اِس کے بعد کندي کی عبارت نقل کی هے، جو اِس مقام کے مناسب نهیں هے - کیوں‌که اُس میں بحر تولیه کا ذکر نهیں هے - بلکه جو الفاظ لکھے هیں وہ بحر مایطس پر صادق آتے هیں -

مسعودي نے کتاب التنبیه میں اِس کو " بحر مغرب " کے نام سے یاد کیا هے [۱] -

ابن سعید کے نقشۂ زمین میں جس کا نمبر " میرے عربکے " میں (۷۱) هے، بحر ثولی کی جگه پر یه عبارت لکھی هے :—

و فیه بحر ینتهی الیه بعض هذہ الاراضی المعمورة و حال شماله غیر معلوم غالباً -

اور اِس میں ایک سمندر هے جس پر بعض یه آباد زمینیں ختم هوتی هیں - اور اُس کے شمال کا حال غالباً نا معلوم هے -

اِس کے بعد یه مٹی هوئی ناقص عبارت هے :—

"......طرق بحریة تنتهی الی ساحل المحیط" -

بحري راستے، جو ختم هوتے هیں محیط کے ساحل تک -

دمشقی نے نخبة الدهر میں اِس سمندر کو بحر " زفتی " کی رودبار قرار دیا هے - کهتا هے [۲] :—

وتبرز هناک منه اخری طولها شهر و نصف فی عرض عشرین یوماً، بها جزائر مسکونة بطوائف من الناس تقدم وصفهم کاهل جزیرة تولی و جزیرة رفاعة -

اور وهاں اُس (بحر زفتی) سے ایک دوسری رودبار نکلتی هے؛ جس کی لمبان ڈیڑھ مهینے کی، بیس دن کی چوڑان میں هے - وهاں بهت سے جزیرے هیں جن میں لوگوں کے مختلف گروہ رهتے هیں، جن کا بیان

---

[۱]- زانپل، ص ۱۲۶ - [۲]— ایضاً، ص ۱۲۶، و ۱۳۶ -

اوپر آچکا ، مثلاً جزیرۂ تولی اور جزیرۂ
رفاعہ کے باشندے -

دمشقی نے اس رودبار کا رقبہ بھی بتایا ہے - اور جاے وقوع بھی -
رقبہ یہ ہے :—طول تیرہ مہینے کا راستہ اور عرض ۲۰ روز کا راستہ ؛ اس سے
اس سمندر کی وسعت ظاہر ہے ! جاے وقوع ثولی اور رفاعہ (رواعہ) کے نام
ہی سے معلوم ہو جاتی ہے -

بحیرۂ نیّرہ

(WHITE SEA)

قطب کی سرزمین اور سمندر میں بعض جگہ برف کی چمک کی وجہ سے رات کو بھی کافی روشنی رہتی ہے - ایسے سمندر بحر سفید کہلاتے ہیں - یہاں بحیرۂ نیّرہ سے مراد بحر سفید ارکنجل ہے -

اِس سمندر کو دمشقی (سنہ ۷۲۸ ھ) نے بحیرۂ جامدہ سے جانب مغرب بتلایا ہے - اور دونوں کے درمیان بیس مرحلے کا فاصلہ تجویز کیا ہے مرحلہ چار فرسنگ کا ہوتا ہے [۱] - اِس طرح بیس مرحلوں کے اَسّی فرسنگ ہوئے - اب اگر فرسنگ اور فرلانگ برابر ہیں تو ایک مرحلہ آدھ میل کا ہوا - اور بیس مرحلے کے دس میل ہوئے -

یہ سمندر بلاد کلابیہ سے شمال کی طرف واقع ہے - اِس کا رقبہ دمشقی نے نہیں بتایا ، مگر یہ لکھا ہے کہ بڑا سمندر ہے - اور اُس کے جزائر میں صقالبہ کا ایک گروہ آباد ہے - یہ جزائر غالباً بحر سفید کے جنوبی ، مشرقی اور مغربی علاقے ہیں جو "تندرا" میں داخل ہیں -

یہاں کی رات کا دمشقی نے اچھا سماں دکھایا ہے - ہم اُس کے "نخبہ" کی پوری عبارت اِس سمندر کے متعلق درج کرتے ہیں [۲] :—

و بالقرب من البحیرۃ الجامدۃ ، عن مسافۃ عشرین مرحلۃ فی المغرب منھا ، شمالیّ بلاد الکلابیۃ ، بحیرۃ کبیرۃ تسمی البحیرۃ النیرۃ -

اور بحیرۂ جامدہ کے قریب ، اُس سے بیس مرحلے جانب مغرب ، بلاد کلابیہ کے شمال ، ایک بڑا سمندر ہے جس کا نام بحیرۂ نیّرہ ہے -

---

[۱]—فرہنگ انندرا ج ، ص ۲۶۹ ، ج ۳ -

[۲]—زانپل ، ص ۱۴۵ -

مسکونة بطائفة من الصقالبة - فی اللیل ابداً تُری بها اضواء کاضواء النیران من غیر نار و لا جرم منیرة کانارة الکواکب او کاثارة النار -

وهاں صقالبہ کا ایک گروہ آباد ہے - رات میں ہمیشہ وہاں ایسی روشنیاں دکھائی دیتی ہیں جیسی آگ کی روشنی ' حالانکہ وہاں آگ نہیں ہوتی ' اور نہ روشن اجرام ہوتے ہیں ' جیسے ستارے چمکتے ہوں یا آگ بھڑکائی جاتی ہو -

رواعہ

(LAPLAND)

نام	اِس جزیرے کے دو نام ہیں ' رواعہ (زائپل ص ۱۳۵) اور رفاعہ (زائپل ص ۱۳۶) ؛ اور لطف یہ ہے کہ

ایک ہی مصنف نے لیے ہیں - میرے خیال میں " رفاعہ " سہو کتابت ہے ؛ کیونکہ کتابت میں رواعہ کے " وا " کا مل کر " فا " ہو جانا بہت معمولی بات ہے - اب رہا رواعہ ' تو " نروافہ " سے اُس کو ممتاز کرنے کے لیے آگے یہ تصریح بھی کی گئی ہے [۱] :—

جزیرۃ رواعۃ بالعین المهملة -	جزیرۂ رواعہ ' بےنقطے کی عین کے ساتھ -

رواعہ اور نروافہ میں غ کے نقطے کے علاوہ ابتدا میں ایک " نون " کا بھی فرق ہے ' جو کتابت میں بہت آسانی سے غائب ہو سکتا ہے - لیکن اِس تصریح سے اِتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ " نروافہ " کی کتابت میں چاہے جتنی تصحیفات ہوں ' رواعہ کے وجود پر اُن کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا ؛ کیوں‌کہ اِس کی " ع " فین نہیں ہو سکتی -

موقع	یہ جزیرہ " ثولی " کے قریب ہے - دمشقی (سنہ ۷۲۸ ھ) نے دونوں کا ذکر پاس پاس کیا ہے [۲] :—

کاهل جزیرة تولی و جزیرة رفاعة -	جیسے جزیرۂ تولی اور جزیرۂ رفاعہ کے لوگ -

[۱]—زائپل' ص ۱۳۵ - [۲]—ایضاً ' ص ۱۳۶ -

اور بحیرۂ تولی کو اِس کے مشرق میں بتایا ھے [۱] :—

و شرقیّ ھولاء بحیرۃ واسعة .... تسمی تولی -	اور اِن (رواعه کے) لوگوں سے مشرقی جانب ایک وسیع بحیرہ ھے ...... جس کو تولی کہا جاتا ھے -

شمال کی طرف یاجوج و ماجوج اِس کی سرحد بتائی ھے [۲] :—

و بجنوب یاجوج و ماجوج	اور یاجوج و ماجوج کے جنوب میں -

جو میرے نزدیک صحیح نہیں - معلوم نہیں دمشقی نے نقشے کو کس رخ سے دیکھا تھا !

اِس کی جھیل کا پانی شور بتایا ھے [۳] :—

بحیرۃ مالحۃ	نمکین بحیرہ -

ظاھر ھے کہ یہ تمام اوصاف جس ملک پر صادق آ سکتے ھیں وہ لاپلینڈ ھی ھے !

لاپلینڈ آدھے سے زیادہ برفانی دائرے کے اندر ھے ؛ اور وھاں کی آب و ھوا برفانی ھے [۴] - ھمارے یہاں جس ملک کا نام رواعہ ھے ' وہ لاپلینڈ کا شمالی حصہ ھے ؛ اور یہ کل کا کل برفانی دائرے میں ھے -

نمکین سمندر

دمشقی لکھتا ھے :—

ولھم بحیرۃ مالحۃ حولھا نحو ثلاثین فرسخا فی نحو عشرین فرسخا -	اور اِس کے اردگرد اُن کا ایک نمکین بحیرہ ھے' تقریباً ۳۰ فرسخ ' تقریباً ۲۰ فرسخ میں -

یہ چھوٹا سمندر (L. Enare) ھے ؛ جس کی پیمایش دمشقی کے مطابق ۶۰۰ فرسخ ھے اور جدید جغرافیے کے مطابق کچھ نہیں بتلائی

[۱]—زائیول' ۱٫۲۵ - [۲]—ایضاً - [۳]—ایضاً - [۴]—انسائیکلوپیڈیا ' ص ۷۱۸ ' ج ۱۳ -

جا سکتی - اگر فرسخ اور فرلانگ برابر هیں تو یه جهیل ۷۵ میل مربع رقبے میں پهیلی هوئی هے -

موجوده جغرافیے سے خاص اِس جهیل کے پانی کا ذائقه بهی نهیں بتلایا جاسکتا - لیکن بحربیرنٹس کے متعلق انسائکلوپیڈیا کا بیان یه هے [۱] :—

" Alexandrovsk, on kola fjord, is an ice-free harbour because the last remnants of the Gulf stream bring to this coast salt and relatively warmwater of Atlantic origin from the west coast of Norway."

بحر بیرنٹس ' موجوده جغرافیے میں شمالی ترین بحر اوقیانوس کا مشرقی حصه مانا جاتا هے ' اس لیے اُس کے پانی کا اثر اور خاصیت ناروے اور لاپلینڈ کے ساحلوں میں موجود هے - جس شهر کا نام لکها گیا هے وه اِس نمکین سمندر سے بہت مشرق میں هے اور جب وهاں کا پانی شور هے تو ظاهر هے که جهیل بهی شور هوگی !

گورلا !

دمشقی نے یہاں ایک عجیب مخلوق کی خبر دی هے - کہتا هے [۲] :—

و بجنوب یاجوج وماجوج طائفة رؤوسهم لا صقة بابدانهم بغیر رقاب ظاهرة - ومعاشهم الصید ' والنبات یاکلونه - وهم کالوحوش في القوة والجهالة والبطش - ولهم بحیرة مالحة......یاوون الیها عندالخوف من عدوهم -

اور یاجوج و ماجوج کے جنوب ایک گروه هے جس کے سر بدنوں سے چپکے هوئے هیں اور گردنیں ظاهر نہیں هیں - اِن کی معاش شکار هے اور سبزی کهاتے هیں - اور وه قوت ' جہالت اور گرفت میں وحشیوں کي طرح هیں- اور اُن کا ایک نمکین

[۱]—ص ۱۰۸ ' ج ۳ - [۲]—زاٹپل ' ص ۱۲۵ -

بحیرہ ہے......وہ اُن میں پناہ لیتے ہیں جب دشمن کا اُن کو خوف ہوتا ہے -

اِس مخلوق کا ذکر اور بھی کئی ملکوں میں آیا ہے ' اس لیے یہاں ہم تمام عبارتیں یکجا کیے دیتے ہیں -

سب سے پہلے ادریسی (سنہ ۵۴۸ھ) نے جزیرۂ "نروافہ" میں اِس گروہ کا ذکر کیا ہے - کہتا ہے [۱] :—

ویقال ان فی هذه الجزیرة قوما مستوحشین ' یسکنون البراري رؤوسهم لاصقة باکتافهم ' لااعناق لهم البتة - وهم یاوون الی الشجر فیتخذون فی اجوافها بیوتا' ویسکنون فیها - واکلهم ثمر البلّوط والشاهبلّوط.

اور کہا جاتا ہے کہ اِس جزیرے میں ایک وحشی قوم ہے جو جنگلوں میں رہتی ہے - اُس کے سر شانوں سے چپکے ہوئے ہیں ' اُن کے گردنیں بے شک نہیں ہیں - اور وہ درختوں میں پناہ لیتے ہیں ' اُن کے خول میں گھر بناتے ہیں ' اور اُس میں رہتے ہیں - اور اُن کی غذا بلوط اور شاہ بلوط کے پھل ہیں -

ادریسی کو یہ معلومات کہاں سے دستیاب ہوئے ؟ اِس کا پتا لگانا بہت آسان ہے ! انسائکلوپیڈیا میں ہے [۲] :—

"The King and his geographer sent emissaries to various countries to observe, record and design ; and Idrisi inserted in the new geography the information they brought."

"بادشاہ (راجر) اور اُس کے جغرافیہ نویس (ادریسی) نے مختلف

[۱]—زائپل ' ص ۱۲۵ و ۱۳۶ - [۲]—ص ۷۲ ' ج ۱۲ -

ممالک میں نمائندے بھیجے تاکہ مشاہدہ کریں ' لکھیں اور نقشے بنائیں ؛ اور ادریسی نے نئے جغرافیے میں وہ معلومات داخل کیں جو اُن لوگوں نے بہم پہنچائے تھے"۔

اِس بیان سے ادریسی کی تحریر کی صحت ظاہر ہے !

ابن سعید مغربی نے "جزیرۂ صقلب" کے بیان میں لکھا ہے [۱] :—

وذکر صاحب کتاب رُجار ان فیہا قوما قد التصقت رؤوسہم باکتافہم ' واکثر ما یسکنون فی الشجر الکبار یحفرونہا ویدخلون فیہا -

اور کتاب رجار (راجر) کے مولف (یعنی ادریسی) نے ذکر کیا ہے کہ اُس میں ایک قوم ہے جس کے سر شانوں سے ملے ہوئے ہیں ' اور زیادہ تر یہ بڑے درختوں میں رہتے ہیں - اُن کو کھودتے ہیں اور اندر چلے جاتے ہیں -

اِس سے ایک بات یہ بھی ظاہر ہوتی ہے کہ یہ "جزیرۂ صقلب" اور جزیرۂ نرواغہ ایک ہیں ! کم از کم ابن سعید نے ایسا ہی سمجھا ہے - اور میرے خیال میں بالکل ٹھیک سمجھا ہے - وطواط نے بھی "نرواغہ" کا نام لیا ہے ؛ مگر ایک قید کے ساتھ - کہتا ہے [۲] :—

ان فی جزیرۃ من جزائر البحر المحیط ' ممایلی جزیرۃ تولی' التی عرضہا یقارب تمام المیل الاعظم ' قوماً مستوحشین ' یسکنون البراری' رؤوسہم لاصقۃ باکتافہم ' لااعناق لہم ' یأوون الی شجر عادیۃ ' یتخذون

جزائر بحر محیط میں سے ایک جزیرے میں ؛ جو جزیرۂ تولی سے متصل ہے ' جس کا عرض پورے سب سے بڑے جھکاؤ کے قریب ہے ؛ ایک قوم ہے وحشی ' یہ جنگلوں میں رہتے ہیں ؛ اِن کے سر شانوں سے ملے

[۱]—زائپول ' ص ۱۳۹ و ۱۴۰ - [۲]—ایضاً ' ۱۲۳ -

فیها بیوتا ، یسکنون فیها ، واکلهم ثمر البلوط ، و تسمی هذه الجزیرة جزیرة نروافه -	ہوئے ہیں ؛ ان کے گردنیں نہیں ہیں - پرانے درختوں میں پناہ لیتے ہیں ، اُن میں گھر بناتے ہیں اور رہتے ہیں- اِن کی غذا بلوط کا پھل ہے - اور اِس جزیرے کو جزیرۂ نروافہ کہتے ہیں -

اِس سے معلوم ہوا کہ یہاں پورا ''نرواغہ'' مراد نہیں ہے - بلکہ اُس کا صرف وہ حصہ مراد ہے جو تولی سے متصل ہے - اِس حصے کا کیا نام ہے ؟ دارموشہ !

نجم‌الدین حرانی نے جامع‌الفنون میں جزیرۂ ''دارموشہ'' کی نسبت لکھا ہے [۱] :—

و یقال ان بهذه الجزیرة اقواما مستوحشة یسکنون البراری والقفار و رؤوسهم لاصقة باکتافهم و لا اعناق لهم ، و هم ینقبون الشجر و یتخذون فی اجوافها بیوتا یأوون الیها ، و اکلهم البلوط -	اور کہا جاتا ہے کہ اِس جزیرے میں کچھ قومیں ہیں وحشی ، جو جنگلوں اور چٹیل میدانوں میں رہتی ہیں- اور اُن کے سر شانوں سے ملے ہوئے ہیں ، اور اُن کے گردنیں نہیں ہیں - اور وہ درخت کو کھودتے ہیں اور اُن کے اندر گھر بناتے ہیں ، جن میں پناہ لیتے ہیں - اور اُن کی غذا بلوط ہے-

دوسری جگہ لکھا ہے [۲] :—

و بهذه الجزیرة قوم مستوحشون یُعرفون بالبراری ، رؤوسهم لاصقة	اور اِس جزیرے میں ایک قوم ہے وحشی - یہ سب ، جنگلوں میں

[۱]—زانول ، ص ۱۳۷ - [۲]—ایضاً ، ۱۳۸ -

باکتافهم و لا اعناق لهم ' و دأبهم ینقبون الاشجار الکبار ویتخذون اجوافها بیوتا یأوون الیها ' واکلهم البلوط -

نظر آتے ھیں - اِن کے سر شانوں سے ملے ھوئے ھیں ' اور اِن کے گردنیں نہیں ھیں - اِن کا طریقہ یہ ھے کہ بڑے درختوں کو کھودتے ھیں اور اُن کے اندر گھر بناتے ھیں جن میں یہ پناہ لیتے ھیں - اور اِن کی غذا بلوط ھے -

اِن تمام عبارتوں سے ممالک ذیل میں اِس گروہ کا وجود ثابت ھوتا ھے ؛ رواعہ ' نرواغہ (یا جزیرۂ صقلب) اور دارموشہ -

اِس کا حلیہ سب نے یہ لکھا ھے :—

بدن سے سر ملے ھوئے ' گردن نمایاں نہیں - (دمشقی)

سر شانوں پر رکھے ھوئے ' گردنیں ندارد - (ادریسی ' وطواط ' حرانی) -

سر شانوں سے ملے ھوئے - (ابن سعید)

اِس کا مطلب یہ ھے کہ گردنیں ایسی کوتاہ ھیں کہ سر شانوں پر رکھے ھوئے معلوم ھوتے ھیں !

اِس جماعت کی غذا دمشقی نے نباتات بتائی ھے - ادریسی نے متعین طور پر بلوط اور شاہبلوط کے پھل کا نام لیا ھے - وطواط اور حرانی نے بھی یہی لکھا ھے -

یہ جماعت کہاں نظر آتی ھے ؟ اِس کا جواب سب نے تین لفظوں میں دیا ھے - براری ' یہ بریہ کی جمع ھے ' بریہ صحرا کو کہتے ھیں - صحرا وہ وسیع فضا ھے جو نباتات سے خالی ھو - قفار ' وہ زمین کا خلا جو پانی ' آدمی اور گھاس سے خالی ھو - فیافی وہ جنگل جن میں پانی نہ ھو - جس مقام کا حوالہ دیا گیا ھے وھاں کے میدانوں اور گھنے جنگلوں میں بڑے بڑے درخت ھوتے ھیں -

رہنے کی جگہ کیسی ہوتی ہے؟ ادریسی کے لفظوں میں "یہ درخت کو اندر سے کھود کر گھر بناتے ہیں"۔ ابن سعید نے لکھا ہے کہ "زیادہ‌تر بڑے درختوں میں رہتے ہیں، اُن کو کھودتے ہیں اور اندر چلے جاتے ہیں"۔ وطواط نے پرانے درخت کی تصریح کی ہے جو ظاہر ہے کہ بڑا ہوتا ہے۔ چوں‌کہ ناروے وغیرہ بہت سرد مقامات ہیں، اس لیے وہاں درختوں کو کھود کر مکان بنانا ضروری ہوگا۔ ورنہ جن مقامات میں سردی کم پڑتی ہے وہاں یہ میدان ہی میں رات گزارتے ہیں۔ غالباً اِسی بنا پر ابن سعید نے "زیادہ‌تر" کا لفظ اضافہ کیا ہے۔ دمشقی کی عبارت نامکمل ملی ہے۔ اُس میں بیچ میں سے کچھ چھوٹ گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بڑے درختوں کو کھود کر مکان بنانے کا ذکر کرنے کے سلسلے میں وہ یہ بھی کہنا چاہتا ہے کہ یہ اپنے گھروں میں اُس وقت جاتے ہیں جب دشمن کا خوف ہوتا ہے؛ ورنہ باہر ہی رہتے ہیں۔

"طائفہ" اور "قوم" کے لفظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِس کی سکونت جماعتی انداز کی ہے؛ یعنی خاندان کے چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم ہوکر رہتا ہے۔

وحشت کا سب نے؛ اور قوت، جہالت اور گرفت کا دمشقی نے تذکرہ کیا ہے۔ اُس نے اِس جماعت کا پیشہ شکار بتایا ہے۔ اور لوگ اِس باب میں بالکل ساکت ہیں۔ اگر شکار سے مراد زراعت پر ہجوم اور حملہ ہے تو یہ صحیح ہے! کیوں‌کہ دمشقی نے شکار میں کسی جانور کا نام نہیں لیا ہے؛ اور اِس جماعت کی غذا "نباتات" ہی بتائی ہے؛ اِس لیے ظاہر ہے کہ شکار بھی نباتات ہی کا ہوگا!

یہ حالات سننے کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ آبادی کیا تھی؟ البیرونی نے ساتویں اقلیم کے آخر سے، جزیرۂ تولی تک کی آبادی

کو وحشی کہا ہے - غالباً اِسی بنیاد پر وطواط نے اِس کو انسانوں کی آبادی سمجھا ؛ اور اُس کے لیے یہ تمہید اختیار کی [۱] :—

و ما بقی من المعمور الذی قلنا ان نہایتہ ست و ستون درجۃ مضاف الی ہذا الاقلیم ' (یعنی الاقلیم السابع) و محسوب فیہ ' تسکنہ طوائف من الناس ' ہم بالبہائم فی الخلق و الخلق اشبہ منہم ببنی آدم : کما یحکی ان فی جزیرۃ من جزائر البحر المحیط - الخ -

اور جو باقی آبادی ہے ' جس کی نسبت ہم نے کہا ہے کہ اُس کی انتہا ۶۶ درجہ ہے ' وہ اِسی اقلیم (ہفتم) کی طرف منسوب اور اِسی میں شامل ہے - وہاں انسانوں کے کچھ گروہ رہتے ہیں جو صورت اور سیرت میں آدمیوں کی بہ‌نسبت چوپایوں سے زیادہ مشابہ ہیں - جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ بحر محیط کے جزائر میں سے ایک جزیرے میں - الخ -

اِس کے بعد وہی عبارت ہے جو اوپر نقل ہو چکی -

حالانکہ البیرونی کا مطلب کچھ اور ہے ! وہ "زیر بحث" گروہ کو انسان نہیں سمجھ رہا ہے - اور نہ اُس کا ذکر کر رہا ہے !

بہرحال وطواط کے علاوہ کسی نے اِس گروہ کو انسان نہیں سمجھا - اور کیسے سمجھ سکتا ہے ؟ جب‌کہ خود وطواط نے تصریح کردی ہے کہ "وہ خلقت میں بہائم (چوپایوں) سے مشابہ ہوتے ہیں !"

کاشغری (محمود بن حسین بن محمد) کے نقشۂ عالم میں جو "کتاب دیوان لغۃالترک" میں لگا ہوا ہے ' دنیا کے شمال و مشرق ایک ریگستان دکھایا گیا ہے اور اُس کے اوپر یہ عبارت لکھی ہے [۲] :—

[۱]—زائپل ' ص ۱۴۳ - [۲]—صبح عربکے ' ص ۱۴۲ کے سامنے ' جلد ۵ -

يقال فی هند (هذه!) الغيلانی يسکن النسناس -	کہا جاتا ہے کہ اِن جنگلوں میں نسناس رہتا ہے -

اِس نقشے میں سمتیں اور مقامات غلط ہو گئے ہیں - تاہم جن میدانوں کا اِس میں حوالہ ہے وہ وہی ہیں جن کا ذکر اوپر آچکا ہے ؛ اس لیے اُن کی آبادی کا پتا لگالینا اب کچھ مشکل نہیں ہے - "نسناس" بن‌مانس کو کہتے ہیں - جن مقامات کا اوپر ذکر آیا ہے اُن میں بن‌مانسوں کی آبادی تھی ! یعنی ایک خاص قسم کا بن‌مانس "گورلا" (Gorilla) وہاں رہتا تھا ! جو ظاہری ساخت میں انسان سے بےحد مشابہ ہوتا ہے ! اور غالباً وطواط نے اِسی بنا پر دھوکا کھایا ہے !

"گورلا" بن مانسوں میں سب سے قدآور اور خوفناک ہوتا ہے - وہ انسان سے اِس قدر ملتا جلتا ہے کہ بظاہر غیر مہذب آدمی معلوم ہوتا ہے ! وہ عموماً نہایت گھنے اور دشوارگزار جنگلوں میں‘ چھوٹے خاندانی جتھوں میں منقسم ہوکر رہتا ہے ؛ اور شاذ و نادر ہی نظر آتا ہے - اِسی لیے اُس کی عادتوں سے بہت کم واقفیت حاصل ہوسکی ہے - اُس کا قد تقریباً ساڑھے پانچ فٹ ہوتا ہے - اور جسمانی طاقت میں وہ شیر سے کم نہیں ہوتا - اُس کا چوڑا سینہ اور لحیم شحیم شانے اُس کی بے نظیر طاقت پر شاہد ہیں - "اورینگ" کی طرح اُس کے بازو بھی بہ نسبت ٹانگوں کے بڑے ہوتے ہیں ؛ اور یہ بھی چاروں ہاتھ پانو پر چلتا ہے - تاہم وہ دوسرے بندروں کے مقابلے میں زیادہ آسانی سے سیدھا کھڑا ہوسکتا ہے - اور زیادہ دیر تک کھڑا بھی رہ سکتا ہے -

اُس کا سر بڑا ‘ پیشانی ڈھالو اور کان چھوٹے ہوتے ہیں - اور وہ اِس قدر کوتاہ گردن ہوتا ہے کہ اُس کا سر شانوں پر رکھا ہوا معلوم ہوتا ہے ! اور اِس وجہ سے وہ نہایت بد شکل اور مہیب معلوم ہوتا ہے- آنکھیں گہرے

گھرے گڈھوں میں گھسی ہوتی ہیں- ناک چپٹی' لیکن اور بن‌مانسوں کی بہ نسبت زیادہ اُٹھی ہوئی ہوتی ہے -

اُس کی کھال قطعی سیاہ ہوتی ہے - اور اُس پر گھرے بھورے رنگ کے بال ہوتے ہیں - صرف سر پر بالوں کا رنگ کسی قدر سرخی مائل ہوتا ہے -

یہ درختوں پر نہیں رہتا ؛ تاہم اُن پر بہ آسانی چڑھ سکتا ہے - اور پھلوں کی تلاش میں اکثر درختوں پر نظر آتا ہے - میوہ خور ہے - ملائم پودوں اور جنگلی گنّے کا بھی شائق ہے - کبھی کبھی زراعت پر بھی حملہ کرتا ہے ! [۱] -

اِس جدید بیان اور مسلمانوں کے قدیم بیانات کو آمنے سامنے رکھو ! صاف نظر آئےگا کہ اُنھوں نے جس مخلوق کا ذکر اپنے جغرافیوں میں کیا ہے' وہ یہی گورلا تھا !

اہل یورپ کو " گورلا " کا علم سنہ ۱۲۷۸ھ (سنہ ۱۸۶۱ع) اور اُس کے بعد ہوا ہے' جبکہ Paul B. du Chaillu نے افریقا کے ایک مقام میں اُس کا پتا لگایا تھا - چنانچہ یہی شخص گورلا کا " مکتشف " مانا جاتا ہے [۲] - لیکن ایک ممالوجسٹ (Mammalogist) کو یہ سن کر بڑی خوشی ہوگی کہ " گورلا " کا نشان سنہ ۱۸۶۱ع سے " ساڑھے سات سو برس پہلے " ادریسی نے اپنے جغرافیے میں دیا تھا ! اور غالباً وہی اصلی مکتشف تھا ! مزے کی بات یہ ہے کہ اہل یورپ کے دونوں اکتشافات (سنہ ۱۸۶۱ع' اور سنہ ۱۹۰۳ع) " افریقا " کے جنگلوں میں ہوئے - لیکن مسلمانوں نے خود یورپ والوں کے گھروں میں گورلا کا سراغ پایا ! جس سے وہ بالکل بےخبر تھے - اور شائد اب بھی بےخبر ہیں !

[۱]—انسائیکلوپیڈیا ' ص ۵۳۱ ' ج ۱۰ : عالم حیوانی' ص ۵۹۳ تا ۵۹۶ -
[۲]—انسائکلوپیڈیا حوالۂ سابق -

اولیا

(OULU)

جزیرۂ اولیا کا نام آج کل (Oulu) ھے - یہ فنلینڈ کا ایک حصہ ھے -
اولیا کے نام کا نہ اِس وقت کوئی شہر ھے اور نہ ملک ؛ لیکن یہاں کے ایک دریا اور جھیل دونوں کو اب تک (Ulea) کہتے ھیں - اور (Oulu) شہر کا پرانا نام بھی (Uleaborg) ھے ؛ جس میں برگ کو نکال کر ' جو نئی پیدائش ھے' باقی نام پرانا ھی ھے !

اِس ملک کے بعض حصے' جن میں شہر بھی آباد ھیں' برفانی دائرے کے اندر ھیں - حسن بن بہلول اوانی طبرھانی اور اسحاق بن حسن زیات نے اِس کو جزیرہ کہا ھے ؛ جو اھل عرب کی عام عادت ھے -

موقع

طبرھانی " بحر مغربی و شمالی" کے اُس حصے کے جزیروں کا بیان کرتے ہوئے' جو خارج از اقالیم ھے' لکھتا ھے [۱] :—

جزیرۃ اولیا - فیھا مدن کثیرۃ - اولیا عند طول یح ل و عرض نال' ثم تمر علی مثال القوارۃ ثم بعرض ناہ ' ثم تمر الی طول یح ہ و عرض نب ل' ثم تمر الی طول یط مہ و عرض نب م' ثم تمر الی طول کب م و عرض نہ ل' ثم تمر الی طول کب ہ و عرض نوہ ' ثم تمر الی

جزیرۂ اولیا - اُس میں بہت سے شہر ھیں - اُس کی ابتدا یح ل کے طول اور نال کے عرض سے ھے - الخ -

[۱]—زائپل ' ص ۱۲۴ ' بحوالۂ کتاب في رسم الارض -

طول كبج ٥ و عرض نول، ثم تمر الى
طول كب و عرض نزم، ثم تمر الى
طول كبج ٥ و عرض نبح ى، ثم تمر
الى طول كا مه و عرض نط يه ، ثم
تمر الى طول كبج ٥ و عرض نط ى،
ثم تمر الى طول كب م و عرض
نط مه ، ثم تمر الى طول كزل و
عرض نبج، ثم تمر الى طول كو مه
و عرض نط ك ، ثم تمر الى طول
كز يه و عرض نط م، ثم تمر على
مثال القوارة ، ثم تمر بعرض نط ى،
ثم تمر الى طول لا ى و عرض س يه،
ثم تمر الى طول كح ك و عرض
س ل، ثم تمر الى طول كز ٥ و
عرض سال، ثم تمر الى طول كح ل
و عرض س مه ، ثم تمر الى طول
كك و عرض سا يه ، ثم تمر الى
طول ك كه و عرض س م، ثم تمر
الى طول يط ك و عرض س م، ثم
تمر الى طول يط مه ، ثم تمر الى
طول يح ٥ و عرض س ٥ ، ثم تمر
الى طول يوم و عرض نط م، ثم تمر
على مثال الطيلسان الى طول يو ى

و عرض نه ، ثم تمر علی مثال القوارة ، ثم تمر بعرض نزک ، ثم تمر الی طول یط ل و عرض نه ، ثم تمر الی الموضع الذی منه ابتدأت عند طول یه ل و عرض قال -

زیات نے بھی اِس کو ساتویں اقلیم کے باہر شمار کیا ہے - وہ اِس کی جگہ بحر غربی محیط کے اُس حصے میں قرار دیتا ہے جو بلاد صقالبہ سے ہوتا ہوا مشرق کی طرف بلاد ترک ، بلاد تغزغز اور سد یاجوج و ماجوج تک چلا گیا ہے - یہ ٹھیک وہی جگہ ہے جہاں آج "Oulu" کا صوبہ واقع ہے - زیات اِس جزیرے کو بحر مغربی کے بڑے جزیروں میں سمجھتا ہے اور اسپین سے اُس کی سمت بھی بتلاتا ہے [۱] :—

و جزیرة اولها ، وهی فی الجهة الشمالیة من جزیرة الاندلس -	اور جزیرۂ اولہا ، اور وہ شمالی جانب ہے جزیرۂ اندلس سے -

دونوں بیانات کے ملانے سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں -

۱—یہ جزیرہ ، بحر مغربی و شمالی کے اُس حصے میں واقع ہے ، جو اقالیم سے باہر ہے -

۲—بحر غربی محیط کے اُس حصے میں ہے جو بلاد صقالبہ سے ہوتا ہوا (بحر بالطیک) مشرق کی طرف گھوم کر سد یاجوج (بحر زفتی یا بحر عنبر) تک چلا گیا ہے -

۳—اسپین سے جانب شمال ہے -

۴—بڑا جزیرہ ہے -

---

[۱]—زائپل ، ص ۱۳۰ و ۱۳۱ - بحوالۂ کتاب فی ذکرالاقالیم -

۵—بہت سے شہر آباد ہیں -

یہ تمام باتیں "Oulu" کے علاوہ کسی ملک پر صادق نہیں آتیں-

آبادی

طبرهانی کے زمانے میں یہاں کثیر آبادی تھی - اِس وقت بھی یہاں بہت سے شہر موجود ہیں ؛ جو طبرهانی کے دعوے کا زندہ ثبوت ہیں - وہ کہتا ہے [۱] :—

جزیرة اولیا ، فیها مدن کثیرة - | جزیرۂ اولیا ، اُس میں بہت سے شہر ہیں -

اِن شہروں کے نام اس لیے قلم انداز کیے جاتے ہیں کہ ہمارے ماخذوں نے اُن سے بحث نہیں کی ہے -

ایک غلط فہمی کا ازالہ

آخر میں ایک غلط فہمی کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے - ادریسی کے نقشوں میں سے نمبر (۴۴) کے نقشے میں ایک جزیرے کا نام اولیا لکھا ہے ؛ جو " بحرالغرب المظلم" میں واقع ہے - اِس کے مشرق میں خشکی کا ایک بڑا حصہ ہے، جس میں بلاد مقراوہ ہیں، مثلاً برلسہ (بریسی) ، دومیل، دکرور (تکرور) ، تارنقا ؛ یا سلمی (سلی) ، ملی ، مونہ ، بادیسا ؛ اور ایک دریا النیل (نیل السودان) - ظاہر ہے کہ اِن پڑوسی شہروں کی وجہ سے " اولیا " یورپ کا نہیں، افریقا کا کوئی حصہ ہوگا ! لیکن کیا افریقا میں اِس نام کا کوئی ملک تھا ، یا ہے ؟ اِس سوال کے جواب میں ہم کو ادریسی کے دوسرے نقشوں سے مدد لینی چاہیے -

نمبر ۱ کے چار نقشوں میں سے تین میں، " جزائر خالدات " کے پاس ایک جزیرے کا نام "اولیل" لکھا ہے- اکسفورڈ نمبر ۱، اور قسطنطینیہ کے نقشوں میں اِسی طرح ہے - آکسفورڈ نمبر ۲ میں یہ نام جزیرے کے

[۱]—زائپلد ، ص ۱۲۴ -

بجائے ایک شہر کا لکھا ہوا ہے جو جزائر خالدات کی جانب ' نیل سودان کے کنارے واقع ہے - لیکن یہ کتابت کی بڑی فاش غلطی ہے - اِن نقشوں میں بھی' اولیا سے مشرق تقریباً وہی شہر دکھائے گئے ہیں' جو نمبر ۳۴ کے نقشے میں مذکور ہیں !

نمبر ۶۸ کے نقشے میں بھی' جو قاہرہ میں محفوظ ہے' " جزائر خالدات " کے پاس ایک جزیرے کا نام " اولیل" لکھا ہے - لیکن اِس لفظ کا آخری حرف (دوسرا لام) شکست میں ہے ؛ اور پہلے حرفوں سے اُس کا نچلا حصہ (دائرہ) بالکل علیحدہ ہوگیا ہے - اِس طرح ایک لفظ " اولیا " اور اُس کے بعد ایک ڈیش (—) رہ گیا ہے - اِس نقشے میں بلاد مقرارہ کے بجائے بلدان السودان کا لفظ ہے اور وہی شہر لکھے ہیں جو بلاد مقرارہ میں ہم لکھ آئے ہیں -

اِن تمام باتوں سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ جزیرۂ اولیا نہیں ؛ اولیل ہے ! یورپ میں نہیں ؛ افریقا میں ہے ! نمبر ۳۴ کے نقشے میں نام غلط درج ہوگیا ہے - رہا یورپ کا جزیرۂ اولیا ' تو اُس کا نقشہ " ادریسی" نے بنایا ہی نہیں !

———

مرمان

(MURMAN COAST)

یہ پورا علاقہ برفانی دائرے کے اندر ھے - اِس کا ذکر صرف ابو عبید بکری (سنہ ۴۸۷ھ) نے کیا ھے - دمشقی نے اِس کو بحیرۂ تولی کا ایک جزیرہ یا آبادی ؛ اور وطواط نے جزیرۂ تولی سے متصل ایک جزیرہ کہا ھے - مسعودی اور ابوالفدا نے یہاں کے جنگلوں ' زلزلوں اور برفباری کی شدت کا تذکرہ کیا ھے -

ابو عبید بن عبدالعزیز بکری کی کتاب المسالک و الممالک میں ضمناً ایک جگہ ' بلاد صقالبہ کی نسبت ' ایک روایت کے سلسلے میں ' ابراھیم بن یعقوب اسرائیلی سے نقل کیا گیا ھے [۱] :—

وجاور بلد ناقون فی المغرب سکسون و بعض مرمان -	اور مغرب کی طرف بلد (ملک) ناقون کے پڑوس میں سکسون اور کچھ مرمان ھے -

"بعض مرمان" کے جملے سے معلوم ھوتا ھے کہ ابو عبید بکری اِس کو ایک شہر کے بجاے ' ایک صوبہ یا ملک سمجھتا تھا - جیسا کہ آج بھی ھے -

موقع	بکری سے اِتنا معلوم ھوتا ھے کہ "مرمان" کا کچھ حصہ ملک ناقون سے مغرب کی جانب واقع تھا - وطواط

کی مناھج الفکر میں ھے [۲] :—

......ان بعض الجزائر التی تلی جزیرۃ تولی......	بعض اُن جزیروں میں جو جزیرۂ تولی سے متصل ھیں' الخ

[۱]—زائپلد ' ص ۸۲ - [۲]—ایضاً ' ص ۱۲۳ -

دمشقی ' نخبۃالدھر میں جزیرۂ رواعہ کے بعد لکھتا ہے [۱] :—

وشرقی ھوءلاء بحیرۃ واسعۃ یصب فیھاالمحیط المشرقی' تسمی تولی - لھا جزائر و عمائر -	اور اِن (رواعہ والوں) سے مشرقی جانب ایک وسیع بحیرہ ہے ' جس میں محیط مشرقی گرتا ہے ' اُس کا نام تولی ہے - اُس کے بہت سے جزیرے اور آبادیاں ہیں -

اِن بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جزیرہ اور آبادی' بحیرۂ تولی کی ہے - اور جزیرۂ رواعہ (Lapland) سے مشرق ہے -

موجودہ نقشے میں (Murman Coast) کو دیکھو ! اُس کے شمال و مشرق بحر بیرنٹس ؛ جنوب و مغرب لاپ لینڈ ؛ شمال و مغرب ناروے کا شمالی حصہ '(جو پہلے جزیرۂ تولی کہلاتا تھا) ؛ اور جنوب میں جزیرہ نماے Kola ہے - اور یہی حدود اسلامی جغرافیے سے ظاہر ہوتے ہیں -

آبادی

آبادی یہاں بہت کم ہے - دو ایک چھوٹے چھوٹے شہر اِدھر اُدھر ہیں - ساحل سارا صاف پڑا ہوا ہے - دمشقی نے جو ''عمائر'' کا لفظ لکھا ہے - اُس کی صداقت اِن شہروں کی موجودگی سے نمایاں ہے -

تندرا

''تندرا'' کا آغاز بھی یہیں سے ہوتا ہے - اُس کا ذکر مستقل عنوان میں آئے گا - مسعودی (سنہ ۳۴۶ھ) نے کتاب العجائب میں اِس ''تندرا'' کی نسبت حسب ذیل عبارت لکھی ہے [۲] :—

و ما جاوزھم الی الشمال لایسکن لبردہ و کثرۃ زلازلہ -	اور جو کچھ (علاقہ) صقالبہ سے شمال کی طرف ہے' وہاں ٹھنڈک اور زلزلوں

[۱]— زانپل' ص ۱۴۵ - [۲]—ایضاً ' ص ۱۲۸ -

کی کثرت کے سبب سکونت نہیں اختیار کی گئی ہے -

ابوالفدا؛ تقویم البلدان میں خبر دیتا ہے [۱] :—

و فی شمالیّ الصقالبة مفاوز لا عمارة فیها الی البحر المحیط و لاتسکن لشدة البرد الذی بها ' الی نحو الروسیة -	اور صقالبہ کے شمال بہت سے چٹیل میدان ہیں ' جن میں بحر محیط تک آبادی نہیں ہے - اور وہاں کوئی سکونت نہیں کرتا اُس ٹھنڈک کے سبب جو وہاں پڑتی ہے ' روس کی طرف تک -

جزیرہ نمائے کولا

اِن دونوں بیانات میں " تندرا " کے علاوہ ' وہ علاقہ بھی شامل ہے جس کو آج کل جزیرہ‌نمائے کولا (Kola Peninsula) کہتے ہیں - اور یہ سب غیر آباد ہے - مشکل سے چار پانچ چھوٹے چھوٹے شہر اِس پورے علاقے میں ہوں گے ؛ جو بہت ممکن ہے کہ روسیوں کے تسلط کے بعد آباد ہوئے ہوں - کولا کا نام مسلمانوں نے نہیں لکھا ہے - صرف " شمال صقالبہ " کہا ہے -

پانی

"مرمان" کھاری اور میٹھے پانی کا سنگم ہے لاپ‌لینڈ کی طرف اِس کا پانی کھاری ہے ' اور بحر سفید کے شمال شیریں - اوقیانوسی اور قطبی پانی کا فرق اوپر بیان ہوچکا ہے [۲] -

وطواط نے اِس بات کو یوں بیان کیا ہے [۳] :—

ویشربون الماء الملح اذا عدموا العذب -	اور وہ (قلمقر) شور پانی پیتے ہیں ' جب شیرین نہیں ملتا -

دمشقی نے پیرایہ بدل کر اِس بیان کو مجمل کر دیا ہے [۴] :—

[۱]—زائپل ' ص ۱۰۶ - [۲]—انسائکلوپیڈیا ' ص ۱۰۸ ' ج ۳ -
[۳]—زائپل ' ص ۱۲۳ - [۴]—زائپل ' ص ۱۲۵ -

و یشربون الماء المالح والماء العذب	اور وہ (قرقز) شور اور شیریں پانی پیتے ہیں -

قرقز	وطواط نے یہاں کے ایک گروہ کا نام "قلقر" لکھا ہے ' جو دمشقی کی کتاب میں "قرقز" ہو گیا

ہے - دونوں نے تقریباً ایک ہی بیان دیا ہے -

وطواط ' مناہج الفکر میں لکھتا ہے :—

یتولّدون بین الناس و دواب البحر ' لهم قرون و عیون صغار ' عراة الاجسام یاکلون دواب البحر و نبات الارض -	اُن کی اولاد انسانوں اور دریائی چوپایوں کے بیچ میں ہوتی ہے - اُن کے سینگ ہوتے ہیں ' چھوٹی آنکھیں ' برہنہ تن (ہوتے ہیں) - دریائی چوپائے اور زمین کی سبزیاں کھاتے ہیں -

دمشقی کی نخبۃ الدہر میں ہے :—

انهم یتوالدون تولیداً من بین الناس و بعض دواب البحر - و ان منهم من له قرون و عیون صغار' عراة الاجسام ' یاکلون دواب البحر و نبات الارض -	اُن کے بچے آدمیوں اور بعض بحری چوپایوں کے بیچ میں ہوتے ہیں -اور اُن میں سے بعض کے سینگ ہوتے ہیں ' اور چھوٹی آنکھیں اور برہنہ تن ہوتے ہیں - بحری چوپائے اور زمین کی سبزیاں کھاتے ہیں -

آئین اکبری (ص ۳٦' ج ۳) میں ' ساتویں اقلیم میں' ایک مقام کا نام قرقر لکھا ہے اور اُس کو "آص" کے شہروں میں شامل کیا ہے - لیکن آص کون سا ملک ہے ؟ اِس کا پتا نہیں - اور نہ یہ معلوم ہے کہ اِس مقام کا نام قرقر ' کسی قوم کے نام پر رکھا گیا ہے !

برجان

(KOLA PENINSULA.)

زکریا قزوینی (۶۸۲ھ) کی آثارالبلاد میں اِس ملک کی نسبت یہ تصریح ہے [۱] :—

برجان بلاد فائطة فی جهة الشمال ینتهی قصرالنهار فیها الی اربع ساعات واللیل الی عشرین ساعة و بالعکس - اهلها علی الملة المجوسیة و الجاهلیة ' یحاربون الصقالبة و هم مثل الافرنج فی اکثر امورهم - ولهم حذق بالصناعات و مراکب البحر -

اور برجان' شمال کی جانب پست شہر ہیں - جہاں دن کی کوتاہی چار گھنٹے تک پہنچتی ہے اور رات بیس گھنٹے تک ' اور برعکس - اُس کے باشندے آتش پرستی اور جاہلیت کے مذہب پر ہیں - صقالبہ سے لڑائیاں لڑتے رہتے ہیں - اور وہ اکثر معاملات میں یورپ والوں کی طرح ہیں - اور اُن کو صنعتوں اور سمندر کی کشتیاں بنانے میں مہارت ہوتی ہے -

اِس عبارت میں چند اہم باتیں ہیں :—

موقع وہ ایک پست زمین ہے' جو شمال میں ہے - یہ تو ظاہر ہے کہ جزیرۃنماے Kola نام ہے جزیرۃ سقندیا (Scandinavia) کے پہاڑی علاقے کی مشرقی وسعت کا ؛ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کولا ' ناروے سے نشیب میں ہے؛ لیکن خود کولا میں ایک ایسا علاقہ موجود ہے جو نسبتاً اور بھی پست ہے - اُس کی حد بندی انسائکلوپیڈیا (ص ۳۷۵ ' ج ۱۳) میں اِس طرح کی گئی ہے :—

[۱]—زاپیل ' ص ۱۲۱ -

" West of them lies a lowland gap stretching from Kola gulf in the north to the Kandalaksk gulf of the White Sea in the south."

رات ، دن

وہاں کا سب سے چھوٹا دن اور رات چار گھنٹے کے، اور سب سے طویل ۲۰ گھنٹے کے ہوتے ہیں - اور یہ ایسی تصریح ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ جزیرۂ تولی کے محاذ میں ہوگا - مسعودی (۳۴۶ھ) نے مروج‌الذہب میں تولی کا سب سے لمبا دن ۲۰ گھنٹے کا بتایا ہے - انسائکلوپیڈیا میں نشان دیا ہوا حصہ، تولی کے بالکل برابر اور ہمسرحد ہے اس لیے دونوں جگہ کے رات دن یکساں ہوں گے - چوں‌کہ ناروے کے بالکل جنوبی حصے میں ۱۷ ½ گھنٹے کی لانبی رات ہوتی ہے [۱] ، اس لیے شمال میں عجب نہیں کہ ۲۰ گھنٹے تک رات اور دن لانبے ہوتے ہوں -

آبادی

وہاں آبادی ہے - انسائکلوپیڈیا کے بتائے ہوئے حصہ میں اِس وقت بھی چار شہر موجود ہیں - یعنی

Aleksandrovsk, Murmansk, Kola, Kondalaksha.

مذہب

وہ لوگ آتش پرست ہیں ؛ یعنی پرانے مذہب پر قائم ہیں - اسلامی جغرافیے میں دریاے برنو (Pernau) سے شمال و مشرق کا علاقہ جس میں آج کل روس کا پایۂ تخت " لینن گریڈ " واقع ہے، " ارض‌المجوس، " کہلاتا تھا - اور اُس سے شمال کا علاقہ جس کو اب جمہوریہ (Karelia) کہتے ہیں، "متصل ارض‌المجوس" کے نام سے موسوم تھا - ہمارا نشان دیا ہوا مقام "ارض‌المجوس" سے قریب ہے - اس لیے یہاں بھی مجوس کی آبادی ہوسکتی ہے، جیسا کہ قزوینی کا دعوی ہے -

---

[۱]—انسائکلوپیڈیا ، ص ۵۴۷ ، ج ۱۶ -

صقالبۃ کی لڑائیاں

وہ صقالبہ سے لڑتے رہتے ہیں - صقالبہ کی آبادی استونیا اور جرمنی کے آس پاس تھی اس لیے برجان والوں کی نسبت یہ بیان بھی صحیح ہے کہ وہ صقالبہ سے لڑائیاں لڑتے تھے -

فرنگ سے مشابہت

وہ اکثر حالات میں فرنگ کی طرح ہیں - اِس وقت بھی (Lapps) کے خون میں روسی اور نارویبن اثر تسلیم کیا جاتا ہے [۱] -

صنعتوں کی مہارت

دستکاری کے بڑے ماہر ہیں - انسائکلوپیڈیا میں ہے :—

"They trade their reindeer products for knives, gunpowder and small articles with the Russians and Zirians and, before the railway come, did much transport of goods in their boat shaped reindeer sledges."

جہاز سازی

ایک طرف بحر بیرنٹس اور خلیج کولا ؛ اور دوسری طرف بحر ابیض کا خلیج Kandalaksha ، اِن دونوں سمندروں ؛ اور بیچ میں دریاے کولا اور Imandra جھیل کی وجہ سے کچھ عجب نہیں جو یہاں کے باشندے جہازسازی میں بھی مہارت رکھتے ہوں ؛ جیسا کہ قزوینی کا بیان ہے - صقالبہ سے جنگ کرنے کے لیے بھی اُن کو کشتیاں ضرور رکھنا پڑتی ہوں گی -

قزوینی نے "برجان" کی نسبت جو یہ لکھا ہے کہ -

۱—وہ شمال میں ہے -

۲—پست ہے -

۳—وہاں ۲۰ گھنٹے کا ، سب سے بڑا دن ہوتا ہے -

۴—وہاں کے باشندے آتش پرست ہیں -

[۱]—انسائیکلوپیڈیا ، ص ۲۷۶ ، ج ۱۳ ،

٥—صقالبہ سے جنگ آزمائی کرتے ھیں -

٦—فرنگیوں کی طرح ھیں -

٧—صنعتوں کے ماھر ھیں -

٨—جہازسازی میں طاق ھیں -

یہ سب اُسی خطے پر صادق آسکتا ھے جو جزیرہ نماے کولا کا مغربی حصہ ھے - یہ اقالیم سے باھر اور برفانی دائرے کے اندر واقع ھے -

لیکن مسعودی نے کتاب التنبیہ میں جو کچھ لکھا ھے اُس کے رو سے برجان ' " روم " کے قریب ھے [١] -

و جعلوھم بازاء برجان و غیرھم من الامم المتأبدة لھم والمحیطة بملکھم -	اور اُنھوں نے اُن کو برجان وغیرہ اُن قوموں کے مقابلے میں رکھا ھے جو اُن کے لیے مقیم ھیں - اور اُن کے ملک کا احاطہ کیے ھوئے ھیں -

دوسری جگہ ھے :—

و (قد ذکرنا) من سکن جبل القبق من اللکز و من جاور الباب والابواب و قرب من ھذا الجبل من الامم کاللان والسریر و الخزر و جرزان و الابخاز والصناریة و برجان الخ-	اور (ھم نے بیان کیا ھے) اُن قوموں کو جو کوہ قبق میں سکونت پذیر ھوئیں ' مثلاً لکز ؛ اور جو باب ' ابواب ' اور اِس پہاڑ کے قریب مقیم رھیں ' مثلاً لان ' سریر ' خزر ' جرزان ' ابخاز صناریہ ' برجان ' الخ -

اُس نے کتاب العجائب میں جو کچھ لکھا ھے ' اِسی کے قریب قریب ھے [٢] :—

و منھم امة بین الصقالبة و الافرنجة | اور اُن میں ایک قوم ھے صقالبہ اور

[١]— زائپل ' ص ٦٦ - [٢]—ایضاً ١٢٨ -

علی دین الصابئین.....وهم یحاربون الصقالبة والترک و برجان -	فرنگ کے درمیان ؛ صابئین کے مذہب پر......اور وہ لوگ صقالبہ' ترک اور برجان سے لڑتے ہیں -

ادریسی (سنہ ۵۴۸ھ) نے "برجان" کو چھٹی اقلیم کے پانچویں حصے میں بحر اسود کے اوپر ' نہر دنوا (R. Don) کے کنارے دکھایا ہے ' (دیکھو میرے عربی نمبر ۵۵) ' اور چند شہروں کے نام بھی درج کیے ہیں - اُس کے لحاظ سے یہ "روس" کا ہمسرحد ہے - روس اُس زمانے میں بہت محدود تھا - نہر طنابرس (R. Dnieper) اور اُس کے آس پاس روس کے شہر واقع تھے -

ابن خلدون نے گو ادریسی کی کتاب سے جغرافی حالات لکھے ہیں ' مگر برجان کا ذکر نہیں کیا ہے -

اب دیکھنا یہ ہے کہ ادریسی کا خیال کہاں تک صحیح ہے ؟

۱—چوں کہ زمین کروی ہے ' اس لیے خط استواء کے قریب کے مقامات اسلامی جغرافیے میں "اعالی" کہلاتے ہیں ' کیونکہ وہ کرے میں سب سے اونچے ہیں - اقلیم ہفتم کے ممالک کو "اسافل" سے تعبیر کیا جاتا ہے' کیوں کہ وہ سب سے زیادہ نشیب میں ہیں - اور یہ ڈھلوان‌پن قطب تک برابر چلا گیا ہے - ظاہر ہے کہ بحر اسود پر جو ملک واقع ہوگا اُس کے حدود شمالی کو نہ تو پست کہا جا سکتا ہے جیسا کہ قزوینی نے "برجان" کو کہا ہے ؛ اور نہ اسافل کا لفظ اُن پر اطلاق کیا جا سکتا ہے جیسا کہ ادریسی اپنے نقشوں میں یہ لفظ استعمال کرتا ہے -

۲—شمال کا وہ ملک جہاں ۲۰ گھنٹے کا دن ہو' بحر اسود کے کنارے نہیں ہوسکتا - یہاں تو تقریباً ۱۵½ گھنٹے کے دن رات ہوتے ہیں -

۳—بحر اسود کے کنارے کی آبادی اُس زمانے میں عیسائی تھی -

وہاں قدیم مذہب (آتش پرستی) کے ماننے والے شائد ہی موجود ہوں! اِس مذہب کے ماننے والے شمال کے دور و دراز خطوں اور جزیروں میں پھیلے ہوئے تھے -

وجوہ بالا کی بنا پر میرے نزدیک ادریسی سے لغزش ہوئی ہے - اب یا تو دو ملک "برجان" کے نام سے فرض کیے جائیں ؛ ایک بحر اسود کے کنارے اور دوسرا بحربیرنٹس کے ساحل پر ؛ جس طرح دو بلغار تھے ' ایک داخل اور دوسرا اعظم ؛ لیکن اِس کے لیے دلیل اور ثبوت چاہیے ' جو موجود نہیں ہے - اور یا پھر ادریسی کی غلطی بداہۃً تسلیم کرلی جائے - اُس نے جگہ کی تعیین میں فاش غلطی کی ' جس طرح آئسلینڈ اور جزیرۂ لیاقوت کی جگہ مقرر کرنے میں اُس سے لغزش ہوئی ہے!

بحیرۂ جامدہ

(Kara Sea)

دمشقی (۷۲۸ ھ) نے اِس نام کے دو سمندروں کا ذکر کیا ہے - بحیرۂ جامدہ جس کو صحراے قبچاق کے آگے بتایا ہے اور بحر جامد جس کو زمین کے جنوبی اور مشرقی حصے میں دکھایا ہے -

بحر جامد کی نسبت وہ کہتا ہے [۱] :—

وفی جهة جنوب الارض والمشرق بحرالظلمات و البحرالزفتی و الجامد -

اور بحر محیط کا نام زمین کے جنوب اور مشرقی جانب ' بحر ظلمات اور بحر زفتی اور بحر جامد ہے -

لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ "قطب جنوبی" کی طرف والے سمندر ہیں ؛ بلکہ اِتنا دکھانا مقصود ہے کہ "قطب شمالی" سے جنوب کی طرف واقع ہیں !

بحیرۂ جامدہ کی نسبت دمشقی کا بیان یہ ہے [۲] :—

والبحیرة الجامدة فیما وراء صحاری القبجق حیث العرض هناک ثلاث وستون - طولها من نحو ثمان مراحل وعرضها نحو ثلاث مراحل یتفاوت - وبها جزیرة کبیرة ' بها اناس عظام الجثث ' بیض الابدان و الشعور و زرق العیون' لایکادون یفقهون قولا - وسمیت الجامدة لجمودها

اور بحیرۂ جامدہ صحراے قبچاق کے آگے ہے ' جہاں عرض ۶۳ (درجہ) ہے - اِس کی لمبائی تقریباً آٹھ مرحلے اور چوڑائی تقریباً تین مرحلے فرق کے ساتھ ہے - اور وہاں ایک بڑا جزیرہ ہے - وہاں بھاری ڈیل ڈول کے لوگ ہیں ' سفید بدن اور بالوں والے ' کرنجی آنکھوں والے ' تقریباً

[۱]—زائیل ' ص ۴۷ - [۲]—ایضاً ' ص ۱۴۴ ' ۱۴۵ -

فی الشتاء من سائر اطرافها ' حتی تبقی جبال محیطة بها من الجلید - و ذلک ان اطرافها اذا جمدت و حرک الهواء ماءها حرک الموج الاطراف الجامدة فیجمد مایرکب ذاک الجلید جلیداً علیه ' ثم یتراکم شیئاً فشیئاً ' طبقاً فوق طبق ' حتی یصیر کالروابی والهضاب والسور الدائر علیها -	بات نہیں سمجھتے - الخ -

چونکہ بحر جامد کی نسبت مزید معلومات ' دمشقی نے فراہم نہیں کیے ہیں' اس لیے یہاں صرف بحیرۂ جامدہ کا ذکر کیا جاتا ہے - یہ میرے نزدیک بحر قارہ (Kara Sea) کے شمالی حصے ہیں - اور اس لیے اِس سمندر کو بحر برفی شمالی (Arctic Ocean) کا ایک جز سمجھنا چاہیے-

وجہ تسمیہ

اِس سمندر کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ " سردی کی فصل میں یہ ہر طرف سے منجمد ہو جاتا ہے - اِس کے چاروں طرف برف کے پہاڑ کھڑے دکھائی دیتے ہیں - اور یہ یوں ہے کہ اِس کے اطراف جب جم جاتے ہیں اور ہوا اِس کے پانی کو جنبش دیتی ہے تو موج منجمد اطراف کو ہلاتی ہے - اب اِس برف کے اوپر برف کی دوسری تہ چڑھتی ہے اور جم جاتی ہے - پھر تھوڑا تھوڑا تہ بہ تہ ہوتا جاتا ہے ' (اور) ایک طبق پر دوسرا طبق (چڑھتا جاتا ہے) ' یہاں تک کہ بلند زمینوں اور ٹیلوں اور شہرپناہ کی طرح ہو جاتا ہے جو اُس پر گھری ہوئی ہوتی ہے "-

دمشقی کی تائید میں انسائکلوپیڈیا کا یہ بیان پیش ہے جو
ٹولی کے آس پاس کے سمندروں کی کیفیت پر روشنی ڈالتا ہے [۱] -

"The open season is very short, and the western straits are sometimes icebound during the entire year."

یہ بحر قارہ کے مغربی ابواب ' جہاں پورے سال برف منجمد
رہتی ہے ' وہی ہیں جن کا نقشہ دمشقی نے اپنے بیان میں کھینچا ہے !

بحیرے کا مقام

بحیرۂ جامدہ کہاں واقع ہے ؟ اِس کا جواب یہ
ہے کہ جہاں عرض البلاد ۶۳ درجہ ہے - یعنی جزیرۂ ٹولی
کے قریب !

طول و عرض

اُس کا طول تقریباً آٹھ مرحلے ؛ اور عرض تقریباً
تین مرحلے ہے ' جو ہر جگہ یکساں نہیں ہے - دوسرے
الفاظ میں ۳۲ فرسنگ یا ۴ میل طول اور ۱۲ فرسنگ یا ڈیڑھ میل
عرض ہوا -

آبادی

اِس سمندر کے قریب جس آبادی کا ذکر کیا گیا
ہے چونکہ وہ عرض شمالی میں ۶۳ درجہ پر تھی : اس لیے
شائد "اسقیماسان" (Eskimos) کی آبادی ہوگی ! جو "اسکیمو" بحر
شمالی کے جنوبی ساحلوں پر آباد تھے ' اُن کی نسل میں ڈنمارکی خون شامل
ہوگیا ہے ؛ اس لیے اُن کی اولاد کی شکل و صورت کسی قدر یورپ والوں سے
مشابہ ہوگئی ہے [۲] ! دمشقی (سنہ ۷۲۸ ھ) نے جو حلیہ لکھا ہے وہ اِسی
"نئی نسل" کا ہوسکتا ہے -

---

[۱]—ص ۲۷۹ ' ج ۱۳ ۔ [۲]—دائرۃ المعارف ' سلیمان بستانی ' ص ۶۰۲ ' ج ۳ ۔

هندی زبان اور مسلمانوں کا طبعی میلان

[از مولوی طاهر محسن علوی کاکوروی]

۳

جعفر علی خاں نام ' زکی تخلص - ولی کے دور میں بڑے مایۂ ناز شاعر تھے - اِن کا هندی کلام تو ناپید هی هے' افسوس تو یہ هے کہ ریختہ بھی نہیں ملتا -

حضرت علی کی شان میں زکی نے ایک قصیدہ لکھا تھا جس کے چند اشعار یہ هیں -

قضا کے راج کی صنعت گری دیکھ نبی کے آل کی بارہ دری دیکھ
نبی کے آل اوپر وار هو جانا اِسی بارہ پلی سے پار هو جانا
برہ کی راہ کے گوهر پھپولے کہ کانٹے بات میں جاتے هیں تولے

نہ لے جا نقد دل کا ' اے اناڑی' عشق کی پھڑ میں
کبھی جیتے پھرے دیکھا هے' واں کے جان هاروں کو

نواز هندی میں دستگاہ کامل رکھتے تھے - فرخ سیر کی خواهش سے سکنتلا کا منظوم ترجمہ برج بھاکھا میں کیا تھا - کلام نہیں ملتا جو هدیتاً پیش کیا جائے -

حامدباری ایک قدیم نکتہ سنج شاعر تھا -

عزم سفر چو کردی ساجن نیندو نیند نہ آوے جی
قدر وصالت ندانستم تم بن برہ ستاوے جی

موسم وقت بہار رسیدہ گل خندیدہ جائے بجائے

تم بن یہ گلزار و گلستاں مجھہ نہیں ساجن بھاوے جی

جانم بر لب آمد جانان ابتو مکھہ دکھاؤ جی

دیدم روے بس درجلھا بناؤ کرو تک آؤ جی

قوس دو ابرو تھر از دیدہ در جگرم ناگاہ رسیدہ

کشتۂ خود را بار تویدیدہ ایسے مان نہ لاؤ جی

چشم دو قاتل برد قرارم غمزۂ مستي تاب ندارم

زلف گوید هر مردم مارم جب لٹکن لٹکاؤ جی

من ز فراقت جو کے بھیا کا تو مندرا لٹکن کیا

کشت کنم هر دیس بدیسا سہاے پھلنچا پاؤ جی

صبر بکن تا چند بنالی اے دل‌خستہ "حامد باری"

حمد بکو با حضرت باری تو مجھہ آں ملاؤ جی

میر عبدالواحد نام ذوقی تخلص، گیارھویں صدی هجری کے اواخر میں بلگرام میں پیدا هوئے۔ پچاس سال سے اوپر عمر پاکر سنہ ۱۱۳۴ھ میں بمقام لاهور شہادت پائی - عربی و فارسی میں ذي استعداد تھے - اشعار شیرین زبان میں لکھتے تھے - نمونۂ کلام یہ ھے -

دوھا

برنوں "واحد" کون بدہ کٹن کی دت جوت

رین اماوس جاہ لکھہ پورن ماسی هوت

کٹی بار پھر پھر کے رسنان پھر پھر کھات

پھر پھرنے کی لگت ھے پھر پھرنے کی بات

کبت

مہٹھی ھٹی تپت ھٹی سہہائی بہائی نوٹن کی جاکی رس چاکھی کو
سبھی للچات ھیں

پھیکی او بھیمی سب کہاے کے کہا کہوں ھیرا کی سی جوت دیکھی
پھولے نہ سمات ھیں

کھانڈ کی کھیلی مدہ اِت ھیں پہوت ھنس رسنان کی پیاری ھی
اوٹھن بلات ھین

ایسی سکمار ھین اولي باروں کالپی کی وپٹھہ کی لکھیں دیکھو
توتی نہوجات ھیں

شاہ مبارک آبرو ' آسمان شاعری کے آفتاب تھے - اِن کے ھندی
شہ پارے حسب ذیل ھیں :—

آیا ھے صبح نیند سے اٹھ رس مسا ھوا جامہ گلے میں رات کا پھولوں بسا ھوا

جدائی کے زمانہ کی میاں کیا زیادتی کہئے
کہ اِس ظالم کی جو ھم پر گھڑی گزری سو جگ بیتا

اُٹھ چھت ' کیوں جڑوں سیتی خاطر نچنت کی
آئی بہار ' تجھکو خبر ھے بسنت کی

قول " آبرو" کا تھا کہ نہ جاؤں گا اُس گلی
ھو کر کے بے قرار ' دیکھو آج پھر گیا

فجر اوٹھ خواب سے گلشن میں جب تم نے ملی انکھیاں
گئیں موند شرم سے نرگس کی پیاری جوں کلی انکھیاں

حضرت مرزا جان جاناں [۱] ' اِن کے والد مرزا جان جدی رشتے سے اورنگ زیب کے عزیز اور اِس دور میں کسی ذیعزت عہدے پر مامور بھی تھے۔ جب اُن کا دل نوکری سے اُچاٹ ہوا ' اور دلی کی طرف واپس ہوئے تو ابھی مالوے کا علاقہ نہیں طے کیا تھا کہ سنہ ۱۱۱۱ھ [۲] میں حضرت مرزا جان جاناں کی ولادت ہوئی - آپ کا نام عالمگیر نے مرزا جان جاناں رکھا - زندگی کی سولہ بہاریں دیکھنے پائے تھے کہ شفیق باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا - مدتوں مدرسوں اور خانقاہوں کی جاروب کشی کی اور تصوف میں کمال حاصل کیا۔ سید غلام نبی بلگرامی [۳] کا شاعری میں اُس وقت طوطی بولتا تھا ' اس لیے مرزا صاحب بھی اُنھیں کے شاگرد ہوئے۔ سید غلام نبی ہندی میں اپنا تخلص ''رس لین'' کرتے تھے [۴] - مرزا صاحب نے اپنا تخلص مظہر رکھا - افسوس ہے کہ آپ کا ہندی کلام موجود نہیں ' البتہ ریختہ کے چند اشعار ہدیۂ ناظرین ہیں :—

مرتا ہوں مہرزائیے گل دیکھ ہر سحر

سورج کے ہاتھ چوری و پنکھا صبا کے ہاتھ

---

[۱]—آپ کا نام نامی مرزا جان جاں تھا - جو عوام میں جان جاناں مشہور ہو گیا ہے - گو اِس کے بھی ایک لطیف معنے ہیں - (ادارہ) -

[۲]—یہ سنہ قابل غور ہے - حضرت مرزا صاحب نے میر غلام علی آزاد کے پاس جو اپنے حالات لکھکر بھیجے تھے ' اُن کی بنا پر بارھویں صدی کے ابتدائی دس سال میں (سنہ ۱۱۰۰ھ سے لے کر سنہ ۱۱۱۰ھ تک) آپ کی ولادت ہوئی تھی - یہ تحریر سرو آزاد (ص ۲۳۲) میں درج ہے - (ادارہ) -

[۳]—علامہ میر عبدالجلیل بلگرامی کے ہمشیر زادے تھے - ولادت سنہ ۱۱۱۱ھ - وفات سنہ ۱۱۶۳ھ - (ادارہ) -

[۴]—رس لین کے دو ٹکڑے ہیں- رس کے معنے ہیں وہ تغیر اور کیفیت جو انسان میں کسی چیز کے دیکھنے یا سننے سے پیدا ہوتی ہے اور اُس کے بعد کامل استغراق حاصل ہوتا ہے۔ لین کے معنے ہیں محو - اب دونوں ٹکڑوں کا ترجمہ یہ ہوا :—وہ شخص جو رس میں محو ہو جائے - (ادارہ)-

حنا تیرے کف پا گر نہ اِس شوخی سے سہلاتی
یہ آنکھیں کیوں لہو روتیں' اِنہوں کی نیند کیوں جاتی

کسی کے خون کا پیاسا ' کسی کی جان کا دشمن
نہایت منہہ لگایا ہے سجن نے بیڑۂ پاں کو

کوئی آزردہ کرتا ہے سجن اپنے کو ہے ظالم
کہ دولت خواہ اپنا' مظہر اپنا' جان‌جاں اپنا

شیخ حاتم [۱] اپنے زمانے کے مشہور شاعر تھے - شاہ مبارک آبرو اور مضمون کے ہم صحبت اور سودا ' رنگین' نثار ' تاباں وغیرہ کے اُستاد تھے - مصحفی نے رمضان سنہ ۱۱۹۷ھ اور سنہ ۱۲۰۷ع اُن کی وفات کی دو تاریخیں اپنی دو کتابوں میں لکھی ہیں - لیکن چوں‌کہ تذکرۂ ہندی' فارسی تذکرے سے دس سال بعد کا لکھا ہوا ہے - اِس لیے سنہ ۱۲۰۷ھ زیادہ مستند ہے -

مصحفی نے اپنے تذکرے میں شاہ حاتم کی شاعری‌کی ابتدا یوں بیان کی ہے کہ سنہ ۳ [۲] محمد شاہی میں جب ولی کا دیوان دکن سے دلی آیا تو چونکہ اُس زمانے کی شاعری کو دیکھتے ہوئے وہی بہت غنیمت تھا اِس لیے مقبول خاص و عام ہوا ' شاہ حاتم کی طبیعت موزوں نے بھی جوش مارا اور شعر کہنا شروع کیا - پہلے " رمز " تخلص کرتے تھے پھر حاتم ہوگئے [۳] - اِنہوں نے اپنے اشعار کا ایک انتخاب کیا تھا اور اُس کا نام " دیوان زادہ " رکھا تھا - اُس میں تقریباً پانچ ہزار اشعار تھے -

---

[۱]—حاتم کا نام شیخ محمد حاتم تھا - میر ' قائم ' شفیق ' حسن ' نے بھی نام لکھا ہے ' جو اُن کے معاصر تھے - لطف نے نام نہیں لکھا ' صرف تخلص لکھا ہے - (ادارہ) -
[۲]—سنہ ۲ محمد شاہی - تذکرۂ ہندی مصحفي - (ادارہ) -
[۳]—مصحفی کے تذکرے سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ سنہ ۲ محمد شاہي (سنہ ۱۱۳۲ھ)

" دیوان زادہ " پر شاہ صاحب موصوف کا ایک بہت کارآمد دیباچہ لکھا ہوا ہے ، جس میں اُنھوں نے کچھ الفاظ غیر فصیح پر بھی روشنی ڈالی ہے مثلاً نین ، جگ ، نت وغیرہ اور اُن کو قابل ترک قرار دیا ہے - مگر " دیوان زادہ " میں اُن کا کلام ہندی الفاظ اور جذبات سے سمویا ہوا نظر آتا ہے -

پہن کر بر میں نہت تنگ بسنتی جامہ
ملک کیسر کے زمیندار کہاں جاتا ہے

خاصی سجن کا ملنا نن سکھ ہے عاشقوں کو
گاڑھے رقیب سارے مرتے ہیں ہات مل مل

بالے پن سے مجھے سودا ہے تیرے گیسو کا
بال باندھا ، میاں ، بندا ہوں ترے گیسو کا

مجھے درکار نہیں مشک و عبیر و صندل
ہوں دیوانہ میں پری رو کے چونکے لو کا

گلشن ، اُس گل بن ، مری نظروں میں ویراں ہوگیا
جھاڑ جھاڑ اور بوٹا بوٹا دشمن جاں ہو گیا

زور چترا ہے مرے دل کا کبوتر " حاتم "
بہت غافل
سرت کرتا ہے جب اُڑتا ہے اُسی کے کو کا
خیال

سے پیشتر یعنی دیوان ولی کے دلی آنے سے پہلے حاتم اُردو میں شاعری نہیں کرتے تھے - بلکہ صرف اِس قدر پتا چلتا ہے کہ دیوان ولی کے دلی پہنچنے کے بعد حاتم وغیرہ نے اپنا طرز بدلا تھا - حاتم نے سنہ ۱۱۲۸ھ سے شاعری شروع کی تھی - خود دیوان زادے میں اُن کی ایک غزل سنہ ۱۱۳۱ھ کی لکھی ہوئی موجود ہے ، جو ولی کی زمین میں ہے - اِس سے ایک طرف جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۲ محمد شاہی سے پہلے حاتم اُردو کے شاعر تھے ، وہیں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ولی کا کلام اِس سنہ سے قبل دلی پہنچ چکا تھا - گو دیوان اِسی سنہ میں آیا - (ادارہ) -

شاہ ولی اللہ اشتیاق' اسم گرامی آپ کا ولی اللہ اور اشتیاق تخلص تھا۔ کہتے ہیں کہ شاہ صاحب خانوادۂ سرہند کے چشم و چراغ تھے۔ مجدد الف ثانی کی نسل سے' شاہ محمد کے پوتے تھے' اور شاعری میں شیخ ظہورالدین 'حاتم' کے معاصر تھے - مرد متوکل مشغول بحق' عالم' کامل' فاضل بےبدل تھے - علم تفسیر اور حدیث کے ایسے جید عالم تھے کہ آج تک ہندوستان اُن کا مثل نہ پیدا کر سکا - تذکرۂ گلشن ہند کے مصنف نے تعصب کی آنکھ سے اُن کو دیکھا اور لکھا ہے کہ قرۃالعین فی ابطال شہادۃالحسین اور جنت العالیہ فی مناقب معاویہ اُنہوں نے تصنیف کی تھیں - لیکن میرے نزدیک یہ شاہ صاحب پر بہتان ہے اِس لیے کہ اُن کے ذخیرۂ تصنیفات میں اِن دونوں کتابوں کا کہیں پتا نہیں ہے - باوجود اِن تمام علوم میں مہارت کاملہ رکھنے کے ناظرین اِس کو دیدۂ حیرت سے دیکھیں گے کہ شاہ صاحب ایک ہاتھ میں چراغ ہدایت لیے ہوئے ہیں اور دوسرے میں سخن سنجی اور زبان آفرینی کی بیاض [۱] -

شاہ صاحب ہندی سے بھی علاقہ رکھتے تھے - اِس کا ثبوت اُن کے اشعار میں ملاحظہ فرمائیے - افسوس ہے کہ اُن کا کلام اب ناپید ہے -

بتاں جو ہجر کی باتیں ہمیں سناتے ہیں
کچھ اُن کا دوس نہیں' یہ خدا کی باتیں ہیں

مجھے تو ڈھوکے تھا زاہد پر اک نگاہ سے آج
غرور کیا ہوا وہ تیری پارسائی کا

لڑکوں کے پتھروں سے لگے کیونکہ اُس کو چوٹ
ہر ایک گردباد ہے مجنوں کو ڈھول کوٹ

---

[۱] —اِس مضمون میں کچھ غلطیاں ہیں - اُن پر تنقید ایک مستقل مضمون میں کر دی گئی ہے - جو گزشتہ سال شائع ہو چکا ہے - (ادارہ) -

دو بالا ہوکے مخموری عبث آنکھوں کو ملتا ہے

پیالہ اور بھی پی پی سجن یہ دور چلتا ہے

غمگین لگن سے دل میں انگارے دھک گئے

بجلی سی چھب دکھا کے جو ساجن چمک گئے

آخر تو ہوئےگا نیاؤ قیامت کے دن پیا

مجھ ہات سے چھڑا کے جو دامن جھٹک گئے

اب "اشتیاق" کہا میں کروں راہ عشق طے

ایک تو پڑی ہے سانجھ دوجے پاؤں تھک گئے

چھوڑ کر تجھ کو ہمیں اور سے جو لاگ لگی

نہیں مہندی یہ ترے تلووں سوتی آگ لگی

پھر خاں نام، کمترین تخلص کرتے تھے۔ شاہ آبرو اور میر شاکر ناجی کے معاصر تھے - نواب عمادالملک کی سرکار میں دھلی میں رہتے تھے - آخر عمر میں نواب وزیرالممالک غازی‌الدین خاں کے یہاں چلے گئے تھے - ہجو گوئی میں نظیر نہیں رکھتے تھے - سات سو شعر کا ایک شہر آشوب اہل حرفہ کی مذمت میں لکھا تھا - "میر" نے لکھا ہے کہ اُن کی زبان سے کبھی کوئی معقول شعر نہیں سنا گیا - کبھی کبھی "مراختہ" [۱] میں ملاقات ہوتی تھی -

پلا اُس مست نصرانی کو تاڑی — اکاڑی اصطبل کی جا پچھاڑی

یہ متصدی نہیں ملتے اگر بھاتوں سے راتوں میں

تو کیوں پیسے کماتے ہیں، یہ نقلیں کر، براتوں میں

---

[۱]—مشاعرہ کے وزن پر، وہ مجلس جہاں ریختہ پڑھا جائے - (ادارہ) -

کس کس طرح بتوں کی صورت نہ رنگ پکڑے
کافر اِن انکھڑیوں نے دیکھے ہیں کیا جھگڑے

مصطفےٰ خاں یکرنگ - یہ میاں آبرو کے ہم عصر اور حضرت مرزا مظہر کے شاگرد تھے - کہتے ہیں کہ طبیعت بہت ہی رسا پائی تھی اور بلا کے ذہین تھے - ریختے میں اپنے زمانے کے استاد مانے جاتے تھے - ہندی میں بھی دستگاہ تھی - مگر کلام ہندی ناپید ہے - کلام ریختہ ملاحظہ ہو :—

زبان شکوہ ہے مہندی کا ہر پات
کہ خوبوں نے لگائے ہیں مجھے ہات

دل مرا لیکے جو دبدھا میں پڑے ہو اِس بھانت
کیا سجن ! اس کا کوئی جگ میں خریدار نہیں

اب تمہیں نباہے ہی ہم سے سجن سری
ہم سب طرف سیں ہار تمہارے گلے پڑے
"یکرنگ" پاس کیا ہے سجن اور کچھ بساط
رکھتا ہے دو نین جو کہو تو نظر کرے

محمد شاکر نام اور "ناجی" تخلص کرتے تھے - شاہجہان‌آباد میں پیدا ہوئے - محمد شاہ کے دور میں شہرت پائی - شاہ آبرو کے معاصر تھے ، اِن کا کلام ہندی کی چاشنی سے بھرا ہوا ہے - محمد شاہی لشکر کے تاراج ہونے کے وقت جو طویل مخمس لکھا تھا ، اُس کا ایک بند ملاحظہ ہو :—

لڑے ہوئے نہ برس بیس اُن کو بیٹے تھے
دعا کے زور سے دائی ددوں کی جیتے تھے

شرابیں گھر کی نکالے مزے سے پیتے تھے
نگار و نقش میں ظاہر گویا کہ جیتے تھے
گلے میں ہیکلیں' بازو اُپر طلا کی نال

اگر ہو وہ بت ہندو کبھو اشنان کو ننگا
بھور ہو دیکھ کر جمنا اسے غوطہ میں جا گنگا

بہا سستا (ہو یا مہنگا' نہیں موقوف غلے پر
یہ سب خرمن اُسی کے ہیں' خدا ہو جس کے پلّے پر
انگوٹھی لعل کی کرتی قیامت' آج گر ہوتی
جنھوں کی آن پہنچی' لڑ موئے وہ ایک چھلّے پر

دی ہے دریا اوپر مجھے مچّھی لا اُتارا ہے میں اُسے کس گھات

پیالہ پیوے ہے سو نہوروں سے کھولے ہے لب ہزار زوروں سے

بلند آواز سے گھڑیال کہتا ہے کہ اے غافل
گئی یہ بھی گھڑی تجھ عمر سے' اور تو نہیں چیتا

وظیفہ راگنی کے سُر میں زاہد' کفر ہے' مت پڑھ
نہیں تسبیح تیرے ہاتھ میں' یہ راگ مالا ہے

محمد عارف بلگرامی کی پیدائش سنہ ۱۱۲۲ھ میں بمقام بلگرام ہوئی - مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی کی نسل سے تھے - میر غلام علی آزاد اُن کی بابت لکھتے ہیں - "جوانے است سنجیدہ و عندلیبے است نو رسیدہ' اول شخصے از دودمان مخدوم رکن الدین کہ چراغ سخن افروخت' و طرز موزونی از مبدء فیاض آموخت' اوست - از عنفوان شعور

بہ گلگشت کوچۂ سخن خرامیدہ و درفن فارسی و ہندی کمالے بہم رسانیدہ‘ سیّما شعر ہندی کہ ایں فن را خوب ورزیدہ و غزالان تازہ در دام کشیدہ ۔“

فارسی میں اِن کا دیوان ‘ زبان لطیف کا حامل ہے - ریختے میں چند غزلیں اِن کی کہی جاتی ہیں - ہندی میں کبت اور دوہرے اِن کی بےمثل اولاد معنوی ہیں - آئیے ! عارف کے دوہوں کی سیر کریں اور لطف اندوز ہوں -

(از سکھ مکھ دوہا)

منگلا چرن

بال بال کی بال کو بھوری بھود نہائے
سکھ نکھ تین بالن ہیں کنگی لون نہ سمائے

بھلی برنن

سمد ھیو متھ میں من لئی جگ کرت انہت
بھلی توری سیس مدہ کرت کو بھلی ریت

مانگ برنن

بھچھیو ھتو کی نان پچھو اندا بد بھچھہ سوئے
مانگ بھیکھ جھلکت سوھوۂ راکھی کلا جو کوئے

انک سدی جت

لال بھندلی جت الک لکھ آوت اُپمان
پھن ست انک مینگ کی من دھو کہیں لوتان

نتر برنن

لکھ چکھ پھن بھر بھا دام مانوں لھکھگ میں
چکھ پد ڈیر کو کرت ھت لگ دیلھی ہے آین

کرن برنن

گنلہیا کہوں کہہ سکت توہ سمتا سوت پرکاس
جا کا نن پت کی کرت مکت ناک پین باس

نتھ برنن

توہ نتھ کی جھولن نرکھ لیندی من یون پائے
مکتن ڈاریو ناک مون سنگ هنڈورا آئے

کون مکت برنن

مکت بھئی جدپ توؤ ناک باس تو آس
کانن کانن مون اجون تب هت گرت نو اس

ادھر برنن

ادہر امی دھر هوت کنھ بال سدھا دھر بھال
سہنچو اتھن ناس مگ ادھر گاڈ مر نال

مسا برنن

لسا مسا ات رس مسا بسا کپولن سوبھ
دھنسا الی ال کمل مون پھنسا سوربھ کی لوبھ

دس برنن

دسن مکت کی هوت هئی جہاں ھنسن درسائے
بیج کھری دب جات هئی پھول جھری بجھ جائے

مکھ جوت برنن

انگ نہ انگ مینڈک کی او مرگ انکھو ناتھ
تو مکھ دت لکھ رسن جردیو راک هیہ ماتھ

پورین برنن

بھاوت چت اوت هیں لکھ انگرین چھپ این
پورن پورن رس کیو مدون گانٹھ دئی مون

کبت برنن

ای دی تری للک تهن الکھ روپ سرسات

جانهن سب پرکاس ہئی وهی نہیں درسات

---

* سید برکت اللہ نام، ہندی میں آپ کا تخلص "پیمی" تھا - آپ نے ایک رسالہ "پیم پرکاس" نامی لکھا ہے جس میں دوہے، کبت، دھرپد وغیرہ شامل ہیں - نمونۂ کلام یہ ہے :—

دوہا

چکھ جوگی کنتھا گرین ارن سیام اور سیت

آنسو بوند سمرن لئین درسن بھچھا ہیت

پیمی ہندو ترک میں ہر رنگ رہو سمائے

دیول اور مسیت مون دیپ ایک ہیں بھائے

من پار اتن کی کہری دھیان گیان رس موئے

بربتھ اگن سون پھونک دی نرمل کندن ہوئے

پومدون بالغیب کون آنکھہ موند من پیل

سکھو کر سون یہ جگت آنکھ مچونون کھیل

تونہیں تونہیں جو چھوٹے ہو نہیں ہونہیں ہوئے

جہار بچھاوئے کامری رہے اکیلا سوئے

ہت کہدون سکھ جان کے پڑی دکھن کی بھیر

کیا کیجیء من ہوئی گی کڈوا کڈھتین پھیر

میا موہ من میں بھری پیم پنتھ کون جائے

چلی بِلائی حجّ کون، نو سے چوہے کھائے

او وہ گئی آئی نہ ہر کر یو نہ ہر چت چاؤ

برہا تو ہ آنند ہئی موسل ڈھول بجاؤ

اُردو شاعری میں ہندو کلچر اور ہندوستان کے طبعی اور جغرافی اثرات

[از مولوی شاہ معین الدین احمد ندوی]

۲

بحروں اور اوزان پر اثر

اُردو شاعری، عربی اور فارسی قالب میں ڈھلی تھی، اس لیے اِس کی بحریں اور اِس کے اوزان عربی اور فارسی ہیں۔ لیکن ہندی کے اثرات سے کچھ اور بحریں بھی ایجاد ہوئیں۔ دکنی شعرا کا کلام ہندی سے قریب تر ہے، اس لیے اُن کے کلام میں ہندی یا اُس سے ملتی جلتی ہوئی بحریں ملتی ہیں۔ خالص اُردو شاعری کے دور کے اساتذہ نے بھی ہندی بحروں میں اشعار کہے ہیں، قدیم بحروں میں تصرفات کیے ہیں اور نئی بحریں ایجاد کی ہیں۔ میر تقی میر، سودا، انشا اور ذوق کے یہاں اِس قسم کی بحریں ملتی ہیں۔ اُس زمانے کے ایک نامور ناقد شاعر نے میر کی متعدد غزلوں کو بھاکھا اور سنسکرت کی بحروں میں سمجھا ہے۔ مثلاً [۱] :

اُلٹی ہوگئیں سب تدبیریں، کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اِس بیماریِ دل نے آخر کام تمام کیا

پلکیں پھری ہیں، کھنچی بھویں ہیں، ترچھی تیکھی نگاہیں ہیں
اُس اوباش کی سادگی دیکھو شوخی ہی ہم چاہے ہیں

دل جلنے کی کچھ بن نہیں آتی، چال بگڑتے جاتے ہیں
جیسے چراغِ آخر شب ہم لوگ نبڑتے جاتے ہیں

---

[۱]— شعرالہند۔

کیا کچھ ہم سے ضد ہے تم کو ' بات ہماری آزادو ہو '
لگ پڑتے ہیں ہم تم سے ' تو تم اوروں کو لگا دو ہو

جب کہتے تھے تب تم نے ' گوش ہوش نہ کھولے کچھ
چپکے چپکے کسو کو چاہو ' پوچھا بھی تو بولے ٹک

عالم علم میں ایک تھے ہم ' وے حیف ہے اُن کو گیان نہیں
اب کہتے ہیں خلطہ کیسا ' جان نہیں پہچان نہیں

انشاء اللہ خاں کی جدت‌پسند طبیعت نے زیادہ نیرنگیاں دکھائی ہیں ' ایک مثال ملاحظہ ہو :—

میں پھاند کے دیوار جو کل رات نہ جاتی
کنڈی نہ ہلاتی جاکر نہ جگاتی نیند اُس کو نہ آتی
جوبن کی وہ ماتی تیوری نہ ملاتی '

ذوق نے اپنی بحروں کی جدتوں کی داد خود دی ہے :—

اِس بحر میں کیا برجستہ غزل اے "ذوق" یہ تونے لکھی ہے
ہاں وزن کو سن کر جس کے شاداں' روح خلیل و اخفش ہو

لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اِن کو بھاشا کی بحروں سے کیا تعلق ہے - مختلف بحروں کی جدتوں کے سلسلے میں ہم نے اِن کو نقل کر دیا - مولانا طباطبائی نے اردو شعرا کو ہندی بحر '' پنگل '' میں اشعار کہنے کا مشورہ دیا ہے [۱] -

مضامین شاعری

شاعری کے مضامین ہر ترقی‌یافتہ زبان کی شاعری میں قریب قریب یکساں ہوتے ہیں ' حسن و عشق' تصوف' اخلاق و موعظت' رزم و بزم ' قدرتی مناظر ' جذبات و واقعہ

---

[۱]—پنگل علم عروض کو کہتے ہیں ۔ یہ کوئی بحر نہیں ہے - [ادارہ] ۔

نگاری' بھی ہندی شاعری میں بھی ہیں اور اُردو شاعری میں بھی - اس لحاظ سے دونوں میں کوئی خاص فرق نہیں ہے -

ویدانت کے مسائل

البتہ صوفیانہ شاعری میں اسلامی تصوف کے ساتھ ویدانت کے مسائل بھی ملتے ہیں' خصوصاً ہندو صوفی شعرا کا کلام ویدانت کے مسائل سے بھرا ہوا ہے - اُن میں منشی سورج نرائن مہر اور پنڈت امرناتھ مدن ساحر دہلوی کے نام خاص طور پر لائق ذکر ہیں - ساحر دہلوی کا دیوان بھی شائع ہوچکا ہے' یہ دیوان گویا تصوف و ویدانت کی کتاب ہے -

جذبات و طریقۂ ادا

اُردو اور ہندی شاعری کے جذبات اور طریقۂ ادا میں تھوڑا سا فرق ضرور ہے اور اِن دونوں اثرات کو اُردو شاعری نے قبول کیا - جذبات کا فرق یہ ہے کہ ہندی شاعری میں عورت عاشق ہوتی ہے اور مرد معشوق اور عاشقانہ جذبات کا اظہار عورت کی زبان سے ہوتا ہے- اُردو شاعری میں اِس اثر کی بہترین مثال احمد علی شوق کی مشہور نظم '' عالم خیال'' ہے - اگر اِس رنگ کی یہی ایک نظم اُردو میں ہوتی توبھی ہندی سے تأثر کی مثال کے لیے کافی تھا - یہ نظم اِتنی مشہور ہے کہ اِس کا اقتباس پیش کرنے کی ضرورت نہیں - ساون کی نظموں اور گیتوں میں بھی یہ اثر نمایاں نظر آتا ہے - اب اُردو میں اِس رنگ کی نظموں کا مذاق روز بہ روز بڑھتا جاتا ہے اور آئے دن رسالوں میں نکلتی رہتی ہیں - اِس کی دوسری مثال میں ہماری شاعری کی ایک قدیم مگر مطعون صنف '' ریختی'' کو پیش کیا جاسکتا ہے- اُس کے بعض پہلوؤں کے ابتذال سے قطع‌نظر ' عورت کی زبان سے اظہار جذبات کی خصوصیت کو تو ماننا ہی پڑے گا -

اُردو شاعری میں ہندی شاعری کے طریقۂ ادا کی مثالیں بھی نظر

آتی ہیں - ہندی شاعری کے طریقۂ ادا میں ایک خاص نرمی، لوچ اور مستانہ پن ہوتا ہے - اِسے ہندی زبان کی فطری نرمی اور لچک کا نتیجہ کہا جائے یا اُس کی شاعری کی خصوصیت - اِس کے لیے تنہا ہندی الفاظ کا جمع کر دینا کافی نہیں ہے، بلکہ اِس کے لیے نازک عاشقانہ الفاظ کی ادا شناسی بھی ضروری ہے، مثلاً فغاں کا یہ شعر :—

سانولا مکھڑا، رسیلے نین، البیلی ہے چال

ایسے پیارے پر "فغاں" کیونکر نہ دیوانہ بنوں

اِس قسم کے اشعار قدما کے یہاں بکثرت ہیں - اِس دور کی شاعری بھی اِس سے خالی نہیں ہے - موجودہ دور کے ایک نامور شاعر آنکھوں کی تعریف میں کہتے ہیں :—

ہائے رے پیاری پیاری آنکھیں — متوالی رتناری آنکھیں

کیا رہے دل، جب دل کو لبھائیں — بہکی باتیں خماری آنکھیں

غارت دل پر ٹوٹ پڑی ہیں — شیام نگر کی کماری آنکھیں

(اثر لکھنوی)

اصناف شاعری

اصناف شاعری میں، اُردو شاعری ہندوستانی اثر سے کم متاثر ہوئی - اِس کی وجہ یہ ہے کہ ہر زبان کے اصناف شاعری کا ہیولیٰ ایسا ہوتا ہے کہ بغیر اُس زبان کو اختیار کیے ہوئے اُس کی نقل نہیں کی جا سکتی - اور ہندی کو اِس باب میں ایک خاص امتیاز حاصل ہے - اُس کے اصناف کی کامیاب نقل ہو ہی نہیں سکتی - اور جب نقل کی جائیگی تو وہ زبان ہندی یا ہندی نما ہو جائیگی - مثلاً بہت سے شعرا نے اُردو میں دوہے اور ٹھمریاں کہی ہیں لیکن ہم اُنھیں واقعی اُردو زبان نہیں کہہ سکتے - تاہم اُردو شاعری اِس اثر سے بھی خالی نہیں ہے، چنانچہ "بارہ ماسے" جو خاص ہندی زبان کی چیز ہیں، متعدد

شعرا نے اُردو میں کہے ہیں۔ مرزا سجاد بیگ دہلوی نے "الفہرست" میں اُن کے نام گنائے ہیں۔ بعض نام یہ ہیں :— عبداللہ انور بخش، کاظم علی اور لطف الرحمان وغیرہ -

ہندو قصوں اور افسانوں پر اُردو مثنویاں

اُردو شاعری میں تنہا لیلیٰ و مجنوں، شیرین و فرہاد اور وامق و عذرا کے عشق کی داستانیں نہیں ہیں، بلکہ اِس بزم میں ہم کو نل اور دمن کی جلوہ گری بھی نظر آتی ہے - مہر صاحب فرماتے ہیں :—

نل اِس عشق میں کس طرح سے موا ۔۔۔ سنا ہوگا وامق پہ جو کچھ ہوا

—

دمن کا بھی احوال مذکور ہے ۔۔۔ جو لیلیٰ پہ گزری سو مشہور ہے

تنہا اِن کے نام ہی نہیں ہیں، بلکہ ہندو قصوں اور افسانوں پر مستقل مثنویاں ہیں - مہر صاحب نے ایک ہندو "پرسرام" کی داستان عشق نظم کی، جو اُن کی مثنویوں کے مجموعے میں موجود ہے - حافظ رحمت خاں روہیلہ نے "سسی اور پنوں" کی داستان میں مثنوی "اسرار محبت" لکھی - شاہ نصیر دہلوی کے شاگرد مرزا یار علی بیگ نکہت نے "نل دمن" کا افسانہ نظم کیا - شاہ تراب علی قلندر نے ایک "ہندو پسر" کے عشق کے حالات میں مثنوی "عاشق و صنم" لکھی - راجہ درگا پرشاد نے مثنوی "مہر تاباں" میں چندر اور مالتی کی داستان عشق نظم کی -

ہندو مذہب اور سنسکرت اور ہندی کتابوں کے منظوم تراجم اور مستقل نظمیں

اُردو شاعری کا کوئی دور اکابر ہندو شعرا سے خالی نہیں رہا ہے - اُنھوں نے اردو شاعری میں ہندو مذہب اور اُس کے تعلقات کے نہایت گہرے اثرات چھوڑے؛ بہت سی ہندی اور سنسکرت کتابوں کو اردو کا جامہ پہنایا؛ سیکڑوں ہندوانہ موضوعوں پر مستقل نظمیں لکھیں - پروفیسر سجاد

مرزا بیگ دہلوی نے الفہرست میں ہندی اور سنسکرت کی بہت سی کتابوں کے منظوم اردو تراجم کے نام لکھے ہیں - بعض کتابوں اور اُن کے مترجمین کے نام یہ ہیں:— (۱) رامائن ' کالکا پرشاد ' (۲) مہابھارت منشی طوطا رام ' (۳) ست نرائن کتھا ' لالہ جگنناتھ سہائے ' (۴) پریم ساگر شنکر دیال فرحت ' (۵) مثنوی بلبھ چتر ' منشی جواہرلال ' (۶) ناگر سبھا ' کالی پرشاد ' (۷) پدم سماج ' بہاری لال ' (۸) سنگھاسن بتیسی ' رنگ لال چمن - یہ کتابیں ہماری نظر سے نہیں گذری ہیں ' اس لیے یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ صاف اردو میں ہیں یا بھاشا آمیز - الفہرست میں ان کے ناموں کے اندراج سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی زبان میں ہوں گی جس پر اردو کا اطلاق ہوتا ہے -

منشی متن لال آفریں نے مقدس کاشی کے حالات میں ایک مثنوی " کاشی استت " لکھی - منشی سورج پرشاد صاحب تصور نے رامائن کا منظوم ترجمہ کیا (دیکھو رسالۂ زمانہ کانپور) - پنڈت پربھو دیال مسر لکھنوی اور پنڈت یوگی راج صاحب " نظر " سدھانوی نے "غذاے روح" اور " کلام ربانی " کے نام سے ' گیتا ' کے منظوم ترجمے کیے - اور بھی کتابوں کے ترجمے ہوئے لیکن یہاں اُن کا استقصا مقصود نہیں ہے - موجودہ دور کے ہندو شعرا میں اِس کا مذاق زیادہ ہے - اُنہوں نے سیکڑوں ہندوانہ موضوعوں پر نظمیں لکھیں اور اپنی مذہبی کتابوں کے کلاً یاجزواً تراجم کیے - اقبال ورما سحر ' نوبت رائے نظر ' برج نرائن چکبست ' تلوک چند محروم ' درگا سہاے سرور ' جگت موہن لال رواں ' تربھون ناتھ ہجر ' پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی ' کشن پرشاد شاد ' شیام موہن لال جگر بریلوی اور ساحر دہلوی وغیرہ بہت سے شعرا نے اردو شاعری کو ہندوانہ مضامین سے مالا مال کر دیا - اُن سب کی مثالیں پیش کرنا طول عمل ہے -

اِن میں سے صاحب دیوان شعرا کے دواوین سے اور ماہانہ ادبی رسالوں خصوصاً زمانہ کانپور ' صبح امید لکھنؤ اور ادیب الٰہ آباد وغیرہ کے پرانے پرچوں سے اُس کی تصدیق ہو سکتی ہے -

مسلمان شعرا اور ہندو مذہب

ہندو شعرا کے علاوہ بہت سے مسلمان شعرا نے بھی ہندوانہ موضوعوں پر نظمیں لکھی ہیں- قدیم شعرا میں نظیر اکبرآبادی کو اِس بات میں ایک خاص امتیاز حاصل ہے - اُنھوں نے اِس موضوع پر اِس کثرت کے ساتھ نظمیں کہی ہیں کہ تنہا اُن کے کلام سے ہندو مذہب کے بہت سے رسوم و حالات معلوم ہو سکتے ہیں - یہ نظمیں بہت طویل اور مشہور عام ہیں ؛ اس لیے صرف اُن کے نام لکھ دیے جاتے ہیں —

(۱) کنھیا جی کی راس ' (۲) بلدیو جی کا میلہ ' (۳) کنھیا جیؔ کا جنم ' (۴) بالپن میں بانسری بجیا ' (۵) کنھیا جی کی شادی ' (۶) دسم کتھا ' (۷) ہر کی تعریف ' (۸) درگا جی کے درشن ' (۹) مہادیو کا بیاہ (۱۰) شیو شنکر جی کی برات ' (۱۱) بھیروں کی تعریف ' (۱۲) راکھی ' (۱۳) جوگی کا روپ وغیرہ -

یہ تمام نظمیں ہندی الفاظ و اصطلاحات سے بھری ہوئی ہیں- اِن سے ہندو مذہب کے متعلق " نظیر " کے معلومات اور ہندی زبان پر اُن کی قدرت کا بھی اندازہ ہوتا ہے - اِن کے علاوہ ہندو تہواروں پر اُن کی بہت سی نظمیں ہیں - اُن میں سے بعض آئندہ نقل کی جائیں گی - نظیر کے علاوہ اور بہت سے مسلمان شعرا نے ہندوانہ موضوعوں سے دلچسپی لی ہے ؛ میر ضیاءالدین عبرت شاہجہانپوری اور سید غلام مشہدی نے " پدماوت " کو اردو نظم کے قالب میں ڈھالا - زمانۂ حال کے شعرا میں مسلسل نظموں کا مذاق زیادہ ہے ' اِس لیے اِن کے یہاں اِس قسم کی نظمیں

بہت ملتی ہیں- خوشی محمد خاں ''ناظر'' نے ہندوانہ موضوعوں پر متعدد نظمیں لکھی ہیں- اور خوب لکھی ہیں اِن میں ''جوگی'' درشن کے لائق ہے- یہ نظم نہایت طویل ہے - لیکن ایک دو بند نقل کیے بغیر آگے بڑھنے کو دل نہیں چاہتا - ایک جوگی دنیا کے ہنگاموں سے الگ گوشہ نشین ہے ' ایک دنیادار اُس کے پاس پہنچتا ہے' جوگی اُسے دیکھ کر یوں مخاطب ہوتا ہے:—

کیوں بابا ناحق جوگی کو تم کس لیے آکے ستاتے ہو ؟
ہیں پنکھ پکھیرو بن‌باسی' تم جال میں اُن کو پھنساتے ہو
کوئی جھگڑا دال چپاتی کا' کوئی دعویٰ گھوڑے ہاتھی کا
کوئی شکوہ سنگی ساتھی کا' تم ہم کو آکے سناتے ہو
ہم حرص و ہوا کو چھوڑ کے اِس نگری سے منہ موڑ چکے
ہم جو زنجیریں توڑ چکے تم لا کے وہی پہناتے ہو
تم پوجا کرتے ہو دھن کی' ہم سیوا کرتے ہیں ساجن کی
ہم جوت لگاتے ہیں من کی' تم اُس کو آکے بجھاتے ہو
سنسار سے یاں مکھ پھیرا ہے' من میں ساجن کا ڈیرا ہے
یاں آنکھ لڑی ہے پیتم سے ' تم کس سے آنکھ ملاتے ہو

دنیادار اُس کو شہر میں چل کر رہنے کی ترغیب دلاتا ہے - جوگی جواب دیتا ہے :—

اِن چکنی چپڑی باتوں سے مت جوگی کو بہلا بابا
جو آگ بجھائی جتنوں سے ' پھر اُس پہ نہ تیل گرا بابا
ہے شہروں میں غل شور بہت ' اور کام کرودھ کا زور بہت
بستے ہیں نگر میں چور بہت' سادھو کی ہے بن میں جا بابا
ہے شہر میں شورش نفسانی' جنگل میں ہے جلوہ روحانی
ہے نگری ڈگری کثرت کی ' بن وحدت کا دریا بابا

ہم جنگل کے پھل کھاتے ہیں، چشموں سے پیاس بجھاتے ہیں

راجہ کے نہ دوارے جاتے ہیں، پرجا کی نہیں پروا بابا

سر پر آکاش کا منڈل ہے، دھرتی پہ سہانی مخمل ہے

دن کو سورج کی محفل ہے، شب کو تاروں کی سبھا بابا

جب پنچھی مل کر گاتے ہیں، پیتم کے سندیس سناتے ہیں

سب بن کے برچھ جھک جاتے ہیں، تھم جاتے ہیں دریا بابا

ہے حرص و ہوا کا دھیان تمہیں، اور یاد نہیں بھگوان تمہیں

سل پتھر اینٹ مکان تمہیں، دیتے ہیں یہ راہ بھلا بابا

پرماتما کی وہ چاہ نہیں، اور روح کو دل میں راہ نہیں

ہر بات میں اپنے مطلب کی، تم گڑھ لیتے ہو خدا بابا

تن من کو دھن میں لگاتے ہو، ہرنام کو دل سے بھلاتے ہو

ماٹی میں لعل گنواتے ہو تم بندۂ حرص و ہوا بابا

دھن دولت آنی جانی ہے، یہ دنیا رام کہانی ہے

یہ عالم عالم فانی ہے، باقی ہے ذات خدا بابا،

پوری نظم میں ایسا ہی موثر اور دلپذیر مکالمہ ہے، اس لیے اِس نظم کی ہندویت کا اندازہ ہو گیا ہوگا - اِس نظم کے علاوہ اُنھوں نے "ہیر و رانجھا" ایک مختصر مثنوی بھی لکھی ہے -

ناظر کے جوگی کے ذکر کے سلسلے میں مثنوی "بدر منیر" کی جوگن یاد آگئی - لیکن ایک صاحب دل درویش کی زیارت کے روحانی اثرات کو ایک دنیادار نوخیز اور حسین جوگن کا روپ دکھا کر زائل کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا - ناظرین اُس سے خود واقف ہوں گے -

اِس زمانے کے سب سے بڑے اسلامی شاعر سر "اقبال" نے گرو نانک، سوامی رام تیرتھ اور شیوالہ وغیرہ پر مستقل نظمیں لکھی ہیں اور اپنے

کلام میں بزرگان اسلام کے ساتھ ساتھ ہندو مذہب کے اکابر کا نام بھی عقیدت کے ساتھ لیا ہے :—

"چشتی" نے جس زمین میں پیغام حق سنایا
"نانک" نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
"گوتم" کا جو وطن ہے جاپان کا حرم ہے
"عیسیٰ" کے عاشقوں کا چھوٹا یروشلم ہے

نئے دور کے بہت سے مسلمان شعرا نے ہندوانہ موضوعوں پر نظمیں لکھی ہیں - لیکن اُن سب کا استقصا مقصود نہیں ہے - اِس کی شہادت ماہانہ ادبی رسائل سے مل سکتی ہے- ہندوستان کے ہندو لیڈروں کی وفات پر ہندؤوں کے ساتھ مسلمان شعرا نے بھی پرزور مرثیے لکھے - اِس طرح نظم میں ہندو اکابر کا ایک منظوم تذکرہ ہو گیا ہے -

ہندو تہوار

ہندو تہوار درحقیقت ہندو مذہب کا جز ہیں - اُن میں سے ہر تہوار خصوصاً بسنت' ہولی اور دسہرے پر بکثرت نظمیں موجود ہیں - بلکہ بسنت اور ہولی کی بہار تو اردو شاعری کی تشبیہ اور استعارے میں داخل ہوگئی ہے -

ہجوم رکھتے ہیں جانباز یوں ترے آگے
جواریوں کا دوالی میں جیسے جمگھٹ ہو
(ناسخ)

ہے جگائی ہوئی دوالی کی
قہر ہے تیرے پاندان میں لونگ
(جان صاحب)

خاک شہید ناز ہے اب ہولی کھیلیے
رنگ اِس میں ہے گلال کا ' بو ہے ابیر کی
(آتش)

ہولی کے اب بہانے چھڑکا ہے رنگ کس نے
نام‌خدا تجھ اوپر اِس آن عجب سماں ہے
(شاہ حاتم)

اُس بسنتی پوش سے آغوش' رنگیں کیجیے
جی میں ہے اک مصرعۂ رنگیں کو تضمین کیجیے
(یقین)

دل مرا تم کو لٹکا ہے دسہرہ کی بتاں
فتح ہے سال بھر اُس کی جو اِسے لوٹے گا

ہولی اور بسنت پر تو مستقل نظمیں ہیں -

ہندوستان میں ہولی کی بہار بڑی جنوں‌خیز اور ولولہ انگیز ہوتی ہے- اِس موسم میں ہندو تو ہندو اچھے خاصے سنجیدہ مسلمان تک ابیر اور گلال اُڑانے لگتے ہیں - بعض رنگین مزاج مسلمان سلاطین تک ہولی کھیلتے تھے ؛ جس کے چھینٹے شعرا کی زبان سے رنگین شعر بن کر اُڑتے تھے- چنانچہ میر جیسے خستہ دل اور خستہ جگر بھی' جن کی زبان سے آہ کے سوا واہ کم نکلتی ہے' آصفی دربار میں ابیر اور گلال کے چھینٹوں سے نہ بچ سکے - ایک طرف اُن کے نشتر کدے کو دیکھیے' دوسری طرف یہ رنگینی ملاحظہ فرمائیے :—

پھر لبالب ہیں آبکھرے رنگ — اور اُڑے ہے گلال کس کس ڈھنگ
پاس آتے ہیں مرغ گلشن بھول — تھے وہ دلبر گلاب کے سے پھول
پگڑیاں جامے بھیگے سو سو ہیں — اِن کو گلہاے تر کہیں تو کہیں
چھڑیاں پھولوں کی دلبروں کے ہاتھ — سیکڑوں پھولوں کی چھڑی ہے ساتھ
قمقمے بھر گلال جو مارے — مہوشاں لالہ‌رخ ہوئے سارے
خوانِ بھرِ بھرِ ابیر لاتے ہیں — گل کی پتی ملا اُڑاتے ہیں

جشن نو روز ہند ہولی ہے
راگ رنگ اور بولی ٹھولی ہے

مہر کی اِس ہولی پر دوسرے شعرا کی ہولیوں کی رنگینی قیاس کی جاسکتی ہے -

اُردو شاعری میں بسنت کی بہار بھی قابل دید ہے - امانت اور انشا وغیرہ متعدد شعرا نے پوری پوری غزلیں بسنت پر کہی ہیں - امانت کے بسنت کی بہار ملاحظہ ہو:—

ہیں جلوۂ تن سے در و دیوار بسنتی
پوشاک جو پہنے ہے مرا یار بسنتی
کیا فصل بہاری نے شگوفے ہیں کھلائے
معشوق ہیں پھرتے سر بازار بسنتی
گیندا ہے کھلا باغ میں، میدان میں سرسوں
صحرا وہ بسنتی ہے، یہ گلزار بسنتی
گیندوں کے درختوں میں نمایاں نہیں گیندے
ہر شاخ کے سر پر ہے، یہ دستار بسنتی
رُت پھر گئی، عالم میں چلی، باد بہاری
میخانوں کو سجواتے ہیں میخوار بسنتی
ہے لطف حسینوں کی دو رنگی کا "امانت"
دو چار گلابی ہوں، تو دو چار بسنتی

دوالی کا تماشا "نظیر" اکبرآبادی کی زبان میں دیکھیے:—

جہاں میں یارو عجب طرح کا ہے یہ تیوہار
کسی نے نقد لیا اور کوئی کرے ہے اُدھار

کھلونے ' کھیلوں ' بتاسوں کا گرم ہے بازار
ہر اک دکان میں چراغوں کی ہو رہی ہے بہار
مٹھائیوں کی دکانیں لگائے حلوائی
پکارتے ہیں کہ "لالہ دوالی ہے آئی"
بتاسے لے کوئی ' برفی کسی نے تلوائی
کھلونے والوں کی اُن سے بھی زیادہ بن آئی

یہ نظم بہت طویل ہے ہم نے صرف چند شعر بطور نمونہ نقل کیے ہیں -

شادی اور غمی کی ہندوستانی رسموں کے اثرات -

مسلمانوں میں شادی غمی وغیرہ کی تقریبات میں جو ہندوانہ اور ہندوستانی رسمیں سرائت کرگئی ہیں اُس کا اثر اُردو شاعری میں اِتنا گہرا ہے کہ مثنویوں اور متفرق اشعار سے ہندوانہ اور ہندوستانی مراسم کی پوری فہرست مرتب کی جاسکتی ہے- بعض موٹی موٹی رسموں کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں -

ایک بادشاہ کے محل میں آثار حمل نمودار ہوتے ہیں ' پنڈت پوتھی بچار کر کے مولود مسعود کی خبر دیتے ہیں -

کیا پنڈتوں نے جو اپنا بچار — تو پھر اُنگلیوں پر کیا کچھ شمار
جنم پترا شاہ کا دیکھ کر — تولا اور برچھیک پر کر نظر
کہا رام جی کی ہے تجھ پر دیا — چندرماں سا بالک ترے ہوئے گا
نکلتے ہیں اب تو خوشی کے بچن — نہ ہو گر خوشی تو نہیں برھمن

(مثنوی بدر منیر)

ایک بادشاہ کے گھر لڑکا پیدا ہوتا ہے - نجومی زائچہ مرتب کر کے بتاتے ہیں -

جمع ہوکر نجومی و رمال — آئے پیش شہ خجستہ خصال

غور کر کے جو ہم نے دیکھا ہے　　اپنی پوتھی سے پایا جاتا ہے
کہ یہ لڑکا بڑا گنی ہے بھیا　　سب طرح اِس پہ رام کی ہے دیا
سکھ سے یہ راج پر براجے گا　　سامنے اِس کے ڈنکا باجے گا
(طلسم اُلفت)

دوسری مثال :—

پھر بلاکر نجومی و رمال　　پوچھا اُس رشک ماہ کا احوال
زائچہ کھینچ کر کہا سب نے　　بے تکلف وزیر اعظم سے
کہ یہ بالک مہا منی ہو گا　　تھوڑے ہی کال میں گنی ہو گا
بے گماں اِس نگر میں راج کرے　　اور نہایت بسوکھ کاج کرے
لیک ہو آپ کا یہ شتر ضرور　　کشٹ دے آپ کو یہ تا مقدور
اِس بلا کو نرت آپ کریں　　اور بچن پر ہمارے کان دھریں
یہ بچن ست ست ہمارا ہے　　نہیں متھا کا کچھ اشارا ہے
(مثنوی مہرتاباں)

چھٹی :—

اِس تکلف سے کی چھٹی اُس نے　　بے حقیقت تھا جشن جمشیدی
خلعت اُس کو دیا بہت بھاری　　کی چھٹی کی کمال تیاری
(طلسم الفت)

تقریب کے لیے نیک ساعت ٹھہرانا :—

بُلا سکھیوں بتا سال و سن　　مقرر کیا نیک ساعت کا دن
(بدر منیر)

سیتارہ شناس کو بلایا　　ساعت ٹھہرائی دن دکھایا
(گلزار نسیم)

دلہن مانجھے بیٹھتی ہے اور دولہا کو مانجھا جاتا ہے :—

گلشن آرا کو مانجھے بٹھلایا　　اُدھر اُس کو بھی مانجھا بھجوایا

پھر تو ہر سو تھا تہنیت کا خروش — سب زن و مرد تھے بسنتی پوش

(طلسم الفت)

ساچق آتی ہے :—

ساچق اِس دھوم دھام سے لایا — کہ پئے سیر سارا شہر آیا

(طلسم الفت)

جان صاحب آئی ، لو شادی ہے بیگم جان کی

آج ساچق، کل ہے مہندی، پرسوں اُس کا بیاہ ہے

(جان صاحب)

بارات کی آرائش :—

وہ دولہا کے اُٹھتے ہی اِک غل پڑا — لگا دیکھنے اُٹھ کے چھوٹا بڑا

کوئی دَوڑ گھوڑوں کی لانے لگا — کوئی ہاتھیوں کو بٹھانے لگا

کسی کو کسی نے پکارا کہیں — نہ لانے پہ مہانے کے مارا کہیں

کوئی پالکی میں چلا ہو سوار — پیادوں کی رکھ اپنے آگے قطار

جو کثرت میں دیکھا کہ گاڑی نہیں — کوئی مانگے تانگے پہ بیٹھا کہیں

تکورے وہ نوبت کے اور اُن کے بعد — گرجنا وہ دھونسوں کا مانند رعد

وہ شہنائیوں کی سُہانی دھنیں — جنہیں گوش زہرہ مفصل سنیں

ہزاروں تماشی کے تختے رواں — اور اہل نشاط اُن پہ جلوہ کناں

وہ طبلوں کا بجنا ، وہ اُن کی صدا — وہ گانا کہ "اچھا بنا لاڈلا"

وہ نوشہ کا گھوڑے پہ ہونا سوار — وہ موتی کا سہرا جواہر نگار

تھمک کر وہ گھوڑے کا چلنا سنبھل — ہما کے وہ دونوں طرف مورچھل

چراغوں کے ترپولئے جابجا — اور اُن میں وہ بازاریوں کی صدا

کوئی پان بیچے ، کھلونے کوئی — کوئی دال موٹھ اور سلونے کوئی

براتی اِدھر اور اُدھر جوق جوق — وہ آواز قرنا وہ آواز بوق

وہ آرائش اور کئی رنگ کے — وہ ہاتھی تھے یا دیو تھے جنگ کے

وہ ابرق کی ٹٹی وہ مہلے کے جھاڑ
کہیں تو کہ ڈنکے کے اوجھل پہاڑ

دو رستہ برابر برابر درخت
کسی پر کنول اور کسی پر درخت

اناروں کا دغنا بھچمپے کا زور
ستاروں کا چھٹنا پٹاخوں کا شور

اُڑایا ستاروں کو جو آگ نے
تو ہاتھی لگے بن سے پھر بھاگنے

(بدر منیر)

یہ نظم بڑی طویل ہے۔ ہم نے صرف چند شعر نقل کیے ہیں۔ اِن کی ہندوستانیت ظاہر ہے۔

دلہن کا سنگار۔ دلہن ہر ملک میں سنواری جاتی ہے، کچھ ہندوستان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے؛ لیکن ہر ملک کا سنگار جدا جدا ہے، ہندوستانی دلہن کا سنگار ملاحظہ ہو:—

عجب صورت سے کی بالوں میں کنگھی
کہ بکھرا دیکھ کر ہر ایک کا جی

کھجوری گوندھی وہ پاکیزہ چوٹی
کہ سب اہل نظر کی جان لوٹی

جب اُس کی موتیوں سے مانگ بھر دی
فلک نے کہکشاں قربان کر دی

جو ٹیکا اُس کے ماتھے پر لگایا
قمر نے اپنے دل پر داغ کھایا

وہ آنکھیں بند کرنا بھی ادا تھی
چق مژگاں میں پوشیدہ حیا تھی

جب اُس کے کان میں جھمکا پنھایا
پریشاں ہو گیا عقد ثریا

پہن کر نتھ خوشی سے رنگ دمکا
وہ مکھڑا چاند سا گھونگھٹ میں دمکا

مسی آلودہ دنداں پیارے پیارے
چمکتے تھے شب یلدا میں تارے

بنایا خال کاجل کا ذقن پر
عجب جوبن تھا اِس رشک قمر پر

چڑھی منہ پر دلہن کے ایسی سہلی
کہ پھوکی پڑ گئی نظروں میں شیریں

گلے میں پہنا جب موتی کا مالا
بنات النعش کو حیرت میں ڈالا

بہت اِس کے سوا بھی اور گہنا
مناسب جس جگہ تھا اُس کو پہنا۔

شادی کا گانا :—

جوڑی جو ملی بنا بنی کی
سنگت ہوئی راگ راگنی کی

جو گائنیں تھیں شہانے لائیں
لیتے ہوئے نیگ رنگ لائیں

حق پا کے جو رکھتی تھیں قدامت
بول اٹھیں مبارک و سلامت

(گلزار نسیم)

مختلف رسمیں :—

وہ مبارک سلامت اور وہ رسوم
اور وہ میراسنوں کے گانے کی دھوم

گالیاں سمدھنوں کو دینا گاہ
ناز و غمزے سے بیل لینا گاہ

کوئی کہتی تھی نیگ دلواؤ ،
واری جاؤں مری نچھاور لاؤ

(طلسم الفت)

پھر وہ رسم و ریت کا ہونا
دل پہ نشتر زن اک اک ٹونا

دمبدم وہ نبات چننا زہر
چھیڑنا سالیوں کا اک اور قہر

ریت رسموں سے جب فراغت پائی
پھر تو میراسنوں نے پاوتھی گائی

(طلسم الفت)

دوسری مثال :—

دکھا مصحف اور آرسی کو نکال
دھرا بیچ میں سر پہ آنچل کو ڈال

وہ جُلوے کا ہونا وہ شادی کی دھوم
وہ آپس میں دولہا دلہن کے رسوم

کسی نے پسائی سر و نیچ آن کر
کوئی گالیاں دے گئی جان کر

سہاگا گئی کان کو کوئی لگا
گئی کوئی دولہن کو جوتی چھوا

ڈلی وہ جو ھونٹوں کی تھی لب ملی
وہ مصری کی منھ سے اٹھائی ڈلی

وہ سب ہوچکیں جب کہ رسم و رسوم
سواری کی ہونے لگی پھر تو دھوم

سحر کا وہ ہونا وہ ٹونے کا وقت
وہ دولھن کی رخصت وہ رونے کا وقت

وہ دولھن کا رو رو کے ہونا جدا
وہ ماں باپ کا اور رونا جدا

وہ دولھا نے دولھن کو گودی میں لا
بٹھایا محافے میں آخر کو لا

(بدر منیر)

سہرا

سہرا خاص ہندوستان کی رسم ہے - اِس رسم نے اُردو شاعری میں ایک خاص صنف پیدا کردی جو اِسی نام سے موسوم ہے - غالب اور ذوق وغیرہ کے سہرے اِتنے مشہور ہیں کہ اُن کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں -

موت کی رسومات

شادی کی رسومات کی طرح موت کی رسومات بھی ہیں ' رنڈسالہ ' تیجہ ' چالیسی' چھماہی اور برسی وغیرہ -

کہیں یہ بیاہ کا دیکھا ہے معمول
کہ شہ کی چوتھی کے تیجے کے ہوں پھول
(میر)

کہا سجن نے ہے چالیسواں بسنت کے روز
نکالی قیس کی لیلیٰ نے کس بہار میں روح
(جان صاحب)

رسم ہے مردہ کی چھ ماہی کی — خلق کا ہے اِسی چلن پہ مدار
مجھکو دیکھو تو ہوں بقیدِ حیات — اور چھ ماہی ہو سال میں دو بار
(غالب)

رنڈاپا

بیوگی یا رنڈاپا ہر ملک کی عورت کے لیے بڑی مصیبت ہے - خصوصاً ہندوستان کی عورتوں کے لیے موت سے بھی بدتر ہے ؛ کہ یہاں کی عورتیں شوہر کی موت کے بعد زندہ در گور ہو جاتی ہیں- اس لیے قدیم زمانے میں وہ زندہ رہنے کے مقابلے میں شوہر کے ساتھ جل کر مرجانے کو ترجیح دیتی تھیں - اسی لیے ہندوستان میں رنڈاپے نے ایک رسم کی شکل اختیار کرلی ہے اور اِس کے اثرات اُردو شاعری میں ملتے ہیں -

چوڑیاں توڑیں نتھ بڑھا ڈالی — مسی ہونٹوں سے بھی چھڑا ڈالی
سارا اپنا اُتار کر گہنا — جوڑا رنڈ سالے کا فرض پہنا

ستی ہونے کی رسم پر بھی اُردو میں نظمیں موجود ہیں جو خالص ہندوانہ رسم ہے -

ہندو اور مسلمان بیواؤں کے مصائب اور اِن رسوم کی اصلاح کے سلسلے میں اُردو میں بکثرت نظمیں لکھی گئیں اور اب تک رسالوں میں نکلتی رہتی ہیں، اُن میں مولانا حالی کی مناجات بیوہ بہت مشہور و مقبول ہے-

یہ رسمیں اُردو شاعری کا ایسا جز بن گئی ہیں کہ اِن سے مراثی بھی، جو ایک مسلمان طبقے کا مذہبی لٹریچر ہے، خالی نہیں - حضرت قاسم کے مرثیوں میں شادی اور غمی دونوں کے مراسم ملتے ہیں - سودا کے مراثی میں خاص طور سے یہ اثرات زیادہ نمایاں ہیں - بعض متفرق اشعار ملاحظہ ہوں :—

وہ بنرا جس کو سب کہتے تھے قاسم	وہ بنرا تھے ملائک جس کے خادم
نہ دیں دولہا کو ہرگز قطرۂ آب	اجل بھی نوگ لے شربت پلائی
منڈھے کا چاھنا کب ہو میسر	نہیں چادر کسی سمدھن کے سر پر
دھری تھی بیاہ کے خوں سے لگن بھر	گئی کنگنا کے بندھتے ہی کلائی
کسی ساچق کا دیکھا ہے یہ آئین	کتم کے سر کٹا کے مٹکیاں کیں
بنائیں کھانچیاں نیروں پہ دھر لیں	چلے دولہا کے گھر سے یوں مٹھائی
ہوا برھم زن شادی تو بد ذات	گئی اِس بیاہ میں مہندی کی یوں رات
کہے مہندی کی شب بنری نے ھیہات	بنے کے خون سے پانچے حنائی
کہیں دیکھا کہ دولھن کی قضا نے	لیا ہو نوگ سر سہرا بندھائی
کہیں یوں بیاہ میں گائے بدھائے	کہ ہر اک نوحہ گر نوحہ کو ائے،

شادی اور غمی کی رسموں میں یہ چند رسمیں بطور نمونہ دکھائی گئی ہیں، ورنہ کوئی رسم ایسی نہیں ہے جو مثنویوں میں موجود نہ ہو - حضرت واقف لکھنوی نے کنور دھنپت رائے کی شادی کے سلسلے

میں ہندوانہ مراسم شادی پر ایک مستقل مثنوی " بہارستان شادی " لکھ ڈالی ہے۔ گو یہ مثنوی ایک ہندو نے لکھی ہے اور ایک ہندو کی شادی پر، لیکن بہر حال ہے وہ اُردو زبان میں۔

مختلف موقعوں کے مراسم

ہر قوم میں مختلف موقعوں پر بطور شگون بعض مراسم ادا کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ اِس قسم کے ہندوانہ مراسم بھی مثنویوں میں موجود ہیں۔

مسافر کی رخصتی کے مراسم :—

کوئی چٹ چٹ بلائیں لیتی تھی ۔۔۔ کوئی ٹیکا دھی کا دیتی تھی
کوئی ماتھے پہ کچھ چھواتی تھی ۔۔۔ کوئی رو کر یہ لب پہ لاتی تھی

سفر سے صحیح و سلامت واپسی کے مراسم :—

کوئی جا کر کہیں نکھرنے لگی ۔۔۔ کوئی دروازہ بند کرنے لگی
بولی اک نیگ پہلے لے لوں گی ۔۔۔ تب میں دروازہ کھولنے دوں گی
کوئی بولی سہاگ کوا منگاؤ ۔۔۔ کوئی بولی کہ چوڑی والی بلاؤ
لوگوں کو تم نہ اتنا گھبراؤ ۔۔۔ کوئی سوہا دوپٹہ لا کے اوڑھاؤ
تاکہ اِس وقت رسم تو ہو جائے ۔۔۔ دل میں وسواس تو کسی کے نہ آئے
بولی اِس سے پئے شگوں اِک حور ۔۔۔ ناک میں نتھ تو ڈال لیجیے حضور

توہمات

کچھ نہ کچھ توہمات اور ٹونے ٹوٹکے ہر قوم میں ہوتے ہیں۔ اور ہندوستان میں تو اُن کی افراط قدم قدم پر ہے۔ بعض توہمات اور ٹونے ٹوٹکوں کی مثالیں درج ہیں۔

آسیب کا خلل :—

کہدو بیٹھے ہوئے ہو کیا حضرت ۔۔۔ فال کھلوائیے ذرا حضرت
پوچھیے دونوں وقت ملتے ہوئے ۔۔۔ کیا گیا تھا کسی شجر کے تلے

ٹوٹکے بھی جہاں کے سارے ہوئے   ماسرائیں ہوئیں ' اُتارے ہوئے
پھر تو صدقے اُتارے ہونے لگے   زر انعام لوگ ڈھونے لگے
جا بجا سے تصدق آنے لگے   فربا تیل ماش پانے لگے

نکل شہر سے راہ جنگل کی لی   نہ سدھ بدھ کی لی اور نہ منگل کی لی

مسافر کے بخیریت واپس آنے کی منت :—

میں اُسی وقت دوں کھڑا دونا   پیر دیدار کا کروں کونڈا
مانتی تھی کوئی پری بیٹھک   اور کوئی حور ' رت جگا صحنک
(قلق)

سیتلا پوجنا :—

باجی برا نہ مانو اِس اولاد کے لیے   پوجی ہے سیتلا جو کبھی دانہ ہوگیا
(جان صاحب)

دوالی کے بعض سحر :—

ہے جگائی ہوئی دوالی کی   قہر ہے اُس کے پاندان میں لونگ
(جان صاحب)

بھاگوان تل :—

مرے جو نکلا ہے تل بھاگوان ' جلتی ہے
میں دل کو سوت کے کیوں کر کہوں سپند نہیں
(جان)

اِس قسم کے اشعار بکثرت ہیں - چونکہ توہم پرست" زیادہ تر عورتیں ہی ہوتی ہیں' اِس لیے ریختی میں اُس کی مثالیں بہت ہیں -

ہندوانہ زیورات

آج یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ کون سے زیورات ہندوانہ ہیں اور کون سے مسلمانوں کے؟ لیکن اگر ناموں کی ہندویت زیوروں کے ہندوانہ ہونے کا ثبوت ہوسکتی ہے تو اُردو شاعری میں پورا ہندوانہ سنگاردان موجود ہے -

چوٹی پہ شجر کی دام رکھا ۔ چھپکا کھلے کو نام رکھا
دکھلاتا تھا لیس پھول سر پر ۔ جگنو شب تار میں شجر پر
ٹیکا زینت کا زیب سر تھا ۔ انسان کا ستارہ اوج پر تھا
گھنگھرو چھن چھن بجائے اسنے ۔ سوتے فتنے جگائے اُس نے
(مرزا شوق)

میں کس کو دکھاؤں گی سنگار اب ۔ جھومر نہ ہو میرے سر کا ہار اب
گردن مری چھوڑ ہچلڑی تو ۔ کیوں ہو کے بلا گلے پڑی تو
ہاتوں کو ہیں چوہے دتیاں خار ۔ پٹّے واللہ ہوگئے بار
زنجیر ہے' سلسلہ فسوں کا ۔ بجلی نے بدن تمام پھونکا
ہاتھ آج جو کنگنوں سے چھوٹیں ۔ پھر میں پہنوں تو ہاتھ ٹوٹیں
اکون کو لگاؤں آگ جل جائیں ۔ ٹھکراؤں کہ چھائلیں نکل جائیں
بانکیں کیا ہیں کٹاریاں ہیں ۔ بندے کہ سبک تھے اب گراں ہیں
آخر ماتھے سے میرے چھوٹا ۔ ٹیکے کا نصیب اب تو پھوٹا
ستلڑی میں ہر ایک در یتیم ۔ جس کی قیمت خراج ہفت اقلیم
گرد اُس کے ہیں زمرد کی ۔ بیچ میں تختیاں زبر جد کی
ہاتھ وہ ڈمرنوں میں وہ پرتاب ۔ جیسے ہالہ میں جلوۂ مہتاب
چھلی پوروں پہ تھر کے نازک ۔ وضع میں ساخت میں کمال سبک

غالباً سر سے لے کر پانوں تک کا کوئی زیور باقی نہیں رہ گیا ہے -

موسیقی یعنی ساز ناچ اور گانا وغیرہ

اسلام کا ساز تو بے نغمہ ہے بلکہ اُس میں ساز ہی نہیں - اسلامی تعلیم میں ناچ گانا وغیرہ حرام ہے - گانوں میں لے دے کر حدی اور رجز اور آلات موسیقی میں دف ہے - لیکن اِس کو موسیقی سے کیا نسبت !

اِس موقع پر ایک لطیفہ یاد آ گیا - ہندوستان کا ایک قوال حج کو گیا - اتفاق سے کسی بدّو کو حدی پڑھتے سنا - سنتے ہی ہاتھ اُٹھا کر کچھ بدبدانے لگا - لوگوں نے پوچھا یہ کیا؟ بولا پیغمبر صاحب سے عرض کر رہا تھا کہ قربان جاؤں' یہ گانا حرام ہی کرنے کے قابل تھا! خدا بھلا کرے صوفیاے کرام کا کہ اُنھوں نے گرمی قلب کا کچھ سامان پیدا کر دیا - ورنہ خرش مذاق فقہا نے تو اِس فن لطیف کو ملیامیٹ کرنے میں اپنے مقدور بھر کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تھی -

بہر حال اگرچہ اسلام میں موسیقی حرام ہے- لیکن عجمی مسلمانوں کو اُس کا موروثی ذوق رہا ہے - اِس ذوق کو وہ ہندوستان بھی ساتھ لائے - ہندوستان کو دنیا کا میوزک کالج کہنا چاہیے- آج بھی جب کہ ترقی یافتہ قوموں نے موسیقی کو معراج کمال تک پہنچا دیا ہے' - غالباً دنیا کی کوئی قوم اِس میں ہندوستان کا مقابلہ نہیں کر سکتی - موسیقی تو ہندو مذہب میں جز و عبادت ہے' اس لیے ایرانی مسلمانوں نے عجمی نغموں کو ہندی گویوں سے ملا کر ایسے سامعہ نواز نغمے پیدا کیے کہ آج تک اُردو شاعری میں اِس کی تانیں سنائی دیتی ہیں -

آلات موسیقی :—

بین کاروں کا سر دست مقدر چمکا — سر سے سارنگیوں کے نور برابر چمکا

آئے جو طبلہ نواز اُنکا بھی اختر چمکا — جو مجیرہ تھا وہ مثل مہ انور چمکا

سامنے آئے وہ ناٹک جو تھے سج دھج والے

حاضر بزم ہوئے کتنے پکھاوج والے

گانا :—

جان صاحب نے ایک طوائف 'حسون باندی' کے گانے کی تعریف میں گانے کی بہت سی قسمیں اور اُن کے لوازم ایک غزل میں جمع کر دیے ہیں -

عالم میں ہو رہا ہے کیا کیا حسین باندی
صوت حسن ہے تیری شہرہ حسین باندی
ترونی ' ترانہ' دھرپت ' ٹپہ' خیال' ٹھمری
جو تونے گایا ' اچھا گایا ' حسین باندی
مرکی گلے میں کھٹکا ' ہے زمزمہ عجائب
ہے بلبل خوش الحان گویا حسین باندی
لے ' تال' سر اور سم ہیں لونڈی غلام تیرے
قابو میں تیرے پایا سب کو حسین باندی

امیرمینائی فرماتے ہیں :—

ٹپے والوں نے کیا بزم میں اظہار کمال
ٹھمریاں گائیں کسی نے تو ہوا مالا مال
وہ بھی موجود ہوے خوب جو گاتے تھے خیال
ائے وہ دھرپتی بھی جو کہ نہ رکھتے تھے مثال

ناچ :—

وہ ناچنے کیا کھڑی ہوئی تھی — خود راگنی آکھڑی ہوئی تھی
رقص اُس کا اگرچہ خوشنما تھا — سنگت کا پکھاوجی تھکا تھا
اُس نے جو پکھاوج اُس کو دیدی — کیفیت ' اتفاق نے دی
تھا سم پہ ' اُس پری کا نقشہ — سب آنکھ ملا کے کہتے تھے ' آ
محظوظ کیا جو سب کو اِکبار — بخشا راجہ نے نولکھا ہار
انداز سے اُس نے لے کے مالا — کاندھے پہ پکھاوجی کے ڈالا
(گلزار نسیم)

بزم رقص و سرود :—

کیا بھانڈ اور بھگتیوں نے ہجوم — ہوئی آہے آہے مبارک کی دھوم

جہاں تک کہ سازندے تھے ساز کے ۔ دھنی دست کے اور آواز کے

جہاں تک کہ تھے گائت اور دھتکار ۔ لگے گانے اور ناچنے ایک بار

لگے بجنے قانوں و بین و رباب ۔ بہا ہر طرف جوے عشرت کا آب

لگی تھاپ طبلوں کی مردنگ کی ۔ صدا اونچی ہونے لگی چنگ کی

کماچوں کو سارنگیوں کو بنا ۔ خوشی سے ہر اک ان کی تربین ملا

لگا موم تاروں پہ منہ چنگ کے ۔ ملا سر طنبوروں کے مردنگ کے

ستاروں کے پردے بنا کر دوست ۔ بجانے لگے سب وہ چالاک و چست

خوشی کی زبس ہر طرف تھی بساط ۔ لگے ناچنے اُس پہ اہل نشاط

کناری کے جوڑے چمکتے ہوے ۔ وہ پاؤں کے گھنگھرو چھنکتے ہوے

وہ بالے چمکتے ہوے کان میں ۔ پھڑکنا وہ نتھنے کا ہر آن میں

وہ گھٹنا وہ بڑھنا اداؤں کے ساتھ ۔ دکھانا وہ رکھ رکھ کے چھاتی پہ ہاتھ

کبھی دل کو پاؤں سے مل ڈالنا ۔ نظر سے کبھی دیکھنا بھالنا

دکھانا کبھی اپنی چھب مسکرا ۔ کبھی اپنی انگیا کو لینا چھپا

کبھی منہ کے تئیں پھیر لینا ادھر ۔ کبھی چوری چوری سے کرنا نظر

ڈپٹے کو کرنا کبھی منہ کے اوٹ ۔ کہ پردے میں ہو جائے دل لوٹ پوٹ

کوئی فن سنگیت کے شعلہ رو ۔ پریم جوگ لچھمی لیے پر ملو

کوئی ڈھیٹ گستاخی میں پاؤں تلے ۔ کھڑی عاشقوں کے دلوں کو ملے

کوئی دائرے میں بجا کر برن ۔ کوئی دمدمے میں جتا اپنا فن

کہیں دھرپت اور گیت کا شور و غل ۔ کہیں قول و قلبانہ و نقش و گل

کہیں بھانڈ اور لولیوں کا سماں ۔ کہیں ناچ کشمیریوں کا وہاں

مجیرا پکھاوج گلے ڈال ڈھول ۔ بجاتے تھے اُس جا کھڑے باندھ غول

چھٹی تک فرض تھی خوشی ہی کی بات ۔ کہ دن عید اور رات تھی شب برات

تذکرۂ کتب

گزشتہ سہ ماہی (جولائی - ستمبر سنہ ۱۹۳۸ع) میں -

پنجاب سے فلسفہ (نفسیات و اخلاقیات) ' میکانک اور سفر نامے کو چھوڑ کر باقی تمام عنوانات پر کتابیں شائع ہوئیں - زبان پر سب سے زیادہ ؛ پھر مذہب ' ریاضیات ' افسانہ ' تاریخ و جغرافیہ ' اور متفرقات پر ؛ اور اِن سے کم باقی علوم پر -

کتابوں کی تعداد (۳۱۲) حسب تفصیل ذیل ہے :—

آرٹ	۲	طب	۱۵
سوانح	۱۵	متفرقات	۲۳
ڈراما	۳	شاعری	۱۹
افسانہ	۳۹	سیاست	۵
تاریخ و جغرافیہ	۳۳	مذہب	۴۲
زبان	۷۷	ریاضیات	۳۷
قانون	۱	طبیعیات وغیرہ	۴

ہندی مطبوعات کی تعداد (۶۴) ہے- آرٹ ' ڈراما ' قانون' سیاست ' طبیعیات' فلسفہ (نفسیات و اخلاقیات) میکانک اور سفر نامے پر کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی -

یوپی سے آرٹ ' ڈراما ' افسانہ ' سیاست ' فلسفہ (نفسیات و اخلاقیات) اور سفر نامے پر کوئی کتاب اُردو میں نہیں نکلی - باقی عنوانات پر بھی کم کتابیں شائع ہوئیں -

اِن کتابوں کی تعداد (۳۵) ھے - اور فن‌وار تفصیل یہ ھے :—

سوانح ...	۷	متفرقات ...	۱
تاریخ و جغرافیہ ...	۱	شاعری ...	۸
زبان ...	۷	مذھب ...	۲
قانون ...	۵	ریاضیات و میکانک ...	۲
طب ...	۱	طبیعیات وغیرہ ...	۱

ھندی مطبوعات کی تعداد (۴۳۴) ھے- اور وہ تمام علوانات پر ھیں-

دونوں صوبوں کی اھم اُردو مطبوعات یہ ھیں :—

" آرٹ "

۱—ھندستانی کشیدہ کاری—از مس امۃاللہ - کارونیشن الکٹرک پریس لاھور -

" سوانح "

۲—اشرف‌السوانح—از عزیزالحسن و حکیم مولوی عبدالحق - حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی سوانح عمری - صفحات ۲ ، ۳۹۸ ، ۲ - ادبی پریس لکھنؤ -

۳—امام حسین علیہ‌السلام کی مختصر سوانح عمری—از ظفر حسن - صفحات ۵ ، ۱ ، ۲۳۲ - نظامی پریس لکھنؤ -

" افسانہ "

۴—ایران کی دوشیزہ—ایران کی اسلامی فتح کے متعلق ایک تاریخی ناول - صفحات ۹۶ - آر ، حجازی پریس لاھور -

۵—فریبی ڈاکو—از راجا رام اگروالا - صفحات ۱۲۸ - آر ، حجازی پریس لاھور -

۶—طلسمی محل—از رام داس چوپرا - صفحات ۱۴۴ - آر ' مفید عام پریس لاہور -

۷—بحری طوفان—از ایم نعیم اللہ کوثر - صفحات ۴۸۰ - حجازی پریس لاہور -

۸—مسلمان مجاہد - از خواجہ نذیر احمد - صفحات ۲۰۸ حجازی پریس لاہور -

۹—طلسم حیات - از ماہرالقادری - ۱۲ مختصر افسانوں کا مجموعہ - صفحات ۲۲۴ - فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور -

۱۰—معشوقۂ حلب حصۂ دوم - از مرزا فدا علی - حلب کی اسلامی فتح کے متعلق ایک تاریخی ناول - صفحات ۲۸۸ - آر ' حجازی پریس لاہور -

۱۱—تسخیر استنبول - از محمد مائل - سلطان محمد فاتح اور فتح قسطنطنیہ - صفحات ۲۵۶ - نامی پریس لاہور -

۱۲—محمد قاسم حصۂ دوم - از محمد صادق حسین - سندھ کی اسلامی فتح کے متعلق ایک تاریخی ناول - صفحات ۳۲۰ - ار ' حجازی پریس لاہور -

" تاریخ و جغرافیہ "

۱۳—تاریخ مدینۂ منورہ - از قلم دستگیر نامی - صفحات ۱۸۴ - آر ' حجازی پریس لاہور -

" زبان "

۱۴—پیام اقبال - از عبدالرحمان طارق - صفحات ۳۰۰ - ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم کے پیام پر مضامین کا ایک مجموعہ - آزاد ہند پریس لاہور -

۱۵—مکاتیب مہدی - از مہدی بیگم - مہدی حسن افادی الاقتصادی کے خطوط کا مجموعہ - صفحات ا، ۳۰۲ - آسی پریس گورکھپور -

" قانون "

۱۶—قانون اسٹامپ حصہ اول - گردھاری لال ساگر - صفحات ۳،۲۲ - نگینہ الکٹرک پریس جالندھر -

" طب "

۱۷—تحفۂ نایاب - از محمد عبدالرحیم جمیل - یونانی نسخے - صفحات ۵۲۴ - حجازی پریس لاہور -

۱۸—شاہراہ تندرستی - از لالہ رنگ بہاری لال بی اے، بی ٹی - "Lessons in Health and Diseases" کا ترجمہ - صفحات ۱۲۰ - سترھواں اڈیشن - مفید عام پریس لاہور -

۱۹—گنجینۂ طبیب حصہ چہارم - حاجی محمد اصغر علی - یونانی نسخے - صفحات ۲۹۶ - آر ' ھندا الکٹرک پریس جالندھر -

۲۰—گلزار رحمت - از حکیم وزیرچند نندا - صفحات ۱۱۷ - نامی پریس لاہور -

۲۱—مختصرالکلیات - از حکیم محمد حسن قرشی - شیخ علاءالدین قرشی کی " موجزالقانون " کا ترجمہ - صفحات ۲۲۴ - مسلم پرنٹنگ پریس لاہور -

۲۲—ھینڈبک برائے ویٹیرنری کمپونڈران - از اودم سنگھ و اودے سنگھ - جانوروں کی بیماریوں اور علاجوں پر ایک کتاب - صفحات ا، ا، ا، ۲۶۳، ۴۹، ۹، ۸، ۱۴ - یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ -

" متفرقات "

۲۳—معلم پٹوار - از آغا نثار احمد - ضلعداروں اور پٹواریوں کے لیے

مکمل کتاب ۔ صفحات ۴۲۴ - تذیر پرنٹنگ پریس امرتسر -

۲۴—روپئے بنانے کی مشین - از ایم' آر ' انند - صابون سازی' فوٹوگرافی وغیرہ پر ایک کتاب - صفحات ۱۱۲ - نامی پریس لاہور -

۲۵—صنف نازک - از محمد یوسف حسن - صفحات ۶۱۶ - مسلم پرنٹنگ پریس لاہور -

۲۶—عام خانہ داری - از مس ممتاز شاہنواز - صفحات ۳۷۰ - مفید عام پریس لاہور -

" سیاست "

۲۷—جمعیۃالاقوام پر ایک نظر - از ظفر سراج الدین - جمعیۃالاقوام (League of Nations) کے مقاصد اور کاموں کا جائزہ - صفحات ۷۸ - فیروز پرنٹنگ ورکس پریس لاہور -

" ریاضیات "

۲۸—فہمید حساب حصۂ دوم - از ایم ' اے ' عزیز - " Book-keeping " پر ایک کتاب - صفحات ۱۸۶ - وزیر ہند پریس امرتسر -

---

*

هندستانی اکیڈیمی صوبۂ متحدہ ' الہ آباد

کے مطبوعات

۱—از منۂ وسطی میں ہندستان کے معاشرتی اور اقتصادی حالات-
از علامہ عبداللہ بن یوسف علی ' ایم - اے ' - ایل ایل ایم
سی - بی - اے ' مجلد ۱ روپیہ ۴ آنہ - غیر مجلد ۱ روپیہ -

۲—اُردو سروے رپورٹ—از مولوی سید محمد ضامن علی صاحب
ایم - اے - ۱ روپیہ -

۳—عرب و ہند کے تعلقات - از مولانا سید سلیمان ندوی - ۴ روپیہ -

۴—ناتن (جرمن ڈراما) مترجمۂ مولانا محمد نعیم الرحمان صاحب -
ایم - اے ' ایم - آر ' اے - ایس - ۲ روپیہ ۸ آنہ -

۵—فریبِ عمل (ڈراما) مترجمۂ بابو جگت موہن لال صاحب '
رواں - ۲ روپیہ -

۶—کبیر صاحب - مرتبۂ پنڈت منوہر لال زتشی - ۲ روپیہ -

۷—قرونِ وسطی کا ہندستانی تمدن - از راے بہادر مہا مہو اُپادھیا
پنڈت گوری شنکر ہیرا چند اوجھا ' مترجمۂ منشی پریم چند -
قیمت ۴ روپیہ -

۸—ہندی شاعری - از ڈاکٹر اعظم کریوی - قیمت ۲ روپیہ -

۹—ترقیِ زراعت - از خانصاحب مولوی محمد عبدالقیوم صاحب
ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت - قیمت ۴ روپیہ -

۱۰—عالمِ حیوانی - از بابو برجیش بہادر ' بی - اے ' ایل ایل بی -
۶ روپیہ ۸ آنہ -

۱۱—معاشیات پر لکچر - از ڈاکٹر ذاکر حسین' ایم - اے' پی ایچ ڈی '-
مجلد ۱ روپیہ ۸ آنہ ' غیر مجلد ۱ روپیہ -

۱۲—فلسفۂ نفس - از سید ضامن حسین نقوی - قیمت مجلد
۱ روپیہ ۸ آنہ ' غیر مجلد ۱ روپیہ -

۱۳—مہاراجہ رنجیت سنگھ - از پروفیسر سیتا رام کوہلی ' ایم اے -
قیمت مجلد ۴ روپیہ ۸ آنہ ' غیر مجلد ۴ روپیہ -

۱۴—جواہرِ سخن - جلد اول - مرتبہ مولانا کیفی چریا کوٹی -
قیمت مجلد ۵ روپیہ ' غیر مجلد ۴ روپیہ ۸ آنہ -

۱۵—علمِ باغبانی - از مسٹر وصی اللہ خاں - ایل - اے - جی - قیمت
مجلد ۶ روپیہ ۸ آنہ ' غیر مجلد ۶ روپیہ -

۱۶—انقلابِ روس - از کشن پرشاد کول - ممبر سرونٹس آف انڈیا
سوسائٹی لکھنؤ - قیمت مجلد ۳ روپیہ ' غیر مجلد ۲ روپیہ ۸ آنہ -

۱۷—چند دکھنی پہیلیاں - از محمد نعیم الرحمان ' ایم - اے ' استاد
عربی و فارسی ' الہ آباد یونی ورسٹی - قیمت ۱ روپیہ ۴ آنہ -

۱۸—تاریخِ فلسفۂ سیاسیات - از محمد مجیب ' بی - اے (اکسن)
جامعۂ ملیۂ اسلامیہ - دہلی - قیمت مجلد ۴ روپیہ ۸ آنہ
غیر مجلد ۴ روپیہ -

۱۹—انگریزی عہد میں ہندوستان کے تمدن کی تاریخ - از علامہ
عبداللہ یوسف علی صاحب - قیمت مجلد ۴ روپیہ ' غیر
مجلد ۳ روپیہ ۸ آنہ .

۲۰—فلسفۂ جمال - از ریاض الحسن صاحب - ایم - اے - قیمت ۱ روپیہ -

۲۱—دیوانِ بیدار - از جلیل احمد قدوائی صاحب - ام - اے - قیمت
مجلد ۲ روپیہ ' غیر مجلد ۱ روپیہ ۸ آنہ -

۲۲—نفسیاتِ فاسدہ - از معتضد ولی الرحمان صاحب ' ایم - اے - قیمت
مجلد ۸ روپیہ ۸ آنہ ' غیر مجلد ۸ روپیہ -

۲۳—سلطان الہند محمد شاہ بن تغلق - از پروفیسر آغا مہدی
حسین ' ایم - اے ' پی ' ایچ - ڈی ' ڈی - لٹ - قیمت مجلد
۳ روپیہ ' غیر مجلد ۲ روپیہ ۸ آنہ -

ہندستانی اکیڈیمی یو ' پی ' الہ آباد -

پرنٹر—غلام اصغر ' سٹی پریس ' الہ آباد - پبلشر—ڈاکٹر تارا چند ' ہندستانی اکیڈیمی - الہ آباد -

یورپ کا نقشہ (از ادریسی)



اورپا

(EUROPE)

»[از سعید انصاری مدیر رسالہ]«

زمین گول ھے ! ھم نے آئسلینڈ سے برفانی دائرے کا سفر شروع کیا تھا - پھر گھوم گھماکر گرین لینڈ ھوتے ھوئے آئسلینڈ واپس آگئے - راستے میں نئی دنیا کے براعظموں کا " جوڑا " بھی نظر پڑا ! اُس پر بھی ایک نگاہ غلط انداز ڈال لی ! اب ھمارا سفر آئسلینڈ سے نیچے بحر ظلمات کے جزیروں میں شروع ھوتا ھے - یہاں ھواؤں کے جھکڑ ھیں ! موجوں کے تھپیڑے ھیں ! گھٹاٹوپ تاریکیاں ھیں ! اِن سب دقتوں کے باوجود ھمارا جہاز لنگر اُٹھاتا ھے - بسم اللہ مجریہا و مرساھا !

مسلمان جغرافیہ نویسوں نے زمین کی تقسیم براعظموں پر نہیں کی - لیکن ایک تقسیم بہت قدیم زمانے سے چلی آتی ھے - " اسیریا " کے کتبوں میں "asu" چڑھنے والے سورج کی زمین ؛ اور "ereb" یا "irib" تاریکی ' یا بیٹھنے والے سورج ' کی زمین کا اکثر ذکر آتا ھے - اِسی " اسو " سے ایسیا اور " ارب " سے یورپ بنا ھے - ایسیا اور یورپ کی تقسیم بہت پرانی ھے - یہ دونوں لفظ فینیشیوں کے ذریعے یونان پہنچے [۱] - اور جب وھاں جغرافیے پر مستقل کتاب لکھی گئی تو براعظموں کی تقسیم قدیم روایات کے مطابق برقرار رکھی گئی - چنانچہ بطلمیوس کے نقشے میں اورپا (Europa) ' اسیا (Asia) اور افریقا (Africa) کا نام موجود ھے [۲]-

اسلامی جغرافیے میں دنیا کے اِس سب سے چھوٹے براعظم کا نام نہیں ملتا ! " افرنجہ " کا لفظ البتہ جا بہ جا آتا ھے - مگر اُس سے سارا

---

[۱]—انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ' ص ۸۲۸ ' ج ۸ -
[۲]—ایضاً ' ص ۸۳۸ ' ج ۱۴ -

یورپ مراد نہیں ہے - شائد اُس کا اطلاق اُن ممالک پر ہوتا تھا ' جو پولینڈ اور فرانس کے درمیان واقع ہیں - اُس میں اندلس ' یونان ' روم اور روس داخل نہ تھے -

ہم نے سہولت کے لحاظ سے موجودہ تقسیم برقرار رکھی ہے - اِس زمانے کے نقشوں میں آئسلینڈ ' یورپ میں شامل سمجھا جاتا ہے - چونکہ ہم نے اُس کا حال برفانی اقالیم میں درج کیا ہے ' اس لیے اب اُس کے علاوہ اور جزیروں کا حال شروع کرتے ہیں -

---

یورپ کا نقشہ (از صفاقسی)



اِس میں شمالی یورپ شامل نہیں ہے - ایشیائی روم اور ایران وغیرہ کو بھی یورپ سے خارج سمجھنا چاہیے -

جزیرۃالغنم

(Faeroe Islands)

آئسلینڈ سے نیچے ' بحر اوقیانوس میں ' جزائر فیرو واقع ہیں - یہ چھوٹے چھوٹے اکیس جزیرے ہیں ؛ جو نقشوں میں آٹھ نظر آتے ہیں - مسلمان جغرافیہ نویسوں میں سے ادریسی (سنہ ۵۴۸ھ) نے اِن کا ذکر کیا ہے ؛ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آئسلینڈ کے ساتھ ساتھ اُس کو اِن جزیروں کا بھی پتا چل گیا تھا -

ایک بحری مہم

ادریسی نے " نزہۃالمشتاق " کے اندلس و افریقیہ والے حصے میں جزیرۃالغنم کی ایک " بحری مہم " کا تذکرہ کیا ہے - یہ بھولے بھٹکے آٹھ مسافر تھے - لشبونہ (Lisbon) سے روانا ہوئے ؛ اور شمال میں جزیرۃ الغنم سے آگے تک پہنچے - چونکہ سمندر بڑا مواج تھا ' جانوں کا خطرہ لاحق ہوا - آگے نہیں بڑھے - بلکہ جنوب کی طرف پلٹے - اور راستہ بھٹک کر ' اخیر میں مغرب اقصیٰ (مراکو) میں جا نکلے - اور یہیں اُن کا سفر ختم ہوگیا - ہم اِس مقام پر صرف اُس عبارت کا ترجمہ نقل کرتے ہیں ' جو جزیرۃالغنم سے متعلق ہے [۱] :—

" (لشبونہ سے) گیارہ دن کے بعد ایک ایسے پانی میں پہنچے جو سخت موجوں والا تھا - وہاں کی ہوائیں مکدر تھیں - روشنی ماند تھی - تو اُنھوں نے یہ سمجھ لیا کہ اب ہلاکت قریب ہے - تو اپنے بادبانوں کو دوسرے ہاتھ کی سمت پلٹ دیا - اور سمندر میں جنوب کی طرف چلتے رہے - تو بکریوں والے ایک جزیرے میں پہنچ گئے - وہاں بےشمار بکریاں

[۱]—رسالۂ معارف' اعظم گڑھ - بحوالۂ نزہۃالمشتاق فی اختراق الافاق' ۱۸۲ - لیڈن -

تھیں - جن کو کوئی پکڑنے والا یا چرانے والا نہ تھا - تو وہ جزیرے میں آئے-
وہاں چشمہ ملا ؛ اور جنگلی انجیر - اُنھوں نے اُن بکریوں میں سے کچھ کو
ذبح کیا تو اُن کا گوشت بہت ہی کڑوا نکلا ' جس کو وہ کھا نہ سکے- اُن
کی کھالیں لے لیں؛ اور جنوب کی سمت میں بارہ دن اور چلے- اُن کو ایک
جزیرہ ملا جہاں آبادی اور کھیتی تھی- "

اِس بیان سے ایک مفید بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ لسبن سے جزیرۃ
الغنم تک کا راستہ گیارہ دن سے کم میں طے ہوتا تھا ! بشرطیکہ معلوم راستے
سے سفر کیا جاتا (اور ہوا بھی موافق ہوتی) - یہ معلوم راستہ " ہیروز آف
اکسپلوریشن " (ص ۱۳۱) میں بتایا گیا ہے - ہم اِس کو زیادہ تفصیل سے
یوں کہہ سکتے ہیں کہ اسکاٹ لینڈ کے بندرگاہ " Leith " سے شمال کا سفر
شروع ہوتا تھا - وہاں سے ارکنیہ پہنچتے تھے- پھر راقا ؛ اُس کے بعد شاصلند
اور پھر جزیرۃالغنم - اُس کے بعد آئسلینڈ روانا ہو جاتے تھے -

چونکہ بحری مہم کی روانگی اِسی معلوم راستے سے ہوئی تھی ' اِس
لیے گیارہ دن میں لسبن سے جزیرۃالغنم کے آگے تک کا سفر طے ہوگیا - بخلاف
اِس کے واپسی میں شائد یہ راستہ اختیار نہیں کیا گیا ! نیا راستہ معلوم نہ
تھا - جہاز اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرا - اور بجاے گیارہ دن میں لسبن پہنچنے
کے بارہ دن میں آئرلینڈ (!) پہنچا - جہاں اِس سے کم دنوں میں
پہنچنا چاہیے تھا- آئرلینڈ سے تین دن اور تین رات میں یہ لوگ مراکو کے
شہر اسفی (Safi) پہنچے - مگر اِس طرح کہ آنکھوں پر پٹیاں بندھی
ہوئی تھیں ! یہ طرز عمل آئرلینڈ کی حکومت نے مسلمان سیاحوں کے
ساتھ اِس لیے اختیار کیا تھا تاکہ وہ راستہ نہ جان سکیں !

ادریسی کا بیان

ادریسی نے اِس جزیرے کی نسبت جو کچھ خود
لکھا ہے ' وہ درج ذیل ہے :—

وفی هذا البحر (یعنی البحر المحیط الغربی) جزیرۃ الغنم - و ھی جزیرۃ کبیرۃ ' والظلمات محیطۃ بہا - و فیہا من الغنم ما لا یُحصیٰ عددھا - و ھی صغار - و لا یقدر احد ان یاکل لحومہا لمرارتہا - وقد اخبر بذلک ایضاً المغررون -

اور اِس سمندر (یعنی اوقیانوس مغربی) میں جزیرۃالغنم ہے - اور وہ بڑا جزیرہ ہے- اور اُس کو تاریکیاں گھیرے ہوئے ہیں - اور اُس میں لا تعداد بکریاں ہیں - اور وہ چھوٹی چھوٹی ہیں - اور کوئی شخص اُن کا گوشت نہیں کھا سکتا ؛ کیونکہ وہ کڑوا ہوتا ہے - اور یہ بات بھی بھٹکے ہوئے لوگوں نے بیان کی -

بھٹکے ہوئے لوگوں سے اُسی بحری مہم کی طرف اشارہ ہے !

دونوں بیانات کے اہم اجزا یہ ہیں :—

موقع — یہ جزیرہ ' ادریسی کے نزدیک ' بحر محیط مغربی میں واقع ہے - اِس وقت بھی سمندر کا نام یہی ہے - انسائکلوپیڈیا کا یہ فقرہ ملاحظہ ہو :—

" in the north Atlantic ocean "

نام — اِس کا نام " جزیرۃالغنم " ہے - " غنم " بکری کو کہتے ہیں - چونکہ یہاں بکریاں کثرت سے ہیں ' اِس لیے جزیرے کا یہی نام پڑ گیا - ڈینش (Danish) زبان سے بھی اِس جزیرے کی یہی وجہ تسمیہ معلوم ہوتی ہے - اُس میں اِن جزیروں کو " Faeröerne " یا " Faröerne " کہتے ہیں ؛ جس کے معنے ہیں :— [۱]

" the sheep islands , "

---

[۱]—انسائکلو پیڈیا ' ص ۳۲ ' ج ۹ -

انگریزی نام اِسی تیلنس نام سے مشتق ہے - کیا اِس سے ادریسی کے نام کی صداقت ظاہر نہیں ہوتی ؟

رقبہ

ادریسی نے اِس کو بڑا جزیرہ کہا ہے - اگر تمام جزائر کے رقبے پر نظر ڈالی جائے ' تو " ۵۱۵ " میل مربع اچھا خاصا رقبہ ہوتا ہے - یہ ممکن ہے کہ ادریسی کے زمانے میں یہاں کے سمندر میں خشکی زیادہ نکل آئی ہو ؛ جس طرح یہ قرین قیاس ہے کہ جزیرے کا رقبہ وہی ہو ' جو اِس وقت ہے -

تعداد

جزائر فیرو تعداد میں " ۲۱ " ہیں - مگر ادریسی نے اُن کو ایک جزیرہ سمجھا ہے - اب یا تو قدیم زمانے میں ایک جزیرے کا نام جزیرۃالغنم تھا ' اور باقی جزیرے اور ناموں سے موسوم تھے ؛ اور یا پھر ادریسی کے گماشتوں نے اِن جزیروں کو قریب سے نہیں دیکھا اور دور سے اُن کو یہ سب مل کر ایک نظر آئے ! چونکہ اِن کی فضا تاریک ہے ' اِس لیے کوئی صحیح فیصلہ تعداد کی نسبت نہ ہو سکا -

آبادی

یہاں کی آبادی کے متعلق ادریسی نے کوئی تصریح نہیں کی ہے - مگر " خالیۃ " کا لفظ بھی نہیں لکھا ہے - اِس سے پتا چلتا ہے کہ وہ آبادی کا قائل تھا - یہاں تیسری صدی ہجری (نویں صدی عیسوی) سے آبادی شروع ہو گئی تھی - ابتدائی آباد ہونے والے " ناروے " کے لوگ تھے - اِس وقت ۲۲٬۸۳۵ آدمیوں کی آبادی ہے ؛ جو ظاہر ہے کہ اُس وقت نہ ہوگی - اِتنی حقیر آبادی کا مہم والوں یا ادریسی کو کیا پتا چل سکتا تھا ؟

تاریکی

مہم والوں نے یہاں کی روشنی کو ماند کہا ہے - ادریسی نے لکھا ہے کہ اُس کو تاریکیاں گھیرے رہتی

هیں - انسائیکلو پیڈیا میں اس کی تصدیق حسب ذیل الفاظ میں کی گئی ھے [۱] :—

" The sky is generally overcast,"

ہوائیں	مہم والوں کے بیان میں ' یہاں کی مکدر ہواؤں کا تذکرہ بھی ھے - انسائیکلو پیڈیا میں یہاں کے جاڑے

کو طوفانی " Stormy " کہا گیا ھے ؛ اور ہواؤں کے متعلق خاص طور پر یہ الفاظ ھیں :—

" Strong westerly winds,"

درخت	مہم والوں نے' یہاں جنگلی انجیر کے درختوں کا نشان دیا ھے - چونکہ انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ میں

انجیر ہوتی ھے ؛ کوئی عجب نہیں کہ آس پاس کے جزیروں میں بھی ہوتی ہو -

بکریاں	ادریسی نے لکھا ھے کہ یہاں لاتعداد بکریاں ھیں - مہم والوں نے بھی بےشمار بکریوں کا تذکرہ کیا ھے' جن کو

کوئی پکڑنے والا یا چرانے والا نہ تھا - اِس کی تصدیق میں ذیل کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے [۲] :—

" The number of sheep, however, justifies the name of the islands, the total number in the islands now exceeding 60,000."

ادریسی نے بکریوں کا قد چھوٹا بتایا ھے - مجھ کو خاص اِن جزیروں کی بکریوں کے متعلق کوئی تصریح نہیں ملی - البتہ " Shetland " کے جزیروں میں' اِسی نام کی بکری' چھوٹے قد کی ہوتی ھے - اُس کی نسبت انسائیکلوپیڈیا کا بیان یہ ھے [۳] :—

[۱]—انسائیکلوپیڈیا' ص ۳۲' ج ۹ -
[۲]—حوالۂ سابق -
[۳]—ایضاً ' ص ۲۷۶ ' ج۲۰ -

"The "Shetland" is a small sized sheep which is found in the islands whose name it bears."

۳ چونکہ یہ مقامات قریب قریب ہیں' اِس لئے کوئی تعجب نہیں کہ جزیرۃالغنم کی بکریاں بھی چھوٹی ہوں -

گوشت کے مزے کی نسبت جو کچھ ادریسی نے لکھا ہے' اُس کی تصدیق نہیں ہوسکی -

---

شاصلند

(Shetland Is)

"شت‌لینڈ" نیا نام ہے - پرانا نام نارویں زبان میں "Hjaltland" تھا ؛ جس کے معنے "بلند زمین" کے ہیں - اِس میں سو سے زیادہ جزیرے ہیں -

شاصلند کی نسبت "نزہۃالمشتاق" میں ادریسی کا بیان یہ ہے [۱] :—

و منها (یعنی جزائرالبحرالمحیط) جزیرۃالشاصلند ، طولها خمسة عشر یوماً فی عرض عشرۃ ایام، و کان فیها ثلاث مدن کبار، و بها قوم یسکنونها ، و کانت المراکب تجتاز بهم ، و تحطّ علیهم ، و تشتری منهم العنبر و الحجارۃ الملوّنة ، فوقعت بین اهل تلک البلاد شرور ، و طلب بعضهم بعضاً ، حتی فنی اکثرهم ، و انتقل جماعات منهم الی عدوۃ البحر من الارض الکبیرۃ للروم ، و بها الآن من اهلها خلق کثیر ، و سنذکر هذه الجزیرۃ عند ذکرنا جزیرۃ ارلاندۃ -

اور بحر محیط غربی کے جزیروں میں ایک جزیرۂ شاصلند ہے - اِس کی لمبائی پندرہ دن (کے سفر) اور چوڑان دس دن (کے سفر) کی ہے - اور اِس میں تین بڑے شہر تھے - جن میں ایک قوم آباد تھی - اور جہاز اِدھر سے گزرتے تھے ، اور وہاں ٹھہرتے تھے، اور اُن لوگوں سے عنبر اور رنگین پتھر خریدتے تھے - تو اِن شہروں کے لوگوں میں برائیاں پیدا ہوگئیں، اور ایک دوسرے کے درپے ہوگیا - یہاں تک کہ اکثر فنا ہوگئے- اور کچھ جماعتیں اِن میں سے

[۱] —زانپل، ص ۱۰۲ -

رومیوں کی بڑی زمین کے ساحلوں پر منتقل ہوگئیں - اور وہاں اِس (جزیرے) کے باشندوں کی بڑی تعداد ہے - اور ہم عنقریب اِس جزیرے کا ذکر جزیرۂ ارلاندہ کے بیان میں کریں گے -

پبلک لائبریری' الہ آباد کے " قلمی جغرافیے" میں شاصلند کو " الصاصلود " لکھا ہے - یہ کتابت کی غلطی ہے -

موقع — ادریسی نے اِس جزیرے کو بحر اوقیانوس میں بتایا ہے - یہ آج کل کے جغرافیے کے مطابق بھی صحیح ہے - انسائکلوپیڈیا میں مزید تفصیل یہ ہے [۱] :—

" bounded on the west by the Atlantic and east by the North sea,"

منظر — ادریسی نے یہاں کے رنگین پتھروں کا بھی ذکر کیا ہے - یہ پتھر کے تختے' ساحل کے قریب واقع ہیں - اِن کے چمکیلے رنگوں کی وجہ سے' ساحل کا منظر شاندار اور تصویر لینے کے قابل ہوگیا ہے ! انسائکلوپیڈیا میں ہے [۲] :—

" But the coast scenery is picturesque and grand, the cliffs, precipices of brilliant colouring, reaching a height over 1,000 ft. at some places."

رقبہ — اِس جزیرے کا رقبہ ادریسی نے میلوں کے ذریعے نہیں بتایا ہے؛ بلکہ سفر کے دنوں سے اِس کی لمبان' چوڑان کا اندازہ لگایا ہے - موجودہ جغرافیے میں اِن جزائر کا رقبہ

[۱]—ص ۵۰۱ ' ج ۲۰ - [۲]—حوالۂ سابق -

۳۵۲،۳۱۹ ایکڑ بیان کیا گیا ہے - عجب نہیں ' وہاں پیدل سفر کرنے والوں کو لمبان میں پندرہ دن ؛ اور چوڑان میں دس دن لگتے ہوں ؛ کیونکہ زمین پتھریلی ہے -

شہر

ادریسی نے یہاں کے تین بڑے شہروں کا تذکرہ کیا ہے - اور اُن میں بسنے والوں کا بھی حوالہ دیا ہے - یہ زمانۂ قبل تاریخ کی آبادی کا حال ہے؛ جس کا موجودہ تاریخوں میں ذکر نہیں ہے !

یہاں کے آثار قدیمہ ' ادریسی کے بیان کی تائید کر رہے ہیں ! اِس وقت انسٹ (Unst) میں تین؛ اور فٹلر (Fetlar) میں دو ' سنگی حلقے موجود ہیں - اور مکانات (brochs) کی پچھتر یادگاریں باقی ہیں [۱] ! سنگی حلقوں (Stone circles) کا مطلب یہ ہے کہ آبادی کے گرد جہاں شہرپناہ نہیں ہوتی تھی ' وہاں پتھروں کا حلقہ قائم کردیا جاتا تھا ؛ جو شہرپناہ کا کام دیتا تھا - مکانات سے مراد وہ گول مکانات گنبد کی طرح کے ہیں جو بغیر گارا وغیرہ استعمال کیے ہوئے بنائے جاتے تھے - اِن آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ جس جگہ آج " انسٹ " واقع ہے' وہاں تین شہر یا قصبے آباد تھے ! اور دو ابادیاں موجودہ " فٹلر " کی جگہ تھیں ! (۷۵) مکانات سے بھی ایک قصبے کا نشان ملتا ہے جو ممکن ہے کہ ایک شہر ہو ! بہر حال یہ پتھر کی غیر فانی تاریخیں (۶) شہروں کا پتا دے رہی ہیں !

تجارت

ادریسی کے بیان کے مطابق اِس جزیرے میں جو قوم آباد تھی' وہ تجارت پیشہ تھی - یہاں جہازوں کی آمد و رفت رہا کرتی تھی - جو یہاں سے عنبر اور رنگین پتھر لے جایا

[۱]—انسائیکلوپیڈیا ' ص ۱۵۰ ' ج ۲۰ -

کرتے تھے - اِس معلومات سے موجودہ زمانے کی تاریخ ساکت ہے ! اس لیے یہ شاہلند کی قدیم تاریخ میں ایک بیش بہا اضافہ ہے !

تمدن کا زوال

تین بڑے شہروں' جہازوں اور تجارتی نقل و حرکت سے اِس جزیرے کا تمدن ایک شاندار تمدن معلوم ہوتا ہے ! یہ تمدن کیوں فنا ہوا ؟ اِس کو بھی ادریسی نے صاف صاف بتایا ہے :—

" آپس میں خانہ جنگی ہوئی - ایک دوسرے کے درپے ہوگیا - اِس طرح آبادی کا بڑا حصہ ختم ہوگیا " -

پھر لکھا ہے :—

"اُن میں کچھ جماعتیں' ہجرت کر کے' بر اعظم میں' سمندر کے کنارے ' آباد ہوگئیں ؛ جہاں رومیوں کی حکومت تھی - وہاں اِس وقت بھی اُن لوگوں کی بڑی آبادی ہے " -

بر اعظم میں ہجرت کا مطلب یہ ہے کہ " شاہلند " کے ٹیوٹانک یا نارڈیک قبائل' شمالی فرانس' بلجیم' ہالینڈ اور شمالی جرمنی میں آباد ہوگئے ! چنانچہ یہ آج تک اِن مقامات میں آباد ہیں [۱] !

اب رہا یہ امر کہ اِن ممالک پر کبھی رومیوں کی حکومت تھی ؟ تو یہ معلوم ہے کہ قیصر اغسطس (Augustus) کی وفات کے وقت جو سنہ ۱۴ع میں واقع ہوئی تھی' یہ ممالک ' رومن امپائر کا ایک حصہ تھے ! اُس وقت تک انگلستان پر رومیوں کا قبضہ نہیں ہوا تھا - اس لیے شاہلند کی پرانی آبادی سنہ ۱۴ع سے پیشتر ہجرت کر کے فرانس وغیرہ چلی گئی ہوگی ! جیساکہ ادریسی کا بیان ہے -

اِس سے اندازہ ہوا ہوگا کہ ادریسی نے اپنے جغرافیے میں قدیم تاریخ پر کتنی سچی اور اچھی روشنی ڈالی ہے !

---

[۱]—انسائکلوپیڈیا ' ص ۸٦۸ ' ج ۱۸ -

راقا

(FAIR ISLAND)

اِس جزیرے کی نسبت ادریسی کی عبارت یہ ھے[۱] :—

و تلیھا جزیرۃ راقا ؛ و ھی جزیرۃ الطیور - و یقال ان فیھا جنسا من الطیر فی خلق العقبان حمراً ' ذوات مخالب ' تصید دواب البحر و تاکلھا - و لا تبرح من ھذہ الجزیرۃ و یقال ان بھا ثمراً یشبہ التین الکبیر ؛ و اکلہ ینفع من جمیع السموم - و حکی صاحب کتاب العجائب ان ملکاً من ملوک افرنجۃ أُخبر بذلک فوجّہ الیھا بمرکب مُعَدّ لیُجلب لہ من ذلک الثمر و یُصاد لہ من تلک الطیور - لانہ کان لہ علم فی دمائھا و مَراراتھا - فتلف المرکب الذی انفذہ و لم یعد الیہ -

اور اُس (جزیرۃالغنم) سے متصل جزیرۂ راقا ھے؛ اور وہ پرندون کا جزیرہ ھے - اور کہا جاتا ھے کہ اُس میں پرندوں کی ایک قسم ' عقابوں کی شکل کی ھے سرخ چنگل والی ' دریائی چوپائے شکار کرتی اور کھاتی ھے - اور اِس جزیرے سے ٹلتی نہیں ھے - اور کہا جاتا ھے کہ وھاں ایک پھل ھے بڑی انجیر سے مشابہ ' اور اُس کا کھانا تمام زھروں کا مارک ھے- اور کتاب‌العجـــائب کے مصنف (مسعودی) نے بیان کیا کہ فرنگ کے بادشاھوں میں سے ایک کو اُس کی خبر ملی- تو اُس نے وھاں ایک جہاز بھیجا جو ساز و سامان سے بھرپُور تھا - تاکہ وہ پھل لائےجائیں اور وہ پرند شکار کیے جائیں - کیونکہ

[۱]—ژائبرٹ' ص ۱۳۱ -

بادشاہ کو اُن کے خون اور اُن کی کرواھٹوں کا علم تھا - تو وہ جہاز جو اُس نے بھیجا تھا ' ضائع ہوگیا اور اب تک اُس کے پاس نہیں پلٹا۔

اِس بیان کے اہم اجزا یہ ھیں :—

موقع | اِس جزیرے کا جاے وقوع کیا ھے ؟ اِس کو ادریسی نے بہت صاف بتایا ھے :—

" یہ جزیرۃ الغنم کے پاس واقع ھے ! "

یورپ کے موجودہ نقشوں میں شاصلنڈ (Shetland Is) اور ارکنیہ (Orkney Is) کے بیچ میں دیکھو ! وھاں یہ جزیرہ ملے گا - اسکاٹ لینڈ سے شمال و مشرق واقع ھے - اِس کا رقبہ صرف چھ میل مربع ھے [۱] -

نام | ادریسی نے اِس جزیرے کا نام "راقا" لکھا ھے - اور اِس کی وضاحت ایک دوسرے لفظ سے کی ھے -

جزیرۃ الطیور | پرندوں کا جزیرہ !

"قلمی جغرافیے" میں اِس کو "جزیرۃ الطیر" کہا ھے - بات ایک ھی ھے - یہی اِس جزیرے کی وہ خصوصیت ھے جس کی بنا پر عرب جغرافیہ نویسوں نے اِس کا نام ھی پرندوں والا جزیرہ رکھ دیا ھے ! انسائکلوپیڈیا میں بھی اِس خصوصیت کا الفاظ ذیل میں اعتراف کیا گیا ھے [۲] :—

" It is noted among ornithologists for the numerous s pecies of migrant birds observed there."

---

[۱]—انسائکلوپیڈیا ' ص ۳۸ ' ج ۹ -

[۲]—حوالۂ سابق -

یعنی وہ علم الطیور کے ماہرین کے نزدیک اِس بات میں مشہور ہے کہ وہاں مہاجر پرندوں کی کثیرالتعداد قسمیں دیکھی جاتی ہیں! کیا یہی خصوصیت قدیم زمانے میں نہ تھی؟

پرند

ادریسی نے یہاں جس خاص پرند کا ذکر کیا ہے ' وہ میرے نزدیک " Erne " ہے - اُس کی نسبت انسائکلوپیڈیا کا بیان یہ ہے [۱] :—

"A second British species was the erne, sea-eagle or white-tailed eagle (Haliaeetus albicilla), which inhabits the whole of the northern part of the Old World, but has recently ceased to breed in Britain. The plumage is greyish-brown with a pale head, yellow beak and white tail. The nest resembles that of the golden eagle, but is more usually near water, for in addition to the hares, rabbits, grouse, and other prey of A. Chrysaetus, the erne eats fish and the refuse thrown up by the tide."

اِس عقاب کی نسبت باقی تفصیلات ' کچھ ادریسی نے زیادہ بیان کیے ہیں ؛ اور کچھ انسائکلوپیڈیا میں زائد ہیں - اُن میں باہم مخالفت نہیں ہے - البتہ ایک کو دوسرے کی تشریح کہا جا سکتا ہے - اب رہا ' بحری چوپایوں کا شکار ' تو جدید ذخیرۂ معلومات اگرچہ بالکل ساکت ہے ؛ تاہم اُس کے آخری فقرے سے اِتنا پتا ضرور چلتا ہے کہ مری ہوئی حالت میں بحری چوپایوں کی لاشیں اِس عقاب کی غذا ہیں! لیکن زندہ چوپایوں کا شکار " Erne " سے کچھ بعید نہیں ہے - مشہور انگریزی عقاب " Golden Eagle ' ہرن کا شکار کرتا ہے! یہ فقرہ دیکھیے [۲] :—

" The Kirghiz Tartars use the golden eagle to capture antelopes."

---

[۱]—انسائکلو پیڈیا ' ص ۸۲۲ ' ج ۷ - [۲]—ایضاً -

چھتّل ھرن ھی کی ایک قسم ھے !

درخت

ادریسی نے یہاں کے ایک پھل کا ذکر کیا ھے ' جو بڑي انجیر کے مشابہ ھوتا ھے ' اور تمام زھروں کو نفع دیتا ھے - یہ پھل میرے نزدیک " اندرائن " کا ھے ؛ جس کو انگریزی میں "Maple" اور عربی میں " قیقب ' کہتے ھیں - قیقب کا ترجمہ " قاموس " میں " ابن درید " کے حوالے سے " آزاد درخت " کیا گیا ھے [۱] - اور آزاد درخت کا پھل حنظل (اندرائن) کہلاتا ھے [۲] ! اِس کی جڑ سانپ اور بچھو کے زھر کو دفع کرتی ھے - کھانے اور لگانے ' دونوں طرح سے نفع پہنچتا ھے - حشرات‌الارض ' پسّو ' چھپکلیاں ' سب اِس سے بھاگتے ھیں [۳] -

چونکہ یہ درخت جزائر " فیرو " میں پایا جاتا ھے [۴] ! اور جزیرۂ " راقا " اُن سے بہت دور نہیں ھے ' اس لیے ادریسی کا بیان بالکل صحیح ھے - یہاں بھی یہ ھوتا ھو گا ! رھی بڑي انجیر سے مشابہت ' تو شاید قد میں ھو ! مزے اور رنگ میں نہ ھو -

راقا اور مسعودي

آخر میں یہ بتانا بھی پرلطف ھے کہ جزیرۂ " راقا " کا نام ' اور وھاں کی خاص چیزوں کا علم ' مسلمان جغرافیہ نویسوں کو ادریسی سے بہت پہلے ھو گیا تھا ! مورخ " مسعودی " نے جہاں ایک طرف " مروج الذھب " میں " بریطانیہ " کا نام لیا ھے ؛ وھاں دوسری طرف " کتاب‌العجائب " میں " راقا " کا حال لکھا ھے - " کتاب‌العجائب " کے ھم نے دو ٹکڑے دیکھے ھیں ؛ جو یورپ والوں نے شائع کر دیے ھیں - افسوس ھے کہ یہ ٹکڑا ھمارے پاس نہیں ھے - صرف ادریسی کے بیان سے اِس کا پتا چلا ھے !

---

[۱]—خزانة‌الادویة ' ص ۶۵۳ ' ج ۴ - [۲]—فرھنگ انندراج ' ص ۴۳ ' ج ۱ -
[۳]—خزانة‌الادویة ' ص ۵۷۷ ' ج ۱ - [۴]—انسائکلو پیڈیا ' ص ۳۲ ' ج ۹ -

ادریسی نے مسعودی کا جو بیان نقل کیا ہے ' وہ اِتنا پُرانا ہے کہ اُس وقت تک ناروے والے مکتشفوں (Eric the Red - ۹۸۲ - ۹۸۴ ؛ گرین لینڈ کے مؤسسوں ۹۸۵ ؛ Leif - ۹۹۹) - کا وجود بھی نہ تھا ! اور اس لیے یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ " برطانیہ " کے آگے ' اُس وقت سمندر صاف نہ تھا - اِس بیان سے دوسری بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ مسعودی نے جو کچھ لکھا ہے ' وہ اُس کی ذاتی تحقیقات کا نتیجہ ہے ! یہ معلومات اُس کو مسلمان سیاحوں سے حاصل ہوئے ہوں گے ' جو اُس کی زندگی ہی میں قطب شمالی تک تمام مقامات کا پتا لگا چکے تھے -

———

ارکنیه

(Orkney Is)

یہ (۹۷) جزیروں کا مجموعہ ہے - جن میں (۲۹) آباد ہیں - قطب‌الدین شیرازی نے اِس جزیرے کا ذکر کیا ہے -

موقع

مغربی و شمالی ربع میں (سمندر کی) جو شاخ اندر تک چلی آئی ہے ' اُس میں محیط مغربی (بحر اوقیانوس) سے متصل ' تین جزیروں کا نام قطب‌الدین شیرازی نے لیا ہے - اُن میں سب سے بڑا جزیرہ انکلیسی ہے ؛ سب سے چھوٹا ارلانده ؛ اور متوسط درجے کا " ارکلیه "- اِس حد بندی کا مطلب یہ ہے کہ ارکنیہ اور جزائر برطانیہ کے ایک طرف بحیرۂ شمالی ہے ' اور دوسری طرف بحر اوقیانوس !

تحفۂ شاہیہ کی عبارت یہ ہے [۱] :—

و اوسطها ' و هو جزیرة ارکلیة ' ثمانیة بیوت ' ه کہ و ه کط و وکہ و وکط و زکہ و زکط و ح کہ و ح کط -

اور اِن (جزائر) میں متوسط ' اور وہ جزیرۂ ارکلیہ ہے ' آٹھ بیت ہیں - ۵ کہ اور ۵ کط ؛ اور وکہ اور وکط ؛ اور زکہ اور زکط ؛ اور ح کہ اور ح کط -

رقبہ

موجودہ تحقیقات کے رو سے جزائر ارکنیہ کا رقبہ شمال شرق سے جنوب غرب تک (۵۰) میل ' اور شرقاً غرباً (۲۹) میل ہے - یہ جزیرے (۲۴۰ , ۸۴۷) ایکڑ زمین میں واقع ہیں [۲] -

اب رہا آئرلینڈ سے اِس کو بڑا سمجھنا ' تو یہ قطب‌الدین کی غلطی ہے ؛ جو افسوس ہے کہ آٹھویں صدی میں بھی اُن کی کتاب میں ملتی ہے -

[۱]—زائپل ' ص ۱۳۲ - [۲]—انسائکلوپیڈیا ' ص ۱۰۶ ' ج ۱۶ -

دنس

(DENNISHEAD)

اِس کا ذکر ادریسی نے کیا ہے - یہ اِس وقت جزائر ارکنیہ (Orkney Is.) میں شامل ہے -

موجودہ نقشے میں " دنس " سے ملتے ہوئے دو نام ملتے ہیں :—

(۱)—Deerness جو اصلی ارکنیہ (Pomona) کا ایک حصہ ہے اور کرکوال (Kirkwall) کے مشرقی جانب پڑتا ہے -

(۲)—Dennishead جو ارکنیہ کے " North Ronaldshay " میں واقع ہے -

زیادہ مشابہ دوسرا ہی نام ہے ؛ لیکن اُس میں " head " کا لفظ بھی شامل ہے ، جو ادریسی کے یہاں نہیں ہے - ممکن ہے عادت کے مطابق اُس نے مخفف کر لیا ہو -

موقع

ادریسی کے نزدیک یہ جزیرہ ساتویں اقلیم کے دوسرے حصے میں واقع ہے - اِسی حصے میں اسکاٹ لینڈ ، آئرلینڈ ، انگلینڈ ، آئسلینڈ اور ناروے بھی ہیں -

انگلینڈ سے فاصلہ

جزیرۂ دنس کا انگلستان سے کتنا فاصلہ ہے ؟ اِس کو ادریسی نے بہت صاف بیان کیا ہے - کہتا ہے [۱] :—

و من طرف جزیرۃ انغلطرۃ الی جزیرۃ دنس مجری -	اور جزیرۂ انگلترا کے کنارے سے جزیرۂ دنس تک ایک مجریٰ ہے

[۱]—ژائبل ، ص ۱۳۳ -

وہ سو میل کا فاصلہ ' انگلستان کے کنارے سے بیان کرتا ہے - کنارے کا مطلب جنوبی ' مغربی انگلستان کا وہ لنبا حصہ ہے جس میں Devon, Somerset, اور Cornwall کے اضلاع واقع ہیں -

ادریسی کی غلطی

ادریسی نے انگلستان کے اِس کنارے سے جو فاصلہ بیان کیا ہے ' وہ صحیح نہیں ہے - اِس کے رو سے جزیرۂ دنس ' آئرلینڈ اور انگلستان کے اِس کنارے کے درمیان پڑتا ہے - حالانکہ وہ اسکاٹ لینڈ کے شمال ہے -

نقشہ

چونکہ موقع اور سمت کے سمجھنے میں ادریسی سے غلطی ہوئی تھی' اس لیے اُس نے نقشہ بھی غلط بنایا ہے - '' میپے عربیکے '' ج (۲) نمبر (۱۱) پر دنس کا جو نقشہ ادریسی کی کتاب سے نقل ہوا ہے' اُس میں جزیرۂ دنس' ارلاندہ اور جزیرۂ انگلستان کے اُس کنارے کے درمیان دکھایا گیا ہے ' جس کا ذکر اوپر گزرا -

جزائرالسعادۃ

(Fortunate Islands)

اِن جزائر کا ذکر پلوٹارک اور بطلمیوس دونوں نے کیا ھے - لیکن اِن سے کیا مراد ھے؟ اِس کا پتا نہیں چل سکتا - بعض لوگ جزائر خالدات (Canaries) سمجھتے ھیں - بعض مغربی اوقیانوس کے دوسرے مجمع الجزائر (مثلاً Isles of Blest) کا نام لیتے ھیں - لیکن اِس سلسلے میں جو تحقیقات پیش کی جاتی ھے' اُس کی حیثیت افسانے سے زیادہ نہیں !

مسلمانوں میں ابوالعباس احمد بن محمد مَقّری نے "نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب" میں اِن جزائر کی نسبت جو کچھ لکھا ھے' اُس میں افادی پہلو موجود ھے - وہ جزائر خالدات اور جزائرالسعادۃ دونوں سے واقف تھا - اُس نے پہلے جزائر خالدات کا بیان لکھا ھے - اُس کے بعد جزائرالسعادۃ شروع کیے ھیں؛ جن کی ابتدا جزیرۂ "برطانیہ" سے ھوتی ھے !

اصل عبارت ملاحظہ ھو [۱] :—

و فیہ بجہۃ الشمال جزائرالسعادۃ و فیہا من المدن و القری ما لا یحصی و منہا یَخرج قوم یقال لہم المجوس علی دین النصاری - اولہا جزیرۃ برطانیۃ -	اور اُس (محیط' یعنی بحر ارقیانوس) میں شمال کی طرف جزائرالسعادۃ ھیں - اور اُن (جزائر) میں شہر اور گانو اِتنے ھیں کہ گنے نہیں جاسکتے - اور وھیں سے ایک

[۱]—زائپل' ص ۳۶ -

قوم نکلتی ہے جس کو مجوس کہا جاتا ہے؛ نصاریٰ کے مذہب پر - اُن میں پہلا جزیرہ برطانیہ ہے -

کیا اِس بیان کی تردید آسان ہے ؟

مَقّری نے اِن جزائر کی نسبت دو باتیں کہی ہیں -

آبادی

وہ اِن کو بہت آباد سمجھتا ہے - کہتا ہے کہ لا تعداد شہر اور دیہات موجود ہیں - پندرھویں صدی عیسوی کے یورپ اور جزائر برطانیہ کا جغرافیہ دیکھو ! صفحے صفحے سے اِس صداقت کی شہادت ملے گی -

مجوس

وہ یہاں کی ایک قوم کا نام "مجوس" بتاتا ہے؛ جو مذہباً عیسائی تھی - یہ قوم "آئرلینڈ والے" ہیں ؛ جن کو مسلمان مورخین مجوس کے لقب سے یاد کرتے ہیں - وہ جہازوں پر چڑھ کر مسلمانوں سے لڑنے کے لیے آیا کرتے تھے - اور اسپین اور مراکش دونوں جگہ اُن سے سابقہ پڑتا تھا -

اسپین کے قیام' اور زمانے کے تاخر' کی وجہ سے مَقّری نے مستند معلومات بہم پہنچائے ہیں -

---

جزائر برطانیہ کا نقشہ (از صفاقسی)



جزائر برطانیہ

(British Isles)

جزائر برطانیہ اِس وقت دو جزیروں کا مجموعہ ہے :—

۱— برطانیہ یعنی گریٹ برٹن' جس میں انگلستان اور اسکاٹ لینڈ واقع ہیں -

۲— آئرلینڈ -

قدیم زمانے میں یہی تقسیم تھی - بطلمیوس کے نقشے میں برطانیہ کا نام " Albion " اور آئرلینڈ کا " Hibernia " لکھا ہوا ہے - بعد میں اسکاٹ لینڈ کا حصہ مستقل سمجھا جانے لگا - چنانچہ ادریسی نے برطانیہ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصے کا نام انغلطارہ یا انکلترا اور دوسرے کا سقوسیہ لکھا ہے - آئرلینڈ کا نام اُس کے یہاں اولاندہ ہے -

ہرفورڈ کے نقشے میں برطانیہ کے تین حصے ہوگئے ہیں :—

۱—" Anglia " جو ادریسی کے انکلترا کا جنوبی' مشرقی اور شمالی حصہ ہے -

۲—" Vallia " یہ اِس وقت ویلز کہلاتا ہے -

۳—سقوسیا -

یہی تقسیم میتھیو آف پیرس کے برطانیہ والے نقشے میں ہے -

مسلمانوں کو جزائر برطانیہ کا علم' بہت قدیم زمانے سے تھا - ابن خرداذبہ (سنہ ۲۵۰ھ) کی " المسالک و الممالک " میں اُن کا ذکر آیا ہے - جس کا مطلب یہ ہے کہ تیسری ہی صدی میں مسلمانوں کو غالباً ثولی کے بعد ' جزائر برطانیہ کا پتا چل گیا تھا -

ابن خردادبہ [۱] :—

اوقیانوس......و فیہ ایضاً من ناحیة الشمال اثنتا عشرة جزیرة - و هی الجزائر التی تسمی جزائر براطانیة - فاما اذا بعد هذا البحر المسمی بالمحیط فان السفن لا تجری فیہ ولا یعلم احد من البشر حالہ -

اوقیانوس......اور اِسی میں شمال کی جانب بارہ جزیرے ہیں - اور وہ جزائر وہ ہیں جن کو جزائر براطانیہ کہا جاتا ہے - لیکن جب یہ سمندر، جس کو محیط کہا جاتا ہے، دور ہوجاتا ہے تو اُس میں کشتیاں نہیں چلتیں - اور انسانوں میں سے کوئی اُس کا حال نہیں جانتا -

ابن رستہ [۲] :—

و بحر اوقیانوس هو بحر المغرب، البحر الاخضر - لا یعرف منہ الا ما یلی المغرب و الشمال من اقصی ارض الحبشة الی برطونیة - و هو بحر لا تجری فیہ سفن...... و فیہ ایضاً من ناحیة الشمال اثنا عشرة جزیرة تسمی جزائر برطانیة - ثم یبعد من العمران فلا یعرف احد کیف هو ؟

اور بحر اوقیانوس ہی مغربی سمندر ہے، بحر اخضر - اُس کا کچھ علم نہیں مگر جتنا مغرب اور شمال سے ملا ہوا ہے؛ سر زمین حبشہ کی انتہا سے برطانیہ تک - اور وہ ایسا سمندر ہے جس میں کشتی نہیں چلتی.........اور اِسی میں شمال کی طرف بارہ جزیرے ہیں جن کو جزائر برطانیہ کہا جاتا ہے - پھر یہ سمندر آبادی سے دور ہو جاتا ہے، تو کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیسا ہے؟

دوسرا موقع [۳] :—

---

[۱]—المسالک و الممالک، ص ۲۳۱، لیڈن -
[۲]—الاعلاق النفیسة، ص ۸۵، لیڈن -
[۳]—ایضا ص ۱۳۰ -

تملک علیہا سبعة من الملوک... و لیس وراءهم عمران -	اُس پر سات بادشاہ حکومت کرتے ہیں......اور اِن لوگوں کے آگے آبادی نہیں ہے -

مسعودی [۱] :—

جزیرة تولی التی فی بریطانیة -	جزیرۂ تولی جو بریطانیہ میں ہے -

ادریسی [۲] :—

بین راسها الاعلی و ارض برطانیة ثلاثة مجار و نصف -	اُس (آئرلینڈ) کی اوپری راس اور سر زمین برطانیہ کے درمیان ساڑھے تین مجری ہے -

ابن سعید مغربی [۳] :—

و فی شمالیّ انکلترة و بعض شمالیّ برطانیة جزیرة ارلندة -	اور انکلترہ کی شمالی سمت اور برطانیہ کے کچھ شمال جزیرۂ ارلندہ ہے -

ابن خلدون [۴] :—

(الاقلیم السادس) فالجزءُ الاول منه غمر البحر اکثر من نصفه و استدار شرقاً مع الناحیة الشمالیة ' ثم ذهب مع الناحیة الشرقیة الی الجنوب' و انتهی قریباً من الناحیة الجنوبیة ' فانکشفت قطعة من هذه الارض فی هذا الجزء داخلة بین طرفین - و فی الزاویة الجنوبیة	(چھٹی اقلیم) تو اِس کے پہلے حصے کو آدھے سے زیادہ سمندر نے ڈھانپ لیا ہے - اور گول ہوگیا ہے مشرق کی طرف شمالی سمت لیے ہوئے - پھر مشرقی سمت لیے ہوئے جنوب کی طرف چلا گیا ہے - اور جنوبی سمت کے قریب ختم ہوگیا ہے - تو اِس زمین کا ایک ٹکڑا اِس

[۱]—زاتپل ص ۱۲۹ - [۲]—ایضاً ص ۱۲۲ - [۳]—ایضاً ص ۲۳ -
[۴]—مقدمۂ ص ۹۵ -

الشرقیة من البحرالمحیط کالجزن فیه - و یمتسع طولاً و عرضاً - و هی کلها ارض بریطانیة -

حصے میں کھل گیا ہے جو دونوں طرف کے اندر ہے - اور جنوبی مشرقی گوشے میں بحرمحیط کے طبلۂ عطار کی طرح ہے - اور طول و عرض میں وسیع ہے- اور یہ کل سر زمین بریطانیہ ہے -

ابوالعباس احمد بن محمد مَقّری [۱] :—

اولہا جزیرۃ برطانیۃ - و هی بوسط البحرالمحیط' باقصی شمال الاندلس- و لاجبال فیہا ' و لا عیون - و انما یشربون من ماء المطر ' و یزرعون علیه -

اُن (جزائرالسعادۃ) میں سب سے پہلا جزیرۂ برطانیہ ہے ' اور وہ بحر محیط کے وسط میں ' اندلس سے انتہائی شمال میں ہے - اور اُس میں پہاڑ نہیں: اور نہ چشمے ہیں- لوگ بارش کا پانی پیتے ہیں اور اُسی سے کاشتکاری کرتے ہیں -

گزشتہ عبارتوں میں اہم باتیں یہ ہیں -

نام ______ | گریت برتن' جس کو "Brittania" (Britannia) کہا جاتا تھا [۲] ؛ اسلامی جغرافیے میں اُس کے کئی نام ہیں - سب سے پرانا نام " براطانیہ " ہے' جو ابن خردادبہ نے لیا ہے - ابن رستہ اُس کو " برطینیہ " کہتا ہے - ادریسی ' ابن سعید اور مَقّری نے برطانیہ نام لیا ہے - مسعودی اور ابن خلدون نے " بریطانیہ " لکھا ہے - اور یہی نام اصل سے قریب ہے - کیونکہ بریطانیہ (Brittania) کے باشندوں

[۱]—زائیل ' ص ۳۶ -

[۲]—انسائکلوپیڈیا ' ص ۵۹۸ ' ج ۱۲ -

کو سب سے پہلے لاطینی زبان میں جولیس سیزر نے "Brittani" کہا ہے ؛ جو اصلی لفظ "Pretani" کے عوض اختیار کیا گیا تھا۔ یہی "Brittani" بعد میں "Britanni" اور "Brittones" ہو گیا -

موقع

جزائر برطانیہ کہاں واقع ہیں ؟ اِس کا جواب ابن خرداذبہ اور ابن رستہ نے یہ دیاھے کہ بحر اوقیانوس کے شمالی حصے میں ہیں - یہ سمت غالباً اس لیے متعین کی گئی ہے کہ جزائر خالدات سے وہ علیحدہ ہو جائیں - خالدات کے مقابلے میں برطانیہ کے جزیرے یقیناً شمال کی جانب ہیں -

ادریسی نے جزیرۂ برطانیہ (گریٹ برٹن) کو آئرلینڈ کے قریب بتایا ہے - ابن سعید نے آئرلینڈ کو اُس سے کسی قدر شمال میں قرار دیا ہے - ابن خلدون نے کاغذ پر لفظوں میں اُس کا نقشہ کھینچ دیا ہے - مَقّری نے لکھا ہے کہ وہ بحر محیط کے بیچ میں واقع ہے ؛ اور اسپین سے بہت دور شمال کی طرف ہے - اگر دنیا کے نقشے (کُرے) میں جزائر برطانیہ کو دیکھا جائے تو مشرق میں بحیرۂ شمالی اور مغرب میں بحر اوقیانوس کا جتنا حصہ نظر آئے گا ' وہ قریب قریب برابر ہی ہوگا - اسی لیے مَقّری کا یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ جزائر بحر محیط کے وسط میں ہیں - اب رہا اسپین سے انتہائی شمال میں ہونا ' تو یہ لفظ فرانس کے مقابلے میں اختیار کیا گیا ہے - برطانیہ ' فرانس سے ٹھیک شمال میں ہے ؛ اور اسپین سے انتہائی شمال میں -

جزیروں کی تعداد

برطانیہ میں کتنے جزیرے شامل ہیں ؟ اِس کا جواب ابن خرداذبہ اور ابن رستہ نے یہ دیا ہے کہ اُس میں بارہ جزیرے ہیں - لیکن اُن کے نام نہیں لکھے ہیں - چوتھی صدی ہجری تک جو نام معلوم ہو چکے تھے ' وہ یہ ہیں :—

۱—انغلطارة - ۷—لاقہ -
۲—سقوسیة - ۸—قانا ریا -
۳—ارلاندة - ۹—کسافاریا -
۴—دنس - ۱۰—داموطولا -
۵—اقانطوس - ۱۱—ارکلدیة -
۶—هارا - ۱۲—شاصلند -

آخری جزیرہ وهی هے جس کے نام میں " البتانی " نے دهوکا کهایا هے - اور اُس کو ثولی لکھ دیا هے - اِسی ثولی کی نسبت مسعودی کا " مروج الذهب " میں یہ فقرہ هے [۱] :—

ثم نظروا (یعنی الحکماء) فی العرض ، فوجدوا العمران من موضع خط الاستواء الی ناحیة الشمال ینتهی الی جزیرة تولی التی فی بریطانیة -

پهر اُنہوں (یعنی حکما) نے عرض (البلاد) میں غور کیا ، تو یہ پایا کہ آبادی خط استوا کی جگہ سے شمال کے کنارے تک ، ختم هوتی هے جزیرۂ تولی میں ، جو بریطانیہ میں هے -

لیکن اِن جزائر کے علاوہ صفاقسی نے کچھ اور جزیرے ، اپنے نقشے میں بنائے هیں ، جن کی تعداد دس هے - اِن میں وہ جزیرہ شامل نہیں هے ، جو انگلینڈ سے شمال و مشرق ، صفاقسی کے نقشہ میں لانبا سا بنا هوا هے - کیونکہ میں نے اُس کو شاصلند قرار دیا هے - اور شاصلند کو اوپر کی فہرست میں شامل کر لیا گیا هے -

" جغرافیۂ قلمی " میں بحر مغربی کے لا تعداد جزائر بتائے گئے هیں - یہ بهی لکھا هے کہ اُن میں سے (۲۷) میں لوگ پہنچ سکے هیں -

[۱]—زاؤپل ، ص ۱۲۱ -

اِس کے بعد چند نام دیے ھیں ' جو شکست خط میں ھونے کی وجہ سے پڑھے نہیں جاتے - اور وہ یہ ھیں [۱] :—

۱—جزیرۃالقرین -

۲—جزیرۃالسعالی -

۳—جزیرۃ حسرات (حشرات ؟) -

۴—جزیرۃالفور -

۵— جزیرۃالمشکس (یا جزیرۃ التنین) -

۶—جزیرۃ قلہات -

۷—جزیرۃ الاخوان -

اِن کے علاوہ جزیرۃ الطیر' جزیرۃ الصاصلید (شاصلند) ' اور جزیرۃ لاتہ (لاتہ) کے نام بھی ھیں - گذشتہ سات جزیروں کے متعلق نہیں کہا جاسکتا کہ وہ برطانیہ میں داخل ھیں یا خارج ؟

اب اگر تمام جزیروں کی تعداد ملا دی جائے' تو یہ (۲۹) ھو جاتے ھیں - لیکن یہ سب ' جزیرے نہیں ھیں - اِن میں بعض صوبے بھی شامل ھو گئے ھیں ؛ جن کو اُن کا لکھنے والا جغرافی عالم ' علیحدہ جزیرہ سمجھتا تھا -

رقبہ

برطانیہ کا رقبہ اچھا خاصا ھے - ابن خلدون نے تصریح کی ھے کہ طول اور عرض ' دونوں میں یہ وسیع ھے -

آئرلینڈ کا فاصلہ

برطانیہ سے آئرلینڈ کا کیا فاصلہ ھے ؟ بقول ادریسی آئرلینڈ کی اوپری راس سے برطانیہ تک ساڑھے تین سو میل ھیں !

[۱]—جغرافیۂ قلمی ' ص ۱۱۵—۱۱۸ - پبلک لائبریری ' الہ آباد -

سمندر

یہ جزائر جس سمندر میں واقع ہیں ، اُس کا نام سب سے قدیم ماخذ ، ابن خرداذبہ نے بھی بالکل ٹھیک لکھا ہے - یعنی وہی یونانی نام " بحر اوقیانوس " (Atlantic Ocean) - ابن رستہ نے اُس کو بحر مغرب قرار دے کر ، اُس کا نام " بحر اخضر " رکھا ہے - ادریسی کے زائچل والے نقشے میں آئسلینڈ اور اسکاٹ لینڈ کے درمیان "بحر مظلم شمالی" نام لکھا ہوا ہے - مَقّری نے محض " بحر محیط " کہنے پر اکتفا کی ہے -

ابن خرداذبہ اور ابن رستہ کے زمانے تک اِس سمندر میں جزائر برطانیہ تک سفر ہوتا تھا - اُس کے دور و دراز حصوں سے لوگ نا آشنائے محض تھے - اُس کے جزائر کی آبادیوں کا بھی کچھ حال معلوم نہ تھا -

پہاڑ اور چشمے

مَقّری نے لکھا ہے کہ یہاں نہ پہاڑ ہیں اور نہ چشمے ! لوگ بارش کا پانی پیتے ہیں - پہاڑوں کے نہ ہونے کا شائد یہ مطلب ہے کہ برطانیہ میں اونچے پہاڑ نہیں ہیں ؛ اور نہ بہت بلند قطعات زمین !

زراعت

مَقّری نے یہ بھی لکھا ہے کہ برطانیہ کے باشندے ، بارش کے پانی سے زراعت میں مدد لیتے ہیں - کیونکہ وہاں چشمے نہیں ہیں -

ریاستیں

تیسری صدی ہجری میں ، برطانیہ میں کتنی ریاستیں تھیں؟ اِس کی اطلاع ہم کو ابن رستہ سے ملتی ہے - وہ بتاتا ہے کہ اُس وقت یہاں سات بادشاہ تھے !

ممکن ہے کہ اُس کے پاس ذیل کی ریاستوں کے متعلق خبریں پہنچی ہوں :—

۱—کنٹ (Kent)

۲—سوسکس (Sussex)

۳—وسیکس (Wessex)

۴—ایسیکس (Essex)

۵—مشرقی اینگلس (East Anglia)

۶—نورتھمبریا (Northumbria)

۷—مرسیا (Mercia)

یہ تمام ریاستیں سنہ ۸۶۰ع کے بعد تک موجود تھیں - اور یہی

اس رسالہ کا زمانہ ہے -

ارلانده

(IRELAND)

ارلانده (آئرلینڈ) کا ذکر حسن بن بہلول طبرھانی، مسعودی، ادریسی، ابن سعید مغربی، زکریا قزوینی اور قطب‌الدین شیرازی کی کتابوں میں آیا ھے -

حسن طبرھانی [۱] :—

جزیرۃ یوبارنیا ، فیہا مدن کثیرۃ -	جزیرۃ یوبارنیا ، اِس میں بہت سے شہر ھیں -

مسعودی [۲] :—

و حکی صاحب کتاب‌العجائب ان بہا ثلاث مدن - فانہا کانت معمورۃ ، و ان المراکب کانت تحطّ بہا و تجتاز علیہا ؛ فتشتری من اہلہا العنبر و الحجارۃ الملوّنۃ - فاراد بعضہم ان یملک علیہم، و حاربہم باہلہ ؛ فحاربوہ . فوقعت بینہم العداوۃ ، فتفانوا - و انتقل بعضہم الی عدوۃ الارض الکبیرۃ ، فخربت مدنہم؛ ولم یبق بہا ساکن -	(ادریسی کہتا ھے کہ) کتاب‌العجائب کے مصنف (یعنی مسعودی) نے بیان کیا کہ وھاں تین شہر ھیں - تو وہ آباد تھے - اور کشتیاں (جہاز) وھاں ٹھہرتی تھیں اور اُدھر سے گزرتی تھیں - اور وھاں کے باشندوں سے عنبر اور رنگین پتھر خریدتی تھیں - تو اُن میں سے بعض نے اُن پر بادشاہ بننا چاھا ؛ اور اپنے لوگوں (سپاھیوں) کو لے کر اُن سے لڑا ؛ تو اُن لوگوں نے (بھی) اُس سے جنگ

[۱]—زائبل ، ص ۱۲۳ و ۱۲۴ بحوالۂ کتاب فی رسم‌الارض -
[۲]- ایضاً ، ص ۱۳۱ ، بحوالۂ نزھۃالمشتاق ، ادریسی -

کی - تو اُن کے آپس میں عداوت
پیدا ہوگئی - اور وہ برباد ہوگئے -
اور اُن میں سے بعض بڑی زمین کے
کنارے منتقل (ہوکر آباد) ہوگئے -
تو اِن لوگوں کے شہر ویران ہوگئے -
اور وہاں کوئی رہنے والا نہ رہا -

مسعودی کی اِس عبارت کی طرح ' " بحری مہم والوں " کا بیان بھی ادریسی نے "نزهةالمشتاق" میں درج کیا ہے - افسوس ہے کہ ہم کو اصل عبارت نہ مل سکی - اس لیے " معارف " سے اُس کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے [۱] :—

" اور جنوب کی سمت میں بارہ دن اور چلے - اُن کو ایک جزیرہ ملا ' جہاں آبادی اور کھیتی تھی - تو وہ اِس جزیرے کو دیکھنے چلے - ابھی کچھ ہی دور چلے تھے کہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں نے اُن کو گھیر لیا اور اُن کو پکڑ کر ' جہاز ایک ساحلی شہر کی طرف لے گئے - وہاں ایک گھر میں جا کر اُتارا - وہاں سرخ رنگ (اشقر) کم ' لیکن سیدھے بال والے ' لمبے قد کے آدمی دیکھے - اُن کی عورتوں میں عجیب خوبصورتی تھی - تو وہ لوگ تین دن ایک گھر میں قید رہے - چوتھے دن اُن کے پاس ایک آدمی آیا جو عربی میں باتیں کرتا تھا ! تو اُس نے اُن کا حال دریافت کیا - اور یہ کہ کیوں آئے اور کہاں سے آئے ؟ اور تمہارا وطن کہاں ہے ؟ اُنہوں نے اپنا پورا حال بتایا - اُس نے اُن سے بھلائی کا وعدہ کیا - اور بتایا کہ وہ بادشاہ کا ترجمان ہے - دوسرے دن اُن کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا - اُس نے اُن کا حال پوچھا - تو وہی بتایا جو کل ترجمان کو بتا چکے تھے ' کہ وہ

[۱]—ص ۲۴۹ ' بابت اپریل سنہ ۱۹۳۹ م -

اِس سمندر میں اس لیے گھسے تھے کہ دیکھیں اِس میں کیا کیا عجائبات ہیں ؟ اور اِس کے حالات کیا ہیں ؟ اور اِس کی حد دریافت کریں ! یہ سن کر بادشاہ ہنسا ، اور ترجمان کے ذریعے سے اُن کو بتایا کہ اُس کے باپ نے اپنے غلاموں کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ سمندر کے عرض میں ایک مہینے تک چلتے رہیں - مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلا - اور وہ ناکام واپس آئے ! پھر بادشاہ نے ترجمان سے کہا کہ اُن سے بھلائی کا وعدہ کرے - اور بادشاہ کے ساتھ حسن ظن پیدا کرے - اُس نے ایسا ہی کیا - پھر وہ اِس قیدخانے میں لے آئے گئے - یہاں تک کہ وہ موسم آیا جب پچھوا ہَوا چلتی ہے - تو اُن کو ایک کشتی میں بٹھاکر اور آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر ایک مدت تک سمندر میں چلاتے رہے - اُن کا گمان ہے کہ تین دن اور تین رات وہ چلے ہوںگے ، یہاں‌تک کہ وہ ایک خشکی میں پہنچائے گئے - وہاں اُن کی مُشکیں کسی گئیں ، اور ساحل پر چھوڑ دیے گئے - الخ "

ادریسی [۱] :—

(الجزء الاول من الاقلیم السابع)

ان هذا الجزء الاول من الاقلیم السابع کله بحر مظلم ، و جزائره بأسرها مغمورة غیر معمورة - و اکبر جزائره جزیرة ارلاندة - و قد تقدم ذکرها - وهی جزیرة کبیرة جدّاً - بین راسها الاعلی و ارض برطانیة ثلاثة مجار و نصف ، و بین طرفها الاسفل و جزیرة سقوسیة الخالیة مجریان [۲]

(پہلا حصہ ساتویں اقلیم کا) یہ پہلا حصہ ساتویں اقلیم کا کل کا کل تاریک سمندر ہے - (یعنی بحر ظلمات ہے) - اور اُس کے جزیرے تمام کے تمام غیر مشہور ہیں ؛ آباد نہیں ہیں - اور اُس کے جزائرمیں سب سے بڑا جزیرہ ارلاندہ ہے - اور اُس کا حال اوپر گزر چکا - اور وہ بہت ہی بڑا جزیرہ ہے - اُس کی

[۱]—زائپلک ، ص ۱۳۲ - [۲]—یہاں کی عبارت اوپر، مسعودی کے نام کے نیچے نقل ہوچکی ہے۔

.... و من طرف جزیرة سقوسیة الشالیة الی طرف جزیرة ارلاندة مجریان فی جهة الغرب ، و قد ذکرناها ...... و بین طرف جزیرة اسلاندة و طرف جزیرة ارلاندة الکبیرة مجری -

اوپری راس سے ارض برطانیہ تک ساڑھے تین مجریٰ ، اور اُس کے نچلے کنارے اور ویران جزیرۂ سقوسیہ کے درمیان دو مجریٰ ہیں .... اور ویران جزیرۂ سقوسیہ کے کنارے سے جزیرۂ ارلاندہ کے کنارے تک دو مجریٰ ہیں جانب مغرب ، اور ہم اِس کا ذکر کر چکے ہیں......اور جزیرۂ اسلاندہ کے کنارے اور بڑے جزیرۂ ارلاندہ کے کنارے کے درمیان ایک مجریٰ ہے -

ابن سعید مغربی [۱] :—

و فی شمالیّ انکلترة و بعض شمالیّ برطانیة جزیرة ارلندة - وهی داخلة فی الجزء الاول (یعنی الجزء الاول من المعمور خلف الاقالیم) و فی الثانی - و مسافة طولها نحو اثنی عشر یوماً - و عرضها فی الوسط نحو اربعة ایام - وهی مشهورة بکثرة الفتن - و کان اهلها مجوساً ثم تنصروا ؛ اتباعاً لجیرانهم - و یُجلب منها ایضاً النحاس و القصدیر الکثیر -

اور انگلستان سے شمالی جانب، اور برطانیہ سے کسی قدر شمال جزیرۂ ارلندہ ہے - اور وہ داخل ہے پہلے حصے میں (یعنی اقالیم سے پیچھے کی آبادی کے پہلے حصے میں) اور دوسرے میں - اور اُس کی لمبان میں مسافت تقریباً بارہ دن (کا راستہ) ہے- اور اُس کی چوڑان (میں مسافت) ، بیچ میں ، تقریباً چار دن (کا راستہ) ہے - اور وہ فتنوں کی کثرت میں مشہور ہے - اور اُس کے

[۱]—زائپل، ص ۲۳ - بحوالۂ بسط الارض فی طولها والعرض -

باشندے مجوسی (آتش پرست) تھے؛ پھر عیسائی ہوگئے، اپنے پڑوسیوں کی پیروی میں - اور یہاں سے بھی تانبا اور کانسی بکثرت باہر جاتا ہے۔

زکریا قزوینی [۱] :—

ارلاندة ، جزیرة فی شمالیّ الاقلیم السادس و غربیّہ - قال احمد بن عمر العذری لیس للمجوس قاعدة الا ھذہ الجزیرة فی جمیع الدنیا - و دورھا الف میل - و اھلھا علیٰ رسم المجوس و زیّھم - یلبسون برانس، قیمة واحد منھا مائة دینار، و اما اشرافھم فیلبسون برانس مکللة باللآلی - الخ -

ارلاندہ ، ایک جزیرہ ہے چھٹی اقلیم کی شمالی اور مغربی سمت - احمد بن عمر عذری کا قول ہے کہ آگ کی پوجا کرنے والوں کا اِس جزیرے کے سوا تمام دنیا میں کوئی پایۂ تخت نہیں - اور اِس کا دَور ہزار میل ہے - اور اِس کے باشندے آگ کے پجاریوں کے رسوم اور وضع پر ہیں - برنس (ٹوپ دار لبادہ) پہنتے ہیں - اِس کے ایک عدد کی قیمت سو دینار ہوتی ہے - رہے اُن کے شرفا ، تو وہ برنس پہنتے ہیں جس میں موتی ٹکے ہوتے ہیں - الخ -

قطب‌الدین شیرازی [۲] :—

و اصغرھا جزیرة ارلاندة و ھی ستة بیوت ، ح کب و ح کبج و ک کب

اور اُن میں سب سے چھوٹا ، جزیرہ ارلاندہ ہے - اور وہ چھے بیت (گھر)

[۱]—زانیل، ص ۲۳ و ۲۵ - بحوالۂ آثار البلاد -
[۲]—ایضاً ، ص ۱۳۲ - بحوالۂ تحفۂ شاہیہ -

و ک کبج و ہ کب و ہ کبج - و احسنُ جوارحِ الصید ، و ھو المشھور بصلنقر، انما یکون فیھا -

ھیں - ح کب اور ح کبج؛ اور ک کب اور ک کبج؛ اور ہ کب اور ہ کبج - اور شکاری پرندوں میں سب سے حسین، اور وہ صنقر کے نام سے مشہور ہے، یہیں ہوتا ہے -

گزشتہ بیانات میں خاص باتیں یہ ہیں :—

نام

اِس جزیرے کا نام، سب سے پرانے ماخذ میں، سب سے پرانا بتایا گیا ہے - حسن بن بہلول طبرھانی نے اِس کو ''یوبارنیا'' لکھا ہے - یہ لفظ قدیم یونانی میں ''Ivernia'' اور لاتینی میں ''Hibernia'' تھا - یونانی لفظوں کے شروع کا 'I'' جو ھلکا بولا جاتا ہو، یعنی زور دےکر تلفظ نہ کیا جاتا ہو؛ وہ دوسری زبانوں میں جاکر ہمیشہ '' H '' سے بدل جاتا ہے - اسی لیے بطلمیوس کے نقشے میں بھی '' H '' سے یہ نام لکھا ہے ؛ اور ہرفورڈ نے اپنے نقشے میں اِسی کی تقلید کی ہے - طبرھانی کا نام یونانی اور لاتینی دونوں تغیرات کا مجموعہ ہے - اُس میں پہلا حرف یونانی تلفظ کے مطابق باقی رکھا گیا ہے اور '' V '' کو، جس طرح لاتینی میں ہے ''B'' سے بدل دیا گیا ہے -

ادریسی نے اِس کا نام '' ارلاندہ '' لکھا ہے؛ جس کی پیروی قزوینی اور قطب شیرازی نے کی ہے - اور ابن سعید نے '' ارلندہ '' لکھا ہے - یہ لفظ بھی یونانی ''Iverio'' سے ''Iveriū'' ہوکر ''Ériu'' بنا ؛ پھر گائلک[۱] ادب میں ''Éire'' ہوا ؛ یہیں سے ناروے والوں نے اِس جزیرے کو ''Land of Éire'' کہا - بس یہی اُلٹ کر ''Ireland'' ہو گیا [۲] - ارلاندہ اور ارلندہ اِسی کی تعریب ہے -

---

[۱]—Gaelic

[۲]—انسائیکلوپیڈیا ، ص ۶۸۸ ، ج ۸ -

موقع

یہ جزیرہ کہاں واقع ہے ؟ حسن طہرانی نے جو چوتھی صدی میں تھا ' اِس کو اُن جزیروں میں شمار کیا ہے ' جو بحر مغربی و شمالی کے اُس حصہ میں واقع ہیں جو اقالیم سے باہر ہے - ادریسی نے ساتویں اقلیم کے پہلے حصہ میں اِس کو دکھایا ہے - اِس حصے میں بحر ظلمات ہے - اُس کے جزیرے تمام کے تمام غیر مشہور ہیں؛ آباد نہیں ہیں - اِن جزیروں میں سب سے بڑا "ارلاندہ" ہے - اِس کی اونچی راس اور سر زمین برطانیہ کے درمیان ۳۵۰ میل کا فاصلہ ہے - اور اِس کے نچلے حصے اور سقوسیہ (اسکاٹلینڈ) کے مابین ۲۰۰ میل کا سمندر پڑتا ہے - ادریسی نے یہ بھی بتایا ہے کہ ارلاندہ ' سقوسیہ سے جانب مغرب واقع ہے - اُس نے آئسلینڈ سے بھی اِس کی مسافت بتائی ہے' یعنی ۱۰۰ میل -

ابن سعید مغربی نے اِس جزیرے کو اقالیم سے باہر والی آبادی کے پہلے اور دوسرے حصے میں سمجھا ہے - اور اِس کو انگلستان سے شمال اور برطانیہ سے کسی قدر شمال قرار دیا ہے - زکریا قزوینی نے اِس کو چھٹی اقلیم کے شمال و مغرب مانا ہے - قطب‌الدین شیرازی نے اِس کو (سمندر کی) اُس شاخ کے اندر تسلیم کیا ہے ' جو دنیا کے مغربی شمالی ربع میں چلی گئی ہے - یہ جزیرے جو محیط مغربی سے ملے ہوئے ہیں ؛ تعداد میں تین ہیں - اُن میں سب سے چھوٹا ارلاندہ ہے - اُس کی جگہ شیرازی نے چھ بہت (گھر) قائم کر کے بتائی ہے -

اِن تمام بیانات میں اقلیموں کا جو فرق ہے ' وہ محض اعتباری ہے - ہر جغرافیہ نویس نے علیحدہ علیحدہ اصطلاحات بنا رکھی ہیں -

رقبہ

آئرلینڈ کے رقبہ پر ' بہت کم لوگوں نے توجہ کی ہے - ادریسی نے یہ فقرہ لکھا ہے :—

و هی جزیرۃ کبیرۃ جدّاً - | اور وہ جزیرہ ہے بہت ہی بڑا -

ابن سعید نے اُس کی مسافت سفر کے دنوں سے بتائی ہے - لمبان میں ' تقریباً بارہ دن ' سفر میں صرف ہوتے ہیں - اور چوڑان ' جزیرے کے بیچ میں ' تقریباً چار دن میں طے ہوتی ہے - اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِس جزیرے کے عرض میں مختلف مقامات پر جو تفاوت ہے ' اُس سے ابن سعید واقف تھا !

زکریا قزوینی نے احمد بن عمر عذري سے اِس کا دَور بھی نقل کیا ہے - اور وہ ایک ہزار میل ہے -

اِس وقت تارھڈ سے جو شمالی شرقی جانب ہے ' مزن ھڈ تک جو جنوبی غربی سمت ہے ' ۳۰۲ میل لمبان ہے - سب سے زیادہ چوڑان ۱۴۷ میل ہے - اوسط چوڑان ۱۱۰ میل - اور کل رقبہ ۳۲۵۳۱ میل مربع ہے [۱] - لمبان اور چوڑان کے بڑے بڑے فرق موجود ہونے کی وجہ سے ' اِس جزیرے کی سرحدیں قائم نہیں ہیں - شائد اسی لیے مسلمان جغرافیہ نویسوں نے میلوں کے بجائے سفر کے دنوں سے اِس کی لمبان چوڑان دکھائی ہے - البتہ دَور کو میل کے ذریعے بتایا ہے ; کیونکہ اُس میں فرق کا کم امکان تھا -

آبادي

مسعودی نے اِس جزیرے کے ویران ہونے کا ذکر کیا ہے - اور جو بیان اِس کی نسبت دیا ہے' وہ ادریسی کے اُس بیان سے جو شاصلند میں گزر چکا ہے ' ملتا جلتا ہے - چونکہ مسعودی کے بعد والے جغرافیہ نویسوں نے اِس جزیرے کی آبادی کا حال لکھا ہے ' اس لیے بداھۃً اُس کا بیان غلط ہے - اُس کو یا اُس کے راوی کو دھوکا ہوا ہے ! شاصلند کے خصوصیات آئرلینڈ میں بیان کر دیے ہیں !

---

[۱]—انسائکلو پیڈیا ' ص ۷۴۲ ' ج ۱۴ -

معدنیات	ابن سعید مغربی کے حوالے سے ' یہاں کی تانبے اور کانسی کی کہانوں کا ذکر آگے آتا ہے- اور اُس کی تائید

میں انسائیکلو پیڈیا کا بیان بھی پیش کر دیا گیا ہے -

پرند	قطب الدین شیرازی نے یہاں کے شکاری پرندوں میں "صقر" کا تذکرہ کیا ہے- اُس کے بیان کے مطابق یہ

سب سے حسین شکاری پرندہ ہے- اُس نے یہ بھی بتایا ہے کہ یہ جانور اِسی جزیرے کے ساتھ مخصوص ہے -

انسائیکلوپیڈیا میں بازوں کی ایک خاص قسم کے متعلق یہ صراحت ہے [۱] :—

"The hobby falcons are characterized by their bold upstanding position and long wings. The beautiful little English hobby (F. Subbeto) lives mainly on insects and is a Summer visitor to most parts of Europe."

اِس سے زیادہ صاف تائید اور کیا ہو سکتی ہے ؟

ابلینہ	ابلینہ جس کو اب بھی " Balæna " کہتے ہیں ' یہاں موجود ہے ! اُس کا تذکرہ احمد بن عمر

عذری نے کیا ہے - اور لوگوں کے بیانات بھی اِس سلسلے میں محفوظ ہیں ؛ جو زکریا قزوینی نے آثارالبلاد میں نقل کیے ہیں -

ابلینہ کی نسبت لکھا ہے [۲] :—

و هو نون عظیم جدّاً -	اور وہ بہت ہی بڑی مچھلی ہے -

اُس کے بچوں کی پیدائش کے متعلق' لوگوں کا یہ خیال نقل کیا ہے:—

و ذکروا ان هذه الاجراء تتولّد فی شهر ایلول ' فتصاد فی تشرین الاول	اور لوگوں نے بیان کیا کہ یہ بچے پیدا ہوتے ہیں سپتمبر میں ؛ اور

[۱]—ص ۴۳ ' ج ۹ - [۲]—زائیل ' ص ۲۴ و ۲۵ -

والثانی ، و کانون الاول و الثانی ، فی هذه الاشهر الاربعة - و بعد ذالک فیصلب لحمها ، لا یصلح للاکل -

اُن کا شکار کیا جاتا ھے اکتوبر ، نومبر ، دسمبر ، اور جنوری میں ؛ اِنھیں چار مہینوں میں - اور اِس کے بعد اُن کا گوشت سخت ہو جاتا ھے ؛ کھانے کے قابل نہیں رھتا -

اُس کے شکار کی نسبت کہتا ھے :—

و حکی ان فی سواحلها یصیدون فراخ الابلینة و ھو نون عظیم جدًّا یصیدون اجراءھا یتأدمون بها -

اور بیان کیا گیا کہ اُس (آئرلینڈ) کے ساحلوں میں لوگ ابلینه کے چوزوں (!) کا شکار کھیلتے ھیں - اور وہ مچھلی ھے بہت ھی بڑی - اُس کے بچوں کا شکار کر کے اُن کا سالن پکاتے ھیں -

پھر عذری کے حوالے سے شکار کی یہ کیفیت لکھی ھے :—

ان الصیادین یجتمعون فی مراکب ، و معهم نشول کبیر من حدید ذو اضراس حداد ، و فی النشول حلقة عظیمة قویة ، و فی الحلقة حبل قوی ، فاذا ظفروا بالجرو صفّقوا بایدیهم و صوّتوا - فیتلهّی الجرو بالتصفیق ، و یقرب من المراکب ، مستانساً بها - فیتضّم احد الملاحین الیه ، و یحکّ جبهته حکاً شدیداً فیستلذّ الجرو بذالک - ثم

شکاری کشتیوں میں اکٹھا ہوتے ھیں؛ اور اُن کے پاس لوھے کا بڑا بھالا ہوتا ھے جس کے تیز دانت ہوتے ھیں - اور بھالے میں ایک بڑی ، مضبوط چرخی ہوتی ھے - اور چرخی میں ایک مضبوط رسی - جب بچہ مل جاتا ھے تو یہ لوگ تالیاں بجاتے اور شور کرتے ھیں - بچہ تالیوں میں مشغول ہو جاتا ھے اور مانوس ہو کر کشتیوں کے قریب چلا آتا ھے -

يضع الشيل وسط راسه ، و ياخذ
مطرقة من حديد قوية ، و يضرب
بها على الشيل باتمّ قوته ثلاث
ضربات ، فلا يُحس بالضربة الاولى ،
و بالثانية و الثالثة يضطرب اضطرابا
شديداً - فربّما صادف بذنبه شيئا
من المراكب فيُعطبها - و لا يزال
يضطرب حتى ياخذه اللغوب - ثم
يتعاون ركّاب المراكب على جذبه ،
حتى يصير الى الساحل - و ربّما
احسّت امّ الجرو باضطرابه، فتتبعهم،
فيستعدّون بالثوم الكثير المدقوق ،
و يخوّضون به الماء ، فاذا شمت
رائحة الثوم استبشعتها ، و رجعت
القهقرى الى خلف - ثم يقطّعون
لحم الجرو ، و يملّحونه - و لحمه
ابيض كالثلج ، و جلده اسود كالنقس-

تو ملاحوں میں سے ایک اُس کے
پاس پہنچ جاتا ہے ؛ اور اُس کی
پیشانی کو خوب کھجلاتا ہے - اِس
میں بچے کو مزا آتا ہے - پھر وہ
(ملاح) بھالے کو اُس کے سر کے بیچ
میں رکھتا ہے ؛ اور لوہے کا مضبوط
ہتھوڑا لے کر پوری قوت سے بھالے پر
تین ضرب لگاتا ہے - تو اُس (بچے)
کو پہلی ضرب میں احساس نہیں
ہوتا - اور دوسری اور تیسری ضرب
میں خوب پھڑ پھڑانے لگتا ہے -
اُس وقت اگر اُس کی دم کے قریب
کوئی کشتی آ جاتی ہے تو وہ اُس
کو (اُچھال کر) ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا
ہے - وہ برابر پھڑ پھڑاتا رہتا ہے ،
یہاں تک کہ سست پڑ جاتا ہے -
پھر کشتیوں کے سوار اُس کے کھینچنے
میں ایک دوسرے کی مدد کرتے
ہیں ، یہاں تک کہ وہ ساحل پر
آ جاتا ہے - اور بسا اوقات بچے کی
ماں کو اُس کے پھڑپھڑانے کا پتا چل
جاتا ہے ، تو وہ شکاریوں کا پیچھا
کرتی ہے - یہ لوگ بہت سا لہسن

پِسا ہوا ساتھ رکھتے ہیں اور اُس کو
پانی پر چھوک دیتے ہیں - بس
جہاں اُس نے لہسن کی بو سونگھی
اور اُس کو بری معلوم ہوئی ' وہ
اُلٹے پانو پیچھے پلٹ جاتی ہے -
پھر یہ لوگ بچے کا گوشت ٹکڑے
ٹکڑے کاٹتے ہیں ' اور اُس میں
نمک لگاتے ہیں - اور اُس کا گوشت
برف کی طرح سفید ہوتا ہے ؛ اور
کھال روشنائی کی طرح چمکتی
ہوئی سیاہ -

گزشتہ بیانات میں جو حالات مذکور ہیں ' وہ گرین‌لینڈ کے وھیل "Balæna mysticetus" پر صادق آتے ہیں - یہ عموماً ساٹھ فٹ سے اَسّی فٹ تک لمبا ہوتا ہے - بھلا دیکھیے ایسے قدآور جانور کا اندازہ کرنا دشوار ہے - فطرتاً وھیل کھلاڑی طبیعت کا ہوتا ہے - اور گھنٹوں پانی میں کھیل کود کیا کرتا ہے - وہ ایک چھوٹی سی مچھلی کی طرح آسانی سے کبھی تیرتا ' کبھی غوطہ لگاتا ' اور پھر سطح پر آتا ہے -

اُس کی کھال کا رنگ ' جسم کے اوپری حصے پر سیاہ چمکتا ہوا ہوتا ہے !

وھیل کو اپنے بچے سے ایسی محبت ہوتی ہےکہ جو دوسرے جانوروں میں نہیں پائی جاتی - اگر کہیں اتفاق سے بچہ مارا جاتا ہے تو ماں کے غم اور بےقراری کی حد نہیں ہوتی ! وہ بچے کے پاس ہی پھڑپھڑاتی ہے ! یہاں تک کہ خود آپ دشمن کا شکار بن جاتی ہے - اسی لیے شکاری پہلے

بچے ہی پر حملہ آور ہوتا ہے - کیونکہ ایک تو اُس میں تیزی نہیں ہوتی- اور دوسرے ماں کا شکار بھی بہ آسانی ہو جاتا ہے -

وہیل کا شکار کوئی آسان کام نہیں ہے ! بلکہ اُس میں جان کا اندیشہ ہوتا ہے - اُس کے شکار کے لیے چھوٹے چھوٹے چار سو یا پانچ سو ٹن کے جہاز' خاص طریقے کے تیار کیے جاتے ہیں - جو نہایت مضبوط ہوتے ہیں- اُن میں کشتیاں ہوتی ہیں! جب وہیل کی اطلاع ملتی ہے' تو جہاز سے کشتیاں فوراً پانی میں چھوڑ دی جاتی ہیں !

ہر کشتی پر ملاحوں کے علاوہ ' ایک بھالا چلانے والا بھی رہتا ہے ! اور وہ ہاتھ میں بھالا لےکر تیار ہو جاتا ہے - بھالے کا طول تقریباً آٹھ فٹ ہوتا ہے - وزن پانچ سیر ; اور اُس کی نوک تیر کی طرح ہوتی ہے - تجربہ‌کار اُس کو بہت دور تک پھینک لیتے ہیں - یہ بھالا ایک رسی میں بندھا ہوتا ہے ! جس کی درازی تین چار ہزار فٹ ہوتی ہے ; اور جو ایک چرخی پر لپٹی رہتی ہے ! بھالا پھینکنے والا نہایت دلیر ہونا چاہیے -

بھالا سنسناتا ہوا ' بجلی کی طرح ' وہیل تک پہنچتا ہے ; اور چربی کو پھاڑ کر ' گوشت میں پیوست ہوکر ' پٹھوں اور نسوں میں جا اٹکتا ہے - اِس آفت ناگہانی سے وہیل گھبرا کر پہلے تو بھالے کو نکالنے کی کوشش کرتا ہے ; مگر جب اُس کے نکالنے کی کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی ' تو غصے میں بھر جاتا ہے - اِس حالت اضطراب میں جو کشتی وہیل کے قریب پہنچ جائے ' اُسی کو وہ اپنی طاقتور دم کے دھکّے سے گزوں اونچا اچھال کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے [۱] !

آپ نے دیکھا ؟ عذری نے جو کچھ لکھا ہے' اُس سے جدید تحقیقات کس قدر مطابق ہے !

---

[۱]—عالم حیوانی' ص ۱/— ۸، -

زراعت

مہم والوں کے بیان میں صرف اِتنا مذکور ہے کہ اِس جزیرے میں ساحل کے آس پاس کاشت ہوتی تھی - وہاں کی پیداوار کیا تھی ؟ اِس کی کوئی تصریح نہیں - اگر موجودہ بیان کو دیکھا جائے تو قدیم بیان کی تائید ہوتی ہے - جہاں مہم والے پہنچے تھے ' وہ ظاہر ہے کہ آئرلینڈ کا مشرقی حصہ تھا ؛ اور یہاں آج بھی کاشت ہوتی ہے -

سلطنت

زکریا قزوینی کی تحریر سے پتا چلتا ہے کہ آئرلینڈ کی حکومت کو قدیم زمانے میں خاص اہمیت حاصل تھی - احمد بن عمر عذری کی زبانی بتایا گیا ہے کہ

لیس للمجوس قاعدۃ الا هذه الجزیرۃ فی جمیع الدنیا -	آتش پرستوں کا ' اِس جزیرے کے سوا ' تمام دنیا میں ' کوئی پایۂ تخت نہیں -

ظاہر ہے کہ یہ ' قدیم تاریخ کی طرف اشارہ ہے - ممکن ہے کہ اِن نئے عیسائیوں (آئرلینڈ کے اِس زمانے کے باشندوں) کی وضع پرانے مجوسیوں (یعنی اپنے آبا و اجداد) سے ملتی ہوئی ہو ؛ اور اِس تمدنی اثر کے لحاظ سے آئرلینڈ کو مجوس کا پایۂ تخت کہا گیا ہو - اِس کا بھی امکان ہے کہ احمد عذری کے زمانے میں وہاں قدیم مذہب کے ماننے والے سب سے زیادہ موجود ہوں ؛ اور جزائر برطانیہ کے دوسرے حصوں میں خال خال دکھائی دیتے ہوں -

ادریسی کے زمانے میں یہاں سات سلطنتیں تھیں ؛ جن کے دارالسلطنت الگ الگ تھے- جس بندرگاہ میں بحری مہم والے روکے گئے تھے وہ "Annagassan" یا "Dublin" ہوگا - وہاں مہم والوں سے پہلے بھی ' عربی بولنے والے آتے جاتے تھے- اسی لیے بادشاہ نے ایک عرب ترجمان ملازم رکھ لیا تھا !

باشندے

یہاں کی بسنے والی قوم کا ذکر مہم والوں نے کہا ہے :—

" وہاں سرخ رنگ (اشقر) کم' لیکن سیدھے بال والے' لانبے قد کے آدمی دیکھے - اُن کی عورتوں میں عجیب خوبصورتی تھی" -

آپ سمجھے یہ کون قوم تھی ؟ یہ کلت (Celts) تھے - وہ ساخت میں جرمانی قبایل سے ملتے جلتے تھے - اُن کے بال نفیس اور لانبے ہوتے تھے [۱] - " اشقر " انسانوں میں اُس کو کہتے ہیں' جس کے سفید رنگ پر صاف و شفاف سرخی نمایاں ہو - لسان‌العرب میں " ابن سیدہ " کا یہ قول نقل کیا ہے [۲] -

و ھی فی الانسان حمرۃ صافیۃ و بَشَرَتُہُ مائلۃ الی البیاض -	اور وہ آدمی میں صاف سرخی ہے' جس کا بشرہ سفیدی مائل ہو -

رنگ کی ایسی سرخی' قد کی درازی اور بالوں کا سیدھا ہونا ' (یعنی گھونگھریالا نہ ہونا) ' جرمانی قوم کی خصوصیات میں ہے - اور یہی بعینہ کلت کا حلیہ تھا !

اِس موقع پر یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیے کہ بحری مہم والے مسلمان سیاح ' " شمالی امریکا " پہنچ گئے تھے - اور یہ قوم " لال ہندستانی " (Red Indians) تھی ؛ کیونکہ لال ہندستانیوں کا رنگ "اشقر" نہیں ہوتا ! انسائیکلوپیڈیا میں ہے [۳]-

" Although often called " red," the American Indians are so only when they paint themselves. Their general colour is a brown, little if any darker than that of the Japanese."

---

[۱]—انسائیکلوپیڈیا ' ص ۵۹۸ ' ج ۱۲ - [۲]—لسان‌العرب ' ص ۸۹ ' ج ۶ -
[۳]—انسائیکلوپیڈیا ' ص ۵۰۴ ' ج ۱۶ -

اِس میں اُن کی کھال کا رنگ "Brown" بتایا گیا ہے، جس کو عربی میں " اسمر " کہتے ہیں؛ نہ کہ اشقر! پھر جو قوم جاپانیوں سے بھی زیادہ سیاہ ہو، وہ ظاہر ہے کہ " پینٹ " کرنے پر بہت سرخ ہو جائے گی - اور اُشقر بہت سرخ کو نہیں کہتے - اُس کو " احمر " کہتے ہیں! یوں بھی کہاں امریکا کے لال ہندستانیوں کا گندمی رنگ، اور کہاں جرمنوں کا کُھلتا اور نکھرا ہوا سرخ رنگ! رنگ کے علاوہ لال ہندستانیوں کا وہ حلیہ بھی نہیں ہے، جو مہم والوں نے بیان کیا ہے - وہ تو منگولیا والوں سے مشابہ ہوتے ہیں!

اِن باشندوں کا مذہب کیا تھا؟ اِس کی نسبت ابن سعید مغربی کا یہ قول پڑھیے :—

و کان اهلها مجوساً ثم تناصروا اتباعاً لجیرانهم -	اور وہاں کے باشندے مجوس تھے - پھر عیسائی ہوگئے، اپنے پڑوسیوں کی دیکھا دیکھی -

مجوس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ آگ کی پوجا کرتے تھے - اِس کی تصریح جدید خزانۂ معلومات میں مجھے نہیں ملی - ابن سعید نے نصرانی مذہب اختیار کرنے کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اپنے همسایوں کی دیکھا دیکھی آئرلینڈ کے لوگوں نے بھی ایسا کیا تھا - اِس کا یہ مطلب ہے کہ انگلستان وغیرہ میں جس زمانے میں عیسائی مذہب پھیلا تھا اُسی زمانے میں آئرلینڈ میں بھی پھیلا تھا -

عیسویت کا آغاز اگرچہ آئرلینڈ میں پہلی صدی عیسوی سے ہوگیا تھا؛ تاهم جو لوگ عیسائی ہوئے، بالکل انفرادی حیثیت سے ہوئے تھے - اُن کا یہاں کی قومی زندگی پر مطلق اثر نہ تھا - البتہ سنہ ۳۵۰—۴۰۰ع وہ زمانہ ہے جب سے " کرسچین آرٹ " کے نمونے اِس جزیرے میں ملتے

ھیں - اور غالباً ابن سعید مغربی نے اِسی زمانے کی طرف اپنی عبارت میں اشارہ کیا ھے !

احمد بن عمر عذری نے اِن لوگوں کے لباس اور رسم و رواج کی نسبت ایک مختصر سا فقرہ لکھا ھے :—

اھلھا علی رسم المجوس و زیّھم -	وھاں کے باشندے مجوس کے رسوم اور لباس پر ھیں -

پھر لباس کی یوں تفصیل کی ھے :—

۱—عوام ٹوپدار لبادہ پہنتے ھیں - ایک لبادے کی قیمت سو دینار (۵۰۰ رُپے) ھوتی ھے -

۲—شرفا کے لبادے میں موتی ٹکے ھوتے ھیں -

ٹوپدار لبادے کے لیے عربی میں "بُرنُس" کا لفظ آتا ھے - انگریزی میں " Hooded Cloak " اُس کا ترجمہ سمجھنا چاھیے -

اب س کی تائید میں یہ بیان پڑھیے :—

پہلی بات [۱] :—

"As the tunic became the chief garment, it was sometimes elaborately decorated."

یعنی اُس پر جانور ' جنگل ' پہاڑ ' شکاریوں وغیرہ کی تصویریں بنائی جاتی تھیں ! اور غالباً اِسی وجہ سے بیش قیمت ھوتا تھا ؛ جیسا کہ عذری نے تصریح کی ھے -

دوسری بات [۲] :—

"Among the Romans the tunic was often ornamented."

رومیوں ھی کی تقلید ' انگلستان اور آئرلینڈ میں ھوتی تھی -

---

[۱]—انسائیکلوپیڈیا ' ص ۶۵۳ ' ج ۷ - [۲]—ایضاً ' ص ۶۵۳ ' ج ۷ -

شہر

حسن طہرمانی نے، جو چوتھی صدی ہجری میں تھا، آئرلینڈ میں بہت سے شہروں کے موجود ہونے کی اطلاع دی ہے - مہم والوں نے بھی وہاں ایک ساحلی شہر کا نشان دیا ہے؛ جو غالباً "Annagassan" یا "Dublin" ہوگا - کیونکہ یہی دونوں شہر سلطنت " Mide " کے ساحلی شہر تھے - جو جزیرۃ الغنم سے آنے والوں کو سب سے پہلے مل سکتے تھے -

ادریسی نے ایک نقشے میں تین شہر "برب" کے نام سے دکھائے ہیں - اِس نام کا آج کل کوئی بڑا شہر نہیں ہے - البتہ ڈبلن سے ۸۷ میل جانب مغرب و جنوب، دریاے براسنا (Brosna) کی شاخ پر ایک چھوٹا سا مقام، "برّ" (Birr) ہے - اُس کو "Parsonstown" بھی کہتے ہیں - جو پرانے نام کے بعد "Lawrence Parsons" کے نام پر رکھا گیا ہے - شائد "برّ" ہی کو ادریسی نے "برب" کہا ہے! "برّ" کا قلعہ شاہان "O'Carrolls" کا خاص پایۂ تخت تھا! اور وہاں تیسری صدی عیسوی میں ایک لڑائی ہوئی تھی - اُس میں ایک فریق کورمک بن کانڈ (Cormac, son of Cond) اور دوسری جانب "منسٹر" (Munster) کے لوگ تھے- انسائیکلوپیڈیا کی عبارت میں جو یہ الفاظ "Chief Seat" ہیں، اِن سے یہ شبہہ ہوتا ہے کہ اُن بادشاہوں کے اور بھی پایۂ تخت ہوں گے - ممکن ہے کہ وہ بھی "برّ" یا "برب" ہی کہلاتے ہوں!

بحری تجارت

مسعودی نے عنبر اور رنگین پتھروں کی تجارت کا جو حال لکھا ہے، اُس میں اُس کو دھوکا ہوا ہے - یہ چیزیں شاصلند کے قدیم باشندوں کا مال تجارت نہیں؛ جیسا کہ ادریسی نے تصریح کی ہے -

البتہ ابن سعید مغربی نے وہاں کے سامان تجارت میں جو چیزیں دکھلائی ہیں، وہ صحیح ہیں - کہتا ہے :—

و یُجلب منها ایضاً النحاس و القصدیر الکثیر - | اور اُس سے بھی تانبا اور کانسی بکثرت باہر بھیجا جاتا ہے -

انسائیکلوپیڈیا میں ' یہاں کے دور نحاسی (Copper period) اور دور قصدیری (Bronze age) کی یادگاروں کا تذکرہ کرکے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ یہاں ایک منظم آبادی ' معمول حکمرانوں کے تحت میں تھی - اِس کے بعد لکھا ہے [۱] :—

"Bronze was abundant. There were rich copper mines, but no tin mines."

یہی دونوں چیزیں اور جزائر کی طرح ' یہاں سے بھی باہر بھیجی جاتی تھیں -

لڑائیاں

مسعودی نے شاصلند کے دھوکے میں وہاں کی خانہ جنگیوں کو یہاں دُہرا دیا ہے - اور لکھا ہے کہ آپس کی عداوتوں میں سب برباد ہوگئے ! اور جو باقی بچے ' وہ یورپ کے براعظم میں ہجرت کرگئے ! یہ پورا بیان غلط ہے -

ابن سعید مغربی نے جو یہ لکھا ہے :—

و ھی مشھورۃ بکثرۃ الفتن ! | اور وہ فتنوں کی کثرت میں مشہور ہے -

تو یہ آئرلینڈ والوں کی فطرت کی بالکل صحیح ترجمانی ہے - وہ آج بھی شورشوں میں مشہور ہیں ! وہاں کے فتنوں اور شورشوں کا حال ' پرانی اور نئی تاریخ میں پڑھ لیجیے !

جہاز اور کشتیاں

مہم والوں کے بیان سے یہ پتا چلتا ہے کہ جزیرے کے گرد بہت سی کشتیاں اور جہاز چکّر لگایا کرتے تھے - اُن میں کچھ تو تجارتی ہوں گے اور کچھ جزیرے کی حفاظت کے لیے -

---

[۱]—انسائیکلوپیڈیا ' ص ۵۹۸ ' ج ۱۲ -

آئرلینڈ کے نقشے

ادریسی نے آئرلینڈ کے دو بڑے نقشے بنائے ہیں - ایک تو وہ ہے جس میں آئسلینڈ (رسلانڈ) اور آئرلینڈ کی شکلیں ملتی ہوئی ہیں - دونوں آنکھ کے حلقے کی طرح بنائے گئے ہیں - مگر آئرلینڈ کچھ بڑا ہے - اِس نقشے میں آئرلینڈ کا نام نہیں لکھا ہے - اِسی میں انگلستان کے پاس، مگر اُس سے علیحدہ " قلط " وغیرہ دکھائے گئے ہیں -

دوسرے نقشے میں آئرلینڈ کی شکل بہت لانبی ہے - اور ہلال کے گوشوں کی طرح گھومی ہوئی ہے - اِسی میں ادریسی نے " برب " کے نام سے تین شہر دکھائے ہیں -

لیکن دونوں نقشوں میں شکل کی طرح ' جزیرے کی سمت بھی مختلف ہوگئی ہے - پہلے نقشے میں اُس کو انگلستان کے اُس حصے سے جس کو وہ " طرف جزیرۃ انکلترا " کہتا ہے، نیچے کی طرف، " صلابادس" کے محاذ میں، بنایا ہے - دوسرے نقشے میں وہ "طرف جزیرۃ انکلترا" کے اوپر، بنایا گیا ہے - اور "صلابادس" کی جگہ تبدیل کردی گئی ہے؛ جو نسبتاً غلط ہے - اِسی میں صلابادس کا نام " سلابرس " لکھا ہے؛ جو زیادہ صحیح ہے - جزیرۂ " دنس " کو آئرلینڈ اور " طرف جزیرۃ انکلترا " کے بیچ میں دکھایا گیا ہے - اِن نقائص کے باوجود ادریسی کے نقشے ' تاریخی حیثیت سے بہت بڑی اہمیت رکھتے ہیں - اِتنے پرانے نقشے تو یورپ والوں کے پاس بھی نہیں ہیں !

محمد بن علی بن احمد صفاقسی کا بنایا ہوا نقشہ ' موجودہ نقشے سے بہت مشابہ ہے ! اُس میں آئرلینڈ کے علاوہ اُس پاس کے چھوٹے چھوٹے جزیرے بھی دکھائے ہیں - لیکن اُن کے نام نہیں لکھے ہیں - اِس وقت کے نقشے میں اُن کے نام یوں سمجھیے :—

۱—Islay

۲—Jura

۳—Aranmore

۴—ایک جزیرہ جس کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

۵—Aran یا جنوبی اران - صرف ایک جزیرہ بنا ہوا ہے -

۶—Achill

۷—Valencia

صقلی کا نقشہ ایسا کارنامہ ہے، جس پر ہم آج بھی فخر کرسکتے ہیں!

سقوسیہ

(SCOTLAND)

یہ جزیرۂ برطانیہ کے شمالی حصے کا نام ہے - اِس کا بہت پرانا نام "Caledonia" تھا - گیارھویں صدي عیسوی میں اِس کا ایک حصہ " Scotia " کہلاتا تھا [۱] - ادریسی نے ' جو بارھویں صدي کے ابتدائی حصے میں گزرا ہے ' اِس پورے ملک کا نام " سقوسیہ " لکھا ہے ؛ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس کے زمانے میں قدیم اصطلاح بدل گئی تھی ! تیرھویں صدي کے یورپین جغرافیہ نویس ' مثلاً میتھیو آف پیرس اور ہرفورڈ " ادریسی " ہی کے مقلد نظر آتے ہیں !

ادریسی نے " نزھۃالمشتاق " میں آئرلینڈ سے سقوسیہ کا فاصلہ اور سمت ؛ نیز موخرالذکر سے آئسلینڈ کا فاصلہ اور سمت ' بیان کی ہے - کہتا ہے [۲] :—

و بین طرفہاالاسفل و جزیرۃ سقوسیۃ الخالیۃ مجریان -

اور اِس (آئرلینڈ) کے نچلے کنارے اور ویران جزیرۂ سقوسیہ کے درمیان دو مجری ہیں -

آگے چل کر کہتا ہے [۳] :—

و من طرف جزیرۃ سقوسیۃ الخالیۃ الی طرف جزیرۃ ارلاندۃ مجریان فی جہۃ الغرب - و قد ذکرھانا -

اور ویران جزیرۂ سقوسیہ کے کنارے سے جزیرۂ ارلاندہ کے کنارے تک دو مجری ہیں مغرب کی طرف - اور ہم اِس کا ذکر کر آئے ہیں -

آئسلینڈ کا یہاں سے فاصلہ اِس طرح بیان کرتا ہے [۴] :—

[۱]—انسائکلوپیڈیا ' ص ۱۳۸ ' ج ۲ - [۲]—زائبلد ' ص ۱۳۲ -
[۳]—ایضاً ' ص ۱۳۳ - [۴]—حوالۂ سابق -

و من طرف اسقوسية فی جهة الشمال الی جزیرة اسلاندة ثلثا مجری -	اور شمال کی سمت ' اسقوسیه کے کنارے سے جزیرۂ اسلانده تک ایک مجری کے دو ثلث هیں -

پہلے دو بیانات میں سقوسیہ کو ویران کہا ہے - اُس سے آئرلینڈ کا فاصلہ دو سو میل بتایا ہے - یہ بھی تصریح کی ہے کہ آئرلینڈ ' اُس کے مغرب میں واقع ہے -

تیسرے بیان میں آئسلینڈ کو شمال کی جانب کہا ہے- اور سقوسیہ سے اُس کا فاصلہ (۲۲) میل قرار دیا ہے - اِس کی وجہ یہ ہے کہ ادریسی کے نقشے میں آئسلینڈ بہت لانبا بنا ہوا ہے - اور سقوسیہ کے قریب تک سمندر کے بجائے خشکی دکھائی گئی ہے -

آبادی

ادریسی نے سقوسیہ کو " خالیۃ " کہا ہے - چونکہ اُس کے نقشے میں سقوسیہ ' اسکاٹلینڈ کا وہ حصہ ہے جو " Loch Ness " [۱] کے شمالی جانب پڑتا ہے ؛ اس لیے اُس کا لکھنا بالکل صحیح ہے -یہ علاقہ پہاڑی ہے ! جھیلیں بکثرت ہیں' اور آبادیاں بہت کم ! کسی پہاڑ کو بلند زمین پر ' پاس سے جا کر دیکھو ! ایک مینار ہے جو گھرے ہوئے رقبے پر بلند ہوتا ہوا ' ہَوا میں چلا گیا ہے ! اِن میں سے اکثر پہاڑ ' شریف صورت ہیں ! ایک خاص مسافت سے ' بلندی کی ایک عام یکسانی ' اُن میں نظر آتی ہے !

اِس حصے کو چھوڑ کر ' پورا اسکاٹلینڈ ' یوں بھی' قدیم زمانے میں بہت کم آباد تھا - ادریسی نے جو بات کہی ہے ' وہ پندرھویں صدی کے آخر تک بالکل ٹھیک تھی ! بارھویں اور پندرھویں صدی کی یکسانی اِس بارے میں ملاحظہ ہو [۲] :—

---

[۱]— Loch ' بحیرہ یا خلیج کو کہتے ہیں- [۲]—انسائکلوپیڈیا ' ص ۱٫۲۶ ' ج ۲۰ -

"At the end of the 15th century it is conservatively estimated that the population of Scotland did not exceed 500,000—"

اُنتیس هزار سات سو چهیانوے میل مربع[۱] ' رقبے میں پانچ لاکه کی آبادی کیا حقیقت رکهتی هے ؟ ایسا جزیرہ ویران نهیں ' تو اور کیا کہا جائے گا ؟

نقشہ

ادریسی نے سقوسیہ کا بہت معمولی اور سادہ نقشہ بنایا هے ؛ جس میں صرف شمالی حصہ دکهایا گیا هے - خلیج اور ساحل وغیرہ بہت صاف نہیں هیں - صفاقسی نے اپنے نقشے میں اسکاٹلینڈ کو تقریباً اُسی طرح بنایا هے جس طرح وہ " Martin Behaim " کے نقشے (سنہ ۱۴۰۲ع) میں بنا هوا هے -

---

[۱]—اِس میں جهیلوں کا ٦٠٨ میل مربع ' ساحل کا ۲۹۸ میل مربع ' اور مد و جزر والے پانیوں کا ٦٠٨ میل مربع ' رقبہ شامل نہیں هے -

انغاطارّہ

(ENGLAND)

نام — یہ جزیرۂ برطانیہ کے جنوبی حصے کا نام ہے - اِس میں مغربی حصہ ویلس (Wales) بھی شامل ہے-

اسلامی جغرافیہ میں اِس کے کئی نام آئے ہیں - ادریسی نے کتاب میں " انغلطرۃ " لکھا ہے [۱] :—

و من طرف جزیرۃ انغلطرۃ الی جزیرۃ دنس مجری -	اور جزیرۂ انغلطرہ کے کنارے سے جزیرۂ دنس تک ایک مجریٰ ہے -

لیکن نقشوں میں دو نام دیے ہیں :—

۱—زائپل کے نقشے میں " انغلطارۃ " ہے -

۲—میے عربکے کے نقشے میں " انکلترا " ہے -

ابن سعید مغربی نے " انکلترۃ " لکھا ہے [۲] :—

و فی شمالیّ انکلترۃ -	اور انکلترہ کے شمالی جانب (جزیرۂ ارلاندہ ہے) -

قطب الدین شیرازی نے " انکلیسی " کہا ہے [۳] :—

اما الجزائر فاعلم ان فی الشعبۃ الداخلۃ فی الربع المغربی الشمالی ، متصلۃ بالمحیط المغربی ثلاثا - ا کبرھا جزیرۃ انکلیسی ؛ و مقدارھا اثناعشر ، مربعاً ، من زیط الی زکا	لیکن جزائر ، تو جاننا چاہیے کہ (سمندر کی) اُس شاخ میں جو مغربی شمالی ربع میں اندر تک آگئی ہے ، محیط مغربی سے ملے ہوئے تین (جزیرے) ہیں - اِن میں سب

[۱]—زائپل ، ص ۱۳۲ - [۲]—ایضاً ، ص ۲۳ - [۳]—ایضاً ، ص ۱۳۲ -

و من ح يط الی ح کا ' و من ط يط الی ط کا ' و من ی يط الی ی کا -

سے بڑا جزیرۂ انکلیسی ہے - اور اُس کی مقدار بارہ (بہت) ہے - مربع ہے - زیط سے زکا تک ' اور ح يط سے ح کا تک ' اور ط يط سے ط کا تک ' اور ي يط سے ي کا تک -

اس میں یہ غور طلب بات ہے کہ سقوسیہ (اسکاٹ لینڈ) کا ذکر نہیں کیاگیا ہے ! وجہ ظاہر ہے ! جزیرۂ انکلیسی سے مراد برطانیہ ہے؛ جس کا شمالی حصہ اسکاٹ لینڈ کہلاتا ہے؛ اور جنوبی حصے کو انگلینڈ کہتے ہیں - قطب شیرازی اِس تقسیم سے واقف تھے !

شمس الدین دمشقی نے اِس کو ''انکلطرۃ'' کہا ہے - رودبار انگلستان کے ذکر میں لکھتے ہیں [۱] :—

ثم یمتد (البحر المحیط) بسواحلہ ' من حدود بحر قادس الی حد برزۃ منہ ' دقیقۃ طویلۃ کصورۃ الدائرۃ ' و اعرض عرضھا ثلاثۃ ایام ' و اما طولھا فلم یُعلَم ؛ و تسمی ھذۃ البرزۃ بحر انکلطرۃ -

پھر وہ (بحر محیط) اپنے سواحل کے ساتھ بحر قادس کے حدود سے پھیل جاتا ہے ' اپنی اُس رود بار کی حد تک جو باریک ہے ؛ دائرے کی شکل لیے ہوئے لمبی ہے - اور اُس کی سب سے زیادہ چوڑان ہے (سفر کے) تین دن - اور اُس کی لمبان معلوم نہیں- اور اِس رودبار کا نام بحر انکلطرہ ہے-

ابن خلدون بھی یہی لفظ استعمال کرتا ہے [۲] :—

(الاقلیم السادس) و الجزء الثاني من هذا الاقلیم دخل البحر المحیط

(چھٹی اقلیم) اِس اقلیم کے دوسرے حصے میں بحر محیط اِس کے مغرب

[۱]—زاٹپل ' ص ۴۷ - [۲]—مقدمہ ' ص ٦٥ -

من غربه و شماله - فمن غربه قطعة
مستطيلة ، اكبر من نصفه الشمالي ،
من شرق ارض بريطانية في الجزء
الاول ؛ و اتصلت بها القطعة الاخرى
في الشمال من غربه الى شرقه ؛ و
انفسحت في النصف الغربي منه
بعض الشيء - و فيه هنالك قطعة
من جزيرة انكلطرة - و هي جزيرة
عظيمة ، متسعة ، مشتملة على مدن ،
و بها ملك ضخم - و بقيتها في
الاقليم السابع -

اور شمال سے اندر آ گیا ہے - تو اُس
کے مغرب ایک لمبا ٹکڑا ہے جو اُس
کے شمالی نصف سے بڑا ہے ؛ سر
زمین بریطانیہ کے مشرق سے پہلے
حصہ میں - اور اُس ٹکڑے سے دوسرا
ٹکڑا شمال میں ملا ہے جو اِس
(اقلیم) کے مغرب سے مشرق تک ہے ؛
اور اِس (اقلیم) کے مغربی نصف
میں کچھ پھیل گیا ہے - اور اِسی
(اقلیم) میں وہاں جزیرۂ انکلطرہ کا
ایک ٹکڑا ہے - اور وہ بڑا جزیرہ ہے ،
وسیع ، شہروں پر شامل - اور وہاں
بھاری سلطنت ہے - اور اِس (انکلطرہ)
کا باقی (حصہ) ساتویں اقلیم میں ہے -

دوسری عبارت :—

(الاقليم السابع) ...... فالجزء الاول
و الثاني مغموران بالماء الا ما انكشف
من جزيرة انكلطرة التي معظمها
في الثاني - و في الاول منها طرف
انعطف بانحراف الى الشمال - و
بقيتها مع قطعة من البحر مستديرة
عليه في الجزء الثاني من الاقليم
السادس - و هي مذكورة هناك - و

(ساتویں اقلیم)...تو پہلا اور دوسرا
حصہ پانی سے ڈھکا ہوا ہے البتہ
جتنا حصہ جزیرۂ انکلطرہ کا کھل گیا
ہے اور اِس (انکلطرہ) کا بڑا حصہ
(اِس اقلیم کے) دوسرے حصے میں
ہے - اور پہلے حصہ میں اُس کا ایک
کنارا ہے جو کج ہو کر شمال کی
طرف گھوم گیا ہے - اور اُس کا باقی

المجاز منها الی البرّ فی هذه القطعة سعة اثنی عشر میلا -

حصہ سمندر کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہے جو اُس کے چاروں طرف ہے؛ اقلیم سادس کے دوسرے حصے میں- اور وہ وہاں مذکور ہے- اور اِس ٹکڑے میں اِس کی آبنائے، بحراعظم کے لیے، بارہ میل چوڑی ہے -

غرض انغلطرّة ، انغلطارة ، انکلترة ، انکلترا ، انکلطرّة ، انکلیسی ، چھ شکلیں ہیں جو جغرافیے کی کتابوں میں اِس لفظ نے اختیار کی ہیں-

نویں اور دسویں صدی عیسوی میں انگلینڈ کو "Englaland" کہتے تھے [۱] - اِس سے پرانا نام اُس کا میری نظر سے نہیں گزرا - ہرفورڈ کے نقشے میں جو تقریباً سنہ ۱۲۸۰ع کا ہے ، اُس کو "Anglia" لکھا ہے - اِن دونوں ناموں سے ، معرب ناموں کی اصلیت دریافت کرنے میں ، کچھ مدد نہیں ملتی! اب وہ بجنسہ کسی یورپ کی زبان سے لیے گئے ہوں ، یا نہ لیے گئے ہوں ، دونوں شکلوں میں ، میرے نزدیک سیدھی سی بات یہ ہے کہ انغلطرة یا انکلترا دو لفظوں سے مرکب ہے :—

(۱) Angles جو یہاں کا ایک بڑا قبیلہ تھا - اور جس کی وجہ سے ملک کو Angeln بھی کہتے تھے [۲] - اُس سے "انغل" یا "انکل" لیا -

(۲) لاطینی میں "Castra" اُن رومن شہروں کو کہتے تھے ، جہاں قلعے بنے ہوئے تھے - پھر عموماً ہر شہر کو کاسترا کہنے لگے - یہ لفظ انگریزی میں بھی بعض شہروں کے ناموں میں باقی ہے ، مثلاً "Chester" یا "Winchester" وغیرہ [۳] - عربوں کا "طرة" یا "ترا" اِسی کاسترا کا

[۱]—اِنسائیکلوپیڈیا ، ص ۵۵۳ ، ج ۸ -
[۲]—حوالۂ سابق -
[۳]—ایضاً ، ص ۵۵۶ ، جلد سابق -

مخفف ہے ؛ جس کو اُنھوں نے بھی بعض ناموں کے ساتھ باقی رکھا ہے ' مثلاً "شیسٹار" یا "فویشٹر"۔

اب دونوں لفظوں کو ملاؤ تو اُن کے معنے ہوئے اینگل کا شہر - یعنی وہ شہر جس میں اینگل کی آبادی ہے ؛ جیسے بلد ناقون ' بلد سکسون وغیرہ - اِس میں بلاد کے معنے ایک شہر کے نہیں ہیں ' بلکہ ایک ملک کے ہیں ! اب رہا ' ک ' غ ' ت ' ط ' ۃ ' الف ' کا فرق ' تو وہ چنداں قابل توجہ نہیں ؛ کیونکہ اُس زمانے میں حروف کا تبادلہ کسی خاص اصول کے ماتحت نہیں معلوم ہوتا !

قطب‌الدین شیرازی نے جو لفظ اختیار کیا ہے ' یعنی "انکلیسی" اُس کی وجہ شاید یہ ہو کہ نویں اور دسویں صدی عیسوی میں ' قوم اینگل (Angles) کو "Angelcynn" بھی کہتے تھے [۱] - اب دو برابر کے احتمال سامنے آتے ہیں - یا تو شیرازی نے آخری حرف "nn" اُڑاکر انکلیسی بنالیا ہے - اور یا اُس نے "nn" بھی قائم رکھا تھا اور کاتبوں کی غفلت سے وہ کتابت میں نہیں رہا۔ بہر حال شیرازی کے "جزیرۃ انکلیسی" کا مطلب بھی یہی ہے کہ قوم انکلیسی کا جزیرہ - انکلیسی میں نہ تو یاے نسبت ہے ؛ اور نہ یہ "جزیرۃ" کی صفت ہے !

محمد بن علی صفاقسی نے اپنے نقشے میں انگلینڈ کا ایک اور نام بھی لکھا ہے - اُس کی عبارت یہ ہے :—

جزیرۃ انکلترا و یقال لها جزیرۃ المنارۃ -	جزیرۂ انکلترا ' اور اُس‌کو جزیرۃ المنارۃ کہا جاتا ہے -

اِس‌کی وجہ میری سمجھ میں یہ آتی ہےکہ منارہ "Lighthouse" کو کہتے ہیں ! چونکہ ڈوور (Dover) میں آج بھی ایک پرانا لائٹ ہاؤس

[۱]—اِنسائیکلوپیڈیا ' ص ۵۵۴ ' ج ۸ -

"Pharos" [۱] موجود ہے ؛ جو رومن طرز صناعی کی یاد تازہ کر رہا ہے ؛ اس لیے عجب نہیں کہ اِس تاریخی یادگار کی وجہ سے مسلمانوں یا اور کسی قوم نے انگلینڈ کا نام "جزیرۃ المنارۃ" رکھ دیا ہو! نام کے عربی ہونے کے سبب ' خیال مسلمانوں کی طرف جاتا ہے - گو یہ بھی ممکن ہے کہ اُنہوں نے کسی یورپین زبان سے ترجمہ کیا ہو ' جیسے جزیرۃ الغنم!

موقع — انگلینڈ کہاں واقع ہے؟ اِس کی نسبت قطب الدین شیرازی اور ابن خلدون کے بیانات بہت صاف ہیں -

شیرازی کہتے ہیں :—

"اُس شاخ میں جو مغربی و شمالی ربع کے اندر چلی گئی ہے ' محیط مغربی سے ملے ہوئے ' تین جزیرے ہیں - اُن میں سب سے بڑا جزیرۃ انکلیسی ہے"-

دنیا کے مغربی شمالی ربع میں ' بحر منجمد (Arctic Ocean) کی جو شاخ اندر تک چلی آئی ہے وہ بحیرۂ شمالی (North Sea) ہے - یہ شاخ ' بحر انکلترا (English Channel) کے ذریعے ' محیط مغربی (Atlantic Ocean) سے مل گئی ہے - اور یہ جزائر اِنہیں دونوں سمندروں سے گھرے ہوئے ہیں -

ابن خلدون نے اِس جزیرے کو چھٹی اور ساتویں اقلیموں کے پہلے اور دوسرے حصے میں تسلیم کیا ہے -

ابن سعید مغربی نے اِس کی ایک سمت بھی بتائی ہے :—

وفی شمالیّ انکلترۃ......جزیرۃ ارلندۃ	اور انگلینڈ کے شمالی جانب... جزیرۂ ارلندہ ہے -

---

[۱]— یہ رومن زبان کا لفظ ہے' جو لائٹ ہاؤس کے لیے مستعمل تھا -

اِس کا مطلب یہ ھے کہ انگلینڈ ' آئرلینڈ سے جنوب کی طرف ھے - یہ سمت اس لیے صحیح ھے کہ انگلینڈ ' یعنی جزیرۂ برطانیہ (Great Britain) کا جنوبی حصہ [۱] ' اِسی طرف پڑتا ھے -

رقبہ

میلوں یا سفر کے دنوں سے اِس جزیرے کا رقبہ ' کسی نے نہیں بیان کیا - صرف قطب شیرازی نے اجمالاً یہ لکھا ھے کہ تین جزائر (یعنی جزائر برطانیہ) میں انگلینڈ سب سے بڑا ھے - بن خلدون نے تصریح کی ھے کہ بڑا جزیرہ ھے ' وسیع ھے ' بہت سے شہر آباد ھیں - اِس کی صداقت میں کس کو کلام ھوسکتا ھے ؟

دنس اور انگلینڈ کا فاصلہ

ادریسی نے جزیرۂ "دنس" (Dennishead) اور انگلینڈ کا فاصلہ بھی بتایا ھے - لیکن اُس میں جو غلطی ھے ' اُس کا ذکر دنس کے بیان میں آچکا ھے -

شہر

ادریسی نے انگلینڈ کے بہت سے شہروں کے نام لکھے ھیں ؛ جن کی ایک فہرست یہاں درج کی جاتی ھے -

۱—لندرس ' یہ لندن ھے ! لنڈن "Celtic" نام ھے - رومی اُس کو "Londinium" کہتے تھے [۲] - ادریسی کا لفظ کس زبان کا ھے ؟ یہ مجھے معلوم نہ ھوسکا -

۲—قنط ' "Kent" مشہور ریاست ھے - اِس کا نام مسلمانوں کو چوتھی صدی ھجری ھی میں معلوم ھوگیا تھا ! چنانچہ حسن طہرانی نے "کتاب فی رسم الارض" میں اِس کی نسبت یہ عبارت لکھی ھے [۳]:—

جزیرۃ اقانطوس ' وھی مدورۃ ' مقدارھا جزء و نصف - | جزیرۂ اقانطوس ' اور وہ گول ھے اور اُس کی مقدار ایک جز اور آدھا ھے -

۳—دولیلہ ' یہ نام صاف نہیں پڑھا گیا - ممکن ھے ' کتابت

[۱]—انسائیکلوپیڈیا ' ص ۴۶۳ ' ج ۸ - [۲]—ایضاً ' ص ۳۶۲ ' ج ۱۴ -
[۳]—زانپل ' ص ۱۲۳ -

کی کچھ غلطی ہو - بہر حال "Deal" اِس وقت بھی ایک شہر ہے- یہ قدیم زمانے میں "Dola" کہلاتا تھا [۱] - شائد ادریسی نے " دولہ " لکھا ہو -

۴—برلہ ' اِس میں شائد " میم "کتابت میں چھوٹ گیا ہے - لندن کے قرب و جوار میں اِس وقت بھی ایک پرانی آبادی "Bromley" کے نام سے موجود ہے - اُس کو ادریسی نے " برملہ " لکھا ہوگا ' جو غلطی سے برلہ رہ گیا -

۵—اکریخہ یا اریخہ ' یہ نام صاف نہیں پڑھا گیا -

۶—دوبرس ' دبرس ' یہ "Dover" ہے - اِس شہر کے پرانے ناموں میں رومی نام " دبرس " بھی ملتا ہے - انسائیکلوپیڈیا کی عبارت ملاحظہ ہو [۲] -

" Dover (Dubris) was one of the ports for continental traffic in Roman times."

۷—هاستنکس ' هشنیک ' پہلا نام موجودہ نام کے بہت قریب ہے - "Hastings" کے نام کا ایک بندرگاہ آج بھی موجود ہے - یہ سنہ ۷۹۵ع میں "Haestingas" کہلاتا تھا [۳] - ادریسی کے پہلے نام میں اِسی تلفظ کا خیال رکھنا چاہیے - دوسرے نام میں " ن " کے بجائے " ت " اور " ی " کے بجائے یا بعد ایک " ن " ہونا چاہیے- یہ تحریر کی غلطی ہے-

۸—شرهام ' سارهم ' اِس نام کی دو آبادیاں اِس وقت موجود ہیں - ایک نیا "Shoreham" ہے ؛ اور دوسرا پرانا - نیا شہر ہے ؛ اور پرانا گانو ' جو شہر سے ایک میل دور واقع ہے - اگلے زمانے میں وہی بندرگاہ تھا - تیرھویں اور چودھویں صدی عیسوی میں اُس کو خاص اہمیت حاصل تھی [۴] - ادریسی کے شرهام سے وہی "Old Shoreham" مراد ہے -

---

[۱]—انسائیکلوپیڈیا ' ص ۱۰۶ ج ۷ - [۲]—ایضاً ' ص ۵٦۰ ' ج ۷ -
[۳]—ایضاً ' ص ۲۴۷ ' ج ۱۱ - [۴]—ایضاً ' ص ۵۷۳ ' ج ۲۰ -

۹—هیونہ ' یہ بندرگاہ " Havant " ہے ؛ جو بہت قدیم ہے - انگریزی کے مطابق ' عربی لفظ کا تلفظ ' سمجھ لیجیے -

۱۰—فرہم ' عرہم ' یہ " Fareham " ہے ؛ جو نویں صدی عیسوی میں " Ferham " بھی کہلاتا تھا [۱] - کاتبوں کی جہالت سے " ف " کا سر کھل کر " غ " کا منہ بن گیا ہے -

۱۱—بناسہر ' یہ شاید " Windsor " ہو ' جو انگلستان کا اندرونی شہر ہے - رومیوں کے زمانے میں بھی موجود تھا [۲] - لیکن " مپے عربکے " کے مصنفین نے اِس کو اور غوینشتر کو ایک سمجھ کر " Winchester " قرار دیا ہے [۳] - اور ادریسی نے نقشے میں اِس کو جس جگہ دکھایا ہے' اُس کے لحاظ سے یہی صحیح بھی معلوم ہوتا ہے -

۱۲—سہلنسار ' شہستار ' سہستار ' یہ "Christchurch" ہے ؛ جو بڑا تاریخی شہر ہے [۴] - یہ بھی " مپے عربکے " کے مصنفوں کی رائے ہے - اور نقشے میں جہاں پر بتایا گیا ہے ' اُس کے رو سے صحیح ہے - میں تو اِس کو " Chichester " سمجھتا ہوں -

۱۳—غوینشتر ' اِس کا موجودہ نام " Winchester " ہے - قدیم نام " Venta Belgarum " " Winton " اور " Wynton " بھی تھے - لیکن اِن ناموں سے عربی نام کی اصلیت کا پتا چلنا مشکل ہے - میرے خیال میں ' عربی نام ' خواہ وہ یورپ کی کسی زبان سے لیا گیا ہو ' یا نہ لیا گیا ہو ؛ دونوں صورتوں میں ' اُس بادشاہ کے نام سے مشتق ہے ' جس نے اِس کو تاریخی اہمیت بخشی تھی ! جب " Gewissas " نے موجودہ شہر " Hampshire " کا علاقہ فتح کیا ' تو اِس شہر کو ریاست

---

[۱]—انسائکلوپیڈیا ' ص ۷۵ ' ج ۹ - [۲]—ایضاً ' ص ۶۵۱ ' ج ۲۳ -
[۳]—مپے عربکے ' ص ۷۷ ' ج ۱ - [۴]—انسائکلوپیڈیا ' ص ۶۲۹ ' ج ۵ -

" Wessex " کا پایۂ تخت بنایا تھا [۱] - بادشاہ کے نام کا بڑا حصہ لے کر لاتھنی " کاسگرا " کے ساتھ جوڑا ' تو قویشگر کی شکل پیدا ہوگئی - اب اِس کے معنے ہوئے Gewissas کا شہر! اگر بادشاہ کے نام سے شہر کا نام مشہور نہیں ہوا ' تو پھر یہ صورت پیش آئی ہو گی کہ " Winchester " کے پرانے یا نئے ناموں میں سے پہلے حرف " W " یا " V " سے " غ " کا تبادلہ ہوا ہے - یہ دونوں حرف ایک انگریز کی زبان سے تقریباً " غ " بن کر ادا ہوتے ہیں -

۱۴—سلابرس ' صلابادس ' یہ موجودہ " Salisbury " ہے - اِس کو رومی "Sorbiodunum" کہتے تھے - سنہ ۵۵۲ع میں بادشاہ "Cenric" نے اِس کو فتح کر کے " Searesbyrig " نام رکھا ؛ جس کے معنے ہیں " خشک شہر " - ادریسی کے دوسرے لفظ میں " دال " غلط ہے - اُس کے بجائے " ر " ہونی چاھیے -

۱۵—بریستو ' یہ " Bristol " ہے ؛ جو کسی زمانے میں " Bristou " بھی کہلاتا تھا [۲] - ادریسی نے وھی لفظ لے لیا ہے -

۱۶—دونالمہ ' درھالمہ ' دربالمہ ' اِس وقت یہ " Durham " کہلاتا ہے - قدیم زمانے میں یہ سارا علاقہ " Dunholme " کے نام سے مشہور تھا - ناروے والوں نے اِس مشکل لفظ کو نرم کرکے " Duresme " کہا ؛ پھر اُس سے " Durham " ہو گیا [۳] - ادریسی کا پہلا لفظ پرانے نام کی یاد تازہ کر رہا ہے - دوسرے میں " ر " اور " ہ " شائد کتابت کی غلطی ہو - تیسرا لفظ بھی مسخ ہو گیا ہے - " ہ " اور " ب " دونوں غلط ہیں -

۱۷—افردیک ' فردیک ' یہ " Berwick " ہے - پہلے نام میں " د " کتابت کی غلطی ہے - " و " ہونا چاھیے - دوسرا لفظ نقشے میں

---

[۱]—انسائکلوپیڈیا ' ص ۶۲۴ ' ج ۲۳ - [۲]—ایضاً ' ص ۱۵۶ ' ج ۴ -
[۳]—ایضاً ' ص ۷۶۳ ' ج ۷ -

" فودیک " پڑھا جاتا ہے - " و " غلط ہے - " ر " ہونی چاہیے ؛ اور اُس کے بعد " و " - اب فرویک ہوا ؛ جو بروک کا معرب ہے - فودیک میں " ی " کے نقطے نقشے میں نہیں تھے ؛ میں نے لگا دیے ہیں -

۱۸—فریمسبی ' فریمس ' اقریمس ' یہ " Great Grimsby " کا مخفف ہے - گریٹ کا لفظ نکال دیا ہے - پہلا لفظ بالکل صحیح تعریب ہے - دوسرے دو لفظ کتابت کی غلطیوں سے بہت محرف ہو گئے ہیں -

۱۹—بسکہ ' یہ " Boston " ہے ؛ جو قدیم زمانے میں اپنے بانی کے نام پر " Bololph " کا شہر کہلاتا تھا [۱] -

۲۰—لنقولنۃ ' نقولس ' نکولس ' یہ آج کل کا ' Lincoln " ہے - ادریسی کا پہلا لفظ تو بالکل صحیح ہے - دوسرے دونوں لفظوں میں " س " کتابت کی غلطی ہے - شائد " ن " ہو -

۲۱—نورثویق ' نرفک ' یہ " Norwich " ہے - ادریسی نے " w " کو ایک دفعہ " غ " سے اور دوسری دفعہ " و " سے بدلا ہے - اِسی طرح "ch" کا ایک جگہ " ق " سے اور دوسری جگہ " ک " سے تبادلہ ہوا ہے - پہلے لفظ میں سے "ث" شائد تلفظ میں ظاہر ہوتی ہو -

۲۲—فرتمودا ' جرنموہ ' یہ " Great Yarmouth " ہے - دونوں لفظ مخفف ہیں - " Yar " نکال دیا گیا ہے - پہلے لفظ میں " فرت " گریٹ اور " مودا " ماؤتھ ہے - دوسرے میں " جرت " گریٹ کے بجائے ہے - وہ " جرن " نہیں ہے - " موہ " میں " د " کاتب سے رہ گیا ہے - یہ " مودۃ " ہے - جس میں " ۃ " تعریب کی علامت ہے -

۲۳—ھرطفورت ' فرکفرت ' ھرکہ ' یہ اندرونی شہر ہے - بظاہر " Hertford " معلوم ہوتا ہے ؛ جو سنہ ۶۷۳ع میں مذہبی رؤسا کا

---

[۱]—انسائکلوپیڈیا ' ص ۹۳۲ ' ج ۳ -

مرکز تھا - اِسی لیے "مپّے عربکے" کے مصنفین نے یہی خیال ظاہر کیا ہے [۱] - مگر نقشے میں وہ جس دریا کے کنارے دکھایا گیا ہے؛ وہ وہی دریا ہے جس پر لندن واقع ہے ! اِس لیے میرے نزدیک یہ " Oxford " ہوگا ! آکسفورڈ بھی قدیم شہر ہے - اب رہا " عرکہ " وہ شائد کتابت کا سہو ہو - " عوکفورت " لکھتے وقت کاتب نے ابتدا کے چار حرف لکھے اور اخیر کے دو حرف لکھنا بھول گیا - " عرکف " دستور کے مطابق " عرکۃ " بن گیا - " ف " کے ایک نقطے کی جگہ " ۃ " کے دو نقطوں کا آ جانا کیا مشکل تھا ؟

سلطنت

ابن خلدون نے انگلستان کی سلطنت کا اجمالاً ذکر کیا ہے :—

و بہا ملک ضخم - | اور وہاں بھاری سلطنت ہے -

اگر یہ ادریسی کی کتاب کا ٹکڑا ہے' تو اُس کے زمانے میں شاہان نارمن کی حکومت ہوگی - یہ خاندان اِس ملک کی تاریخ میں نمایاں درجہ رکھتا ہے -

جزائر

انگلستان کے جزیروں میں سے صفاقسی نے اپنے نقشے میں تین جزیرے دکھائے ہیں - مگر نام نہیں لکھے ہیں - وہ یہ ہیں :—

۱—Isle of Man

۲—Anglesey

۳—Sheppey

اُس نے ایک اور جزیرہ ' انگلستان کے شمال و مشرق ' کسی قدر لانبا ' بنایا ہے - یہ شائد " شاصلند " ہوگا -

---

[۱]—مپّے عربکے ' ص ۷۷ ' ج ۱ -

رودبار

رودبار انگلستان (English Channel) کا ذکر دمشقی اور ابن خلدون کی کتابوں میں آیا ہے - یہ " ابی آسٹین " جو بحیرۂ شمالی اور بحر اوقیانوس کی چولی اور دامن کو ملاتی ہے ؛ دمشقی نے اِس کی تصویر ' کاغذ کے صفحے پر لفظوں میں کھینچ دی ہے ! یعنی وہ باریک ہے ' لمبی ہے ' اور دائرے کی شکل پر ہے - اُس کی لمبائی کی پیمائش اُس نے نہیں لکھی - چوڑان ' جہاں سب سے زائد ہے ' وہاں تین دن عبور کرنے میں لگتے ہیں -

ابن خلدون نے ایک خاص جگہ پر اُس کی چوڑان بارہ میل بتائی ہے - یہ وہی جگہ ہے جہاں آبنائے "Dover" ہے - اِس آبنائے کے پاس ' موجودہ تحقیق کے مطابق ' بیس میل کی چوڑائی ہے [۱] - ممکن ہے کہ اِتنے دنوں میں سمندر کچھ بڑھ گیا ہو - یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ابن خلدون کا میل ' موجودہ میل سے کچھ بڑا ہو - اور آخر میں اِس کا بھی امکان ہے کہ قدیم زمانے میں اُس کی صحیح پیمائش نہ ہوسکی ہو -

سب سے زیادہ چوڑان جو دمشقی نے ' تین دن کی مسافت سے ' بتائی ہے ؛ وہ شائد "Ushant" سے "Scillyisles" تک ہوگی - یہ مسافت اِس وقت سو میل کی ہے -

رودبار کی لمبائی سے ' دمشقی نے لاعلمی ظاہر کی ہے - یہ تقریباً تین سو پچاس میل لانبی ہے -

نقشے

انگلستان کے کئی نقشے ادریسی نے بنائے ہیں - "مہے عربکے" کے

۱— ایک نقشے میں ستّرہ شہر دکھائے گئے ہیں - اِسی نقشے میں جزیرۂ دنس ہے -

[۱]— اِنسائیکلوپیڈیا ' ص ۲۷۹ ' ج ۸ -

۲—دوسرے نقشے میں بارہ شہر بنائے ہیں - اِسی کے متصل وہ نقشہ ہے جس میں قلط وغیرہ چار شہروں کو علیحدہ دکھایا ہے - اِس طرح کل سولہ شہر ہوئے -

۳—ایک نقشہ اور ہے ' جس میں دس شہر دکھائے ہیں - اِس کا نمبر ۶۲ (آکسفورڈ نمبر ۱) ہے - اِس میں جنوبی سمت کا علاقہ نہیں ہے - ڈنمارک کا غلط نام "درموشہ" اِسی میں لکھا ہوا ہے -

زائپل کے

۴—نقشے میں بھی دس شہر ہیں - اُس میں بھی جنوبی علاقے کا نقشہ نہیں ہے - اُس نے ڈنمارک کا صحیح نام "دانامرخہ" لکھا ہے - اور شہروں کے نام بھی صحیح درج ہیں -

محمد بن علی صفاقسی نے ' سب سے اچھا نقشہ بنایا ہے - وہ آج کل کے نقشوں سے بہت مشابہ ' اور میتھیو آف پیرس کے نقشے سے کہیں بہتر ہے !

صحرائے گوبی کے اکتشافات

چینیوں کے یہاں گوبی کے دو نام اور بھی ہیں ' (۱) Sha-mo, جس کے معنے ریگستان کے ہیں ' اور (۲) Han-hai, جو "خشک سمندر" کا مرادف ہے - دونوں ناموں کی شہریت ماہرین طبقات الارض کو تحقیقات کی دعوت دیتی ہے ! چنانچہ عرصے کی لگاتار محنت اور زحمت کے بعد وہاں پانچ کلچروں کا سراغ لگایا گیا ہے ' جو یہ ہیں :—

(۱)—Eolithic

(۲)—Upper Palaeolithic

(۳)—Azilian

(۴)—Neolithic

(۵)—Metallic

اِن پانچوں میں منگولین تہذیب داخل نہیں ہے - کیونکہ اُس کا کوئی نشان اب تک نہیں ملا ہے [۱] -

لیکن اِن تمدنوں اور تہذیبوں سے بہت پہلے وہاں کیا تھا ؟ اور اُس کے طبقات ' پہاڑ ' ریگستان ' جانور ' کب اور کیونکر پیدا ہوئے ؟ اور پھر وہ آباد ہونے کے بعد ایک صحرائے بے آب و گیاہ میں کیوں کر تبدیل ہوگیا ؟ یہ تمام سوالات اب تک جواب کے محتاج ہیں - اور اِس کے لیے صحرا کی خاموش زبان اب تک چیلنج دے رہی ہے - تمام دنیا میں یہی زمین کا سب سے بڑا حصہ ہے ' جس کی نسبت اِس قدر کم معلومات ہیں !

ڈاکٹر انڈریوس (Roy Chapman Andrews) نے مارچ سنہ ۱۹۲۸ع میں اِس "صدائے صحرا" کو لبیک کہا تھا - وہ اُس کی موجودہ اور پرانی

[۱]—اِنسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ' ص ۴۵۸ ' ج ۱۰ -

مخلوقات اور کائنات کے نمونے جمع کرکے لائے ؛ پھر اُن پر علمی حیثیت سے نظر ڈال کر، تاریخ اور طبقات‌الارض کی روشنی میں اُن کو مدون کر لیا - یہ کارنامے ایک کتاب کی شکل میں جمع کیے گئے ھیں - یہاں اِسی کتاب کے مصنف[۱] کے اُس لکچر کا خلاصہ درج کیا جاتا ھے ' جو اُنھوں نے کلکتے کے Bose Research Institute میں دیا تھا - اِس سے اجمالی طور پر گوبی کے ھزاروں برس پہلے کے کچھ حالات معلوم ھو جائیں گے -

صحرائے گوبی میں گرمی کا زمانہ مختصر ' اور جاڑے کا موسم طویل ھوتا ھے ؛ اس لیے تحقیقات کرنے والوں کی دشواری ظاھر ھے ! مسافتوں کی وسعت اور سفر کی دقت کے سبب گرمی کا مختصر موسم راستے ھی میں ختم ھو جاتا ھے اور مکتشف نہ تو دور تک پہنچ سکتے ھیں اور نہ اپنا مطالعہ ختم کر سکتے ھیں ! اِس کے بعد جاڑا پڑنے لگتا ھے - اس طویل زمانے میں ساری زمین منجمد ھو جاتی ھے ؛ جس کی وجہ سے ریڑھ والے ' پتھر میں بدلے ھوئے حیوانی اور نباتی اجزا ' جمع نہیں کیے جاسکتے - سارا ملک برف سے ڈھکا ھوتا ھے ؛ جس سے ایک ماھر طبقات الارض کو چٹانیں اور ٹیلے دکھائی نہیں دیتے !

ڈاکٹر انڈریوس کی ھمت نے گزشتہ سال یہ دشوارگزار مرحلہ طے کیا ھے - اُنھوں نے پہلے اونٹوں کا ایک کارواں بھیجا ' جو آدمیوں اور موٹروں کی غذا لے گیا - ایک ماہ بعد (اپریل میں) سائنس‌داں موٹروں کے ذریعے صحرا میں داخل ھوئے - یہ زمین کا مطالعہ کرتے اور نمونے جمع کرتے جاتے تھے - جب زادراہ کم ھونے لگا ' کارواں پہنچ کر موٹروں پر گیسولین ' (Gasoline) [۲] تیل اور کھانے پینے کا ذخیرہ بار کیا' اور نمونے اونٹوں پر لاد دیے - اب موٹر آگے چلے- ایک گھنٹے میں وہ اِتنا

[۱] - Prof. Frederick K. Horris - [۲] — ایک قسم کا اُڑجانے والا آتشگیر رقیق مادہ جو حرارت اور روشنی پیدا کرنے میں کام آتا ھے -

فاصلہ طے کرتے تھے چلتا اونٹ دن بھر میں طے کرتے ہیں - جب کوئی مقام ایسا آجاتا جہاں تفصیلی مطالعے کی ضرورت ہوتی ' تو یہ لوگ وہیں اُتر پڑتے تھے - یہاں ایک طرف موٹروں کی دیکھ بھال شروع ہوجاتی ؛ اور دوسری طرف سائنس‌داں' پیدل یا کرایے کے اونٹوں اور گھوڑوں پر اپنا کام شروع کردیتے -

اِس عرصے میں کارواں بھی اِن لوگوں کے پاس پہنچ گیا - اب دو بارہ غذا کا سامان بہم پہنچا - نمونے صندوقوں میں ترتیب سے رکھے گئے' جو گھسولیں جذب کیے ہوئے تھے - اونٹوں کی عنایت سے گرمی میں موٹا اُون دستیاب ہوگیا - (اِسی زمانے میں اونٹوں کا اُون جھڑتا ہے) اور نمونے احتیاط کے ساتھ اُس میں محفوظ ہوگئے - اِس طرح سفر تیزی کے ساتھ ہوا - سخت کام کیا گیا - اور نمونے مختصر گرمی ہی میں نکال لیے گئے ؛ جب کہ سائنٹفک کام ممکن ہوتا ہے !

قدرت کے صحرائی کرشموں اور جنگل کے عجائبات کو سمجھنے کے لیے مختلف علوم درکار تھے؛ جن کا افسوس ہے کہ اِس جماعت میں قحط تھا ! خصوصاً علم‌الطیور (Ornithology) اور علم‌الحشرات (Entomology) کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی تھی ! ڈاکٹر انڈریوس دودھ پلانے والے جانوروں کے عالم تھے - اُن کے ساتھ تین ماہر "Taxidermist" [۱] چمڑے اور ہڈیوں کے ڈھانچے تیار کرنے کے لیے تھے - اُنھوں نے "Altai" کی شکارگاہوں میں قیام کیا - بڑی سینگ والی بھیڑوں اور پہاڑی بکروں کا شکار کرکے چند ہی دنوں میں کوہستان کی اِس کم آمیز ' وحشی مخلوق کے نمونے جمع کر لیے گئے - پھرتیلے مرگ اور جنگلی گدھے وسیع ' کھلے ہوئے میدانوں میں تھے- وہاں اُن‌کا موٹر کے ذریعے' ایک گھنٹے میں چالیس میل

[۱]— جانوروں کی کھال میں بھس وغیرہ بھرنے والے -

کی رفتار سے تعاقب کیا گیا - اِن لوگوں نے بڑی ترکیب سے چھوٹے جانور پھنسائے ؛ اِس طرح کہ منگولیا کا ہر دودھ پلانے والا جانور اِن کے ذخیرے میں موجود تھا ! ہر چیز مکمل طور سے تیار کر کے فہرست میں درج کیا گیا -

ڈاکٹر گریینجر (Granger) ' معدوم جانوروں اور پودوں کے عالم ' نے چار مدد گاروں کے ساتھ مل کر وہ ریڑھ کی ہڈی والے' پتھر میں بدلے ہوئے ' جانور جمع کیے جو کُھلی چٹانوں میں مدفون تھے - بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ اِس مہم نے بہت قدیم مخلوقات ' نیز سب سے ابتدائی ' ریڑھ کی ہڈی والے جانوروں کا پتا چلا لیا ہے - لیکن یہ صحیح نہیں - اِن کی فرد میں جو ریڑھ کی ہڈی والے' پتھر میں بدلے ہوئے جانور درج ہیں' اُن کا آغاز سب سے نچلے کھریا کی خاصیت والوں (Cretaceous) سے ہوتا ہے - ڈائنوسر (Dinosaurs) [۱] اور دوسرے ریڑھ کی ہڈی والے جانور یہاں کی بہ نسبت ' دوسرے ملکوں میں' زیادہ پرانی بناوٹوں کے ' اور بکثرت ' ملتے ہیں - عوام کا عقیدہ یہ ہے کہ اِس مہم نے اُس سرچشمے کا بھی پتا چلایا ہے جہاں ڈائنوسروں اور دودھ پلانےوالے جانوروں کی بہت سی قسمیں پیدا ہوئیں اور پھر نصف قطر کی صورت میں تمام دنیا میں ہجرت کر گئیں ! یہ چیز بہت دل‌چسپ ہے ؛ لیکن اِس مہم نے جو کچھ پایا ہے ' وہ بھی کم دل‌چسپ نہیں !

وہ کتاب جس میں اِن جانوروں کا بیان تھا ' اُلجھی ہوئی صورت میں وہیں ختم ہوگئی تھی - سب سے نچلی کھریا (کی خاصیت) کے ڈائنوسر ' یورپ کے Jurassic [۲] سے مشابہ تھے - یہی کیفیت پتھر میں بدلے ہوئے کچھ پودوں کی بھی تھی - یہ اشارہ کر رہے تھے کہ گویی اُن

[۱]—ایک مہیب رینگنے والا جانور ' جو اب ناپید ہے -
[۲]—جورا پہاڑکا - یہ پہاڑ فرانس اور سوئٹزرلینڈ کے درمیان واقع ہے -

زمانوں میں (دنیا سے) بالکل علحدہ تھا؛ اور بیرونی دنیا سے وہاں مہاجرین نہیں آتے تھے - کھریا کے نچلے درجے سے اوپری درجے تک جو تبدیلیاں ہوئیں' اُن میں بڑا فرق محسوس ہوتا ہے- اوپری کھریا کے درجے میں ایک بھی بہت ابتدائی رینگنے والا جانور نہیں ملتا - تمام دیوھیکل' چھپکلی کی شکل کے[۱] ' رینگنے والوں کے غول فنا ہو چکے تھے- اور اوپری کھریا کے زمانے میں گوبی میں بہت چھوٹے ڈائنوسر رہتے تھے ؛ جن کا امریکا کے ڈائنوسروں سے بہت قریبی رشتہ تھا - بےشبہہ ایک گوشت خوار ڈائنوسر اپنے کناڈی چچیرے بھائیوں سے اِس قدر مشابہ ہے کہ اگر امریکا میں اُس کا پتا چل گیا ہوتا تو ڈاکٹر گلمرٹ اِس کا بھی وہی نام رکھ دیتے جو کناڈا میں اُن ڈائنوسروں کا ہے - اور پروٹوکراٹوپس (Protoceratops) جس کے بہت سے انڈے[۲] اِس مہم کو دستیاب ہوئے تھے ' امریکا کی ایک قسم سے تعلق رکھتا ہے - یقیناً اوپری کھریا کے زمانے میں دو براعظموں (ایشیا اور امریکا) کے درمیان بہ آسانی آمد و رفت تھی- اور شائد آبنائے "بیرنگ" سے کسی قدر زیادہ جنوب میں دونوں (براعظموں) کا نقطۂ اتصال تھا! کیونکہ دونوں براعظموں میں "بیرنگ" عرض البلد کے اندر ہزاروں میل تک کوئی ڈائنوسر معلوم نہیں ہوتا! بحرالکاہل کے مقاموں کا بیان اِتنا نیا ہے کہ موجودہ زمینوں اور سمندروں سے ' کھریا کے زمانے کی بناوٹ کا کوئی معتبر نشان دستیاب نہیں ہوتا -

دودھ پلانے والے جانوروں کا زمانہ صحرائے گوبی میں بہت اچھی طرح نظر آ سکتا ہے - اِن جانوروں کی ھڈیاں بکثرت' تیسرے ارضیاتی دور کی متعدد تہوں سے حاصل ہوئیں - یہاں کے اکتشافات تعجب انگیز تھے؛

---

[۱]—یہ 'Sauropod' کا ترجمہ ہے - 'Sauro' ایک رابطہ ہے جو یونانی لفظ 'Sauros' سے مشتق ہے - 'Sauros' چھپکلی کو کہتے ہیں - 'Pod' کے معنے ہیں سیل یا وھیل کے چھوٹے غول - [۲]—انڈوں کی تصویر سائنس اینڈ کلچر میں چھپی ہے -

جن پر خود مہم والوں کو حیرت تھی! بہت دلچسپ تجربوں میں ایک یہ تھا کہ کھریا (کی خاصیت) کا بلند ترین جانور ملا ' جو براہ راست "Paleocene" [۱] سے تعلق رکھتا تھا - اس کا یہ مطلب ہے کہ آخری ڈائنوسر اور ابتدائی ممال (Mammal) [۲] تہوں کے مطالعے کے لیے ایک ایسی جگہ بھی موجود ہے جہاں ٹھیک وقت یہ دونوں جمع ہیں؛ اور جہاں ایک تہ دوسری پر تکیہ کر رہی ہے! اب یہ امید ہوئی کہ دوسرے اور تیسرے ارضیاتی دور کے درمیان جو بڑا شگاف ہے' وہ پُر کیا جا سکتا ہے؛ اور اس تغیر کا پتا لگایا جا سکتا ہے جو رینگنے والے جانوروں کے زمانے سے لےکر ممال کے زمانے تک پیدا ہوا - ہو سکتا ہے کہ دونوں قسم کے حیوانات میں آمیزش ہوگئی ہو - ہوسکتا ہے کہ ایک جگہ قدیم ممال ہوں اور دوسری جگہ اُنھیں کی اولاد زیادہ ترقی یافتہ شکل میں ظاہر ہوئی ہو - یہ بھی امید ہوئی کہ علم‌الحیات اور علم طبقات‌الارض کی یہ گتھی بھی کُھل جائے گی کہ کیوں تمام ڈائنوسر دنیا سے فنا ہوگئے؟

اِس سہارے (زمین) کے اور مقامات کی طرح یہاں بھی' ایسی پتھر میں بدلی ہوئی یادگاریں ملیں جو بہت ہی جدا اور صاف ہیں - کھریا والی چٹانوں میں ڈائنوسر بکثرت ' چوٹی تک موجود تھے؛ لیکن "Paleocene" میں ایک بھی زندہ نہ تھا! اُن چٹانوں میں بے شک قدیم ممال ملے؛ لیکن وہ کلیتاً اُن اجنبی' ناقص‌الخلقت "Paleocene" کے ممال سے مختلف تھے - بے شک یہ موخرالذکر ' جنوبی امریکا کے پتھر میں بدلے ہوئے ممال سے زیادہ قریبی تعلق رکھنے والے تھے ' بہ نسبت کھریا والی تہوں کے' جو ٹھیک اِن کے نیچے تھیں! ایک بھی مخلوق ایسی نہیں ملی جو دونوں چٹانی بناوٹوں میں مشترک ہوتی - اور

---

[۱]—جدیدتر ارضیاتی دور - [۲]—دودھ پلانے والے جانور -

چٹانیں خود ظاہر کرتی ہیں کہ اُن میں بناوٹ کا گہرا فرق موجود ہے - گو دونوں ملک کی اندرونی گاد تھیں - اِس سے یہ ضرور نتیجہ نکلتا ہے کہ رینگنے والوں اور ممال کے زمانوں کے درمیان ایک گم شدہ زمانہ ہے جو صرف بے ترتیبی ' انتشار اور انقطاع کے اندر سے قلم بند کیا جاسکتا ہے -

ممال کے ریکارڈ میں بہت سی حیرت‌ناک چیزیں ہیں - اُمید تھی کہ پانچ سروں کے سم والے گھوڑے ملیں‌گے جو موجودہ گھوڑوں کے مورث اعلیٰ تھے؛ کیونکہ امریکہ میں گھوڑے کی سب سے ابتدائی جنس نے عرصے سے ایک سرا گم کر دیا ہے - اور چونکہ ایشیا پالتو گھوڑوں کا مسکن تھا ' اُمید تھی کہ ممال زمانے کی تمام بناوٹوں میں گھوڑوں یا اُن کے مورثوں‌کا پتا چلےگا - لیکن واقعہ اِس کے برعکس تھا ؛ کیونکہ "Pliocene" زمانے کے "Hipparion" سے زیادہ پرانا' کوئی گھوڑا نہیں ملا - یقیناً گھوڑے نے امریکا میں نشو و نما پانے کے بعد ایشیا کو ھجرت کی ہے - اُس نے یقیناً اپنے ایشیائی رفیق (آدمی) سے ملنے کے لیے تقریباً اُس زمانے میں سفر اختیار کیا جب آدمی کو اِتنی نشو و نما مل چکی تھی کہ وہ گھوڑے کا استعمال شروع کرسکے - یہ تسلیم ہے کہ لفظ " تقریباً " کسی قدر مجازی ہے- کیونکہ اِس کی کوئی شہادت نہیں کہ آدمی‌نے "Hipparion" کو پالا تھا ؛ جو تقریباً ویساھی اچھا گھوڑا تھا جیسا کہ "Equus" ! لیکن جداگانہ ارتقا اور اِن دونوں رفیقوں (آدمی اور گھوڑے) کی ڈرامائی ملاقات کا ثبوت ' اِس مطالعے کا ایک غیرمتوقع نتیجہ تھا !

تذکرۂ کتب

گزشتہ سہ ماہی (جنوری - مارچ سنہ ۱۹۳۹ع) میں

پنجاب سے مذہب ' زبان' شاعری' افسانہ ' متفرقات ' سوانح اور تاریخ و جغرافیہ پر سب سے زیادہ کتابیں شائع ہوئیں - پھر ریاضیات و میکانک ' طب اور سیاست کا نمبر رہا - اِس کے بعد طبیعیات وغیرہ ' قانون ' ڈراما ' آرٹ اور سفرنامے پر تصنیفات چھپیں - فلسفے پر کوئی کتاب نہیں شائع ہوئی - اِن کتابوں کی تفصیل فن وار یہ ہے :—

آرٹ	... ۱	متفرقات	... ۳۳
سوانح	... ۲۷	شاعری	... ۴۱
ڈراما	... ۳	سیاست	... ۸
افسانہ	... ۳۵	مذہب	... ۵۵
تاریخ و جغرافیہ	... ۲۰	ریاضیات و میکانک	... ۱۶
زبان	... ۵۲	طبیعیات وغیرہ	... ۵
قانون	... ۴	سفرنامہ	... ۱
طب	... ۹		

یہ کل (۳۱۰) مطبوعات ہوئیں - ہندی میں فلسفہ ' سیاست ' طبیعیات وغیرہ اور سفرنامے پر کوئی کتاب نہیں نکلی - باقی علوم پر جو کتابیں شائع ہوئیں اُن کی تعداد (۵۸) ہے -

یوپی میں آرٹ اور متفرقات پر کوئی کتاب نہیں نکلی - باقی عنوانات میں بالترتیب زبان ' شاعری ' تاریخ و

جغرافیہ، طبیعیات وغیرہ اور سوانح پر مطبوعات نسبتاً زیادہ ہیں - اُن کی تفصیل حسب ذیل ہے :—

موضوع	تعداد	موضوع	تعداد
سوانح	۶	شاعری	۹
ڈراما	۱	سیاست	۵
افسانہ	۲	فلسفہ مع نفسیات و اخلاقیات	۲
تاریخ و جغرافیہ	۷	مذہب	۲
زبان	۱۲	ریاضیات و میکانک	۱
قانون	۲	طبیعیات وغیرہ	۷
طب	۱	سفرنامہ	۱

یہ کل تعداد (۵۸) ہوئی - ہندی مطبوعات تمام عنوانات پر شائع ہوئیں - اُن کی مجموعی تعداد (۴۲۳) ہے -

دونوں صوبوں کی اہم اُردو مطبوعات یہ ہیں:—

"سوانح"

۱—سیرت اقبال—از محمد طاہر فاروقی ایم - اے - صفحات ۴۳۹ - اتحاد پریس، لاہور -

۲—حیات اقبال—تاج کمپنی لاہور - صفحات ۱۵۲ - فیروز پرنٹنگ ورکس، لاہور -

۳—میری جد و جہد - ہر ہٹلر اڈولف کی خودنوشت سوانح عمری کا ترجمہ - صفحات ۳۶۵ - نامی پریس، لاہور -

۴—کمال اتاترک—از کرم الٰہی خاموش - محمد توفیق کی ترکی تصنیف کا ترجمہ - صفحات ۲۸۸ - علمی پرنٹنگ پریس، لاہور -

۵—شہید مکسویني—از مظہر رضوی - مشہور آئرش محب وطن

"Terence Makswini" کے سوانح حیات - صفحات ۱'۲'۱'۱'۳'۱'۲'۱۰' ۱۲۲ - آزاد پریس ' میرٹھ -

" ڈراما "

۶—انار کلی—از سید امتیاز علی تاج ' بی-اے - صفحات ۱۹۸ - آر ' مرکنٹائل پریس ' لاہور -

" افسانہ "

۷—قاتل اور دیگر افسانے—از ایم ' اسلم - سات مختصر افسانوں کا مجموعہ - صفحات ۲۵۶ - مرکنٹائل پریس ' لاہور -

۸—ربیعہ—از عبدالرحیم شبلی - خالدہ ادیب خانم کے ناول کا ترجمہ - جدید ترکی کے متعلق ایک تاریخی ناول - صفحات ۴۴۰ - عالمگیر الکٹرک پریس ' لاہور -

۹—پریت افسانے ' دوسرا حصہ—از گر بخش سنگھ - مختصر افسانوں کا مجموعہ - صفحات ۲۵۵ - گیلانی الکٹرک پریس' لاہور -

۱۰—طلسم خیال—از کرشن چندر ایم اے - مختصر افسانوں کا ایک مجموعہ صفحات - ۲۴۶ - گیلانی الکٹرک پریس ' لاہور -

۱۱—ہاشمی دوشیزہ—از محمد صادق حسین - عہد عباسی کا ایک تاریخی ناول - جلد اول' ۱۹۲ صفحات - جلد دوم ' ۲۸۸ صفحات - حجازی پریس' لاہور -

۱۲—بازار حسن—از منشی پریم چند - حصۂ اول' ۲۰۷ صفحات - حصۂ دوم' ۳۰۴ صفحات - آر ' امرت الکٹرک پریس ' لاہور -

۱۳—خواب و خیال—مختصر افسانوں کا ایک مجموعہ - آر' گیلانی الکٹرک پریس' لاہور -

۱۴—خودکشی کی انجمن—از عبدالمجید خاں سالک بی اے -

اسٹونسن کے ناول "Suicide Club" کا ترجمہ - صفحات ۲۰۴ - آر ' امرت الکٹرک پریس ' لاھور -

۱۵—شہزادہ زرتاش—از سید حامد علی - بچوں کے لیے ایک قصہ - صفحات ۲۰۰ - امرت الکٹرک پریس ' لاھور -

۱۶—خیالستان—از سید سجاد حیدر ' یلدرم' بی اے - مختصر افسانوں کا ایک مجموعہ - صفحات ۱۳۷ - ۹ واں اڈیشن - مفید عام پریس ' لاھور -

۱۷—خاموش حسن اور دیگر افسانے—ڈاکٹر سر رابندرا ناتھ ٹیگور کے چند افسانوں کا ترجمہ - صفحات ۲۳۲ - گیلانی الکٹرک پریس ' لاھور -

۱۸—لعل مقدس—از تیرتھ رام - ایک انگریزی ناول- "Accused Princess" کا ترجمہ - صفحات ۳۲۴ - نامی پریس ' لاھور -

۱۹—بیسویں صدی کی سیاہ کاریاں—از ایس' منور' ورما - موجودہ زمانے کی سوسائٹی کے اخلاقی تنزل پر چند قصے - صفحات ۱۸۲ - گیلانی الکٹرک پریس ' لاھور -

۲۰—لندن کی ایک رات—از سجاد ظہیر - صفحات ۱ ' ۱۵۲ - لکھنئو آرٹ پریس' لکھنئو -

" تاریخ و جغرافیہ "

۲۱—دربار اکبری—از شمس العلماء محمد حسین آزاد - صفحات ۸۴۸ - آر ' عالمگیر الکٹرک پریس ' لاھور -

۲۲—مرقع ملتان—از سید محمد اولاد علی گیلانی' ایم - اے - صفحات ۶۱۶ - فیروز پرنٹنگ ورکس ' لاھور -

۲۳—مسلمانوں کا ایثار اور آزادی کی جنگ—از عبدالوحید خاں

بی-اے - ہندوستان کے اسلامی سیاسیات کی تاریخ—صفحات ۲، ۱، ۲، ۱، ۳، ۵، ۲۵۲، ۱، - یونائیٹڈ انڈیا پریس، لکھنؤ -

۲۴—مسلمانوں کا روشن مستقبل—از طفیل احمد علیگ - ہندوستانی مسلمانوں کی سیاست، مذہب اور معاشرت کی تاریخ آخری تین صدیوں میں- صفحات ۱، ۴، ۲، ۲، ۱۱، ۱، ۶۰۶، ۸ - نظامی پریس، بدایوں -

" زبان "

۲۵—مبادی اللغات—از فیض محمد، بی اے، ایچ پی - طلبہ کے لیے اردو لغت - صفحات ۲۹۱—۳ وا آڈیشن - اتحاد پریس، لاہور -

۲۶—تنقیدی مضامین—از ایم، ایم، اے ہاشمی و ایس، ریاض حسین زیدی - اہم اردو شعرا کے دواوین پر تنقیدیں - لکھنؤ آرٹ پریس، لکھنؤ -

۲۷—اسلامی نظام تعلیم—از ریاست علی ندوی - صفحات ۲، ۲، ۱۵۲ - معارف پریس، اعظم گڑھ -

۲۸—مقالات شبلی، جلد ہشتم—مولانا شبلی نعمانی کے مذہبی، ادبی، سیاسی اور تاریخی مضامین کا مجموعہ - صفحات ۲، ۲۰۳ - معارف پریس، اعظم گڑھ -

" قانون "

۲۹—تحفہ نمبر ۳ وراثت—از دلہا رام - صفحات ۱۹۲ - نامی پریس، لاہور -

۳۰—آئین حکومت ہند—از عبدالمجید خاں سالک، بی اے - صفحات ۲۰۴ - ۲ را آڈیشن - امرت الکٹرک پریس، لاہور -

" طب "

۳۱—گربھ شاستر—از بھگوت دیال، ایم اے- ضبط تولید اور زچہ و بچہ

کی نگہداشت پر رسالہ - صفحات ۲۰۵ - ۵ واں اڈیشن - مرکنٹائل پریس ' لاہور -

۳۲—تحفۂ نایاب—از محمد عبدالرحیم جمیل - حصۂ سوم و چہارم - صفحات ۵۴۵ - ۱۰۳۲ - حجازی پریس ' لاہور -

۳۳—مرقع جمیل—از محمد عبدالرحیم جمیل - صفحات ۷۲۸ - حجازی پریس ' لاہور -

۳۴—تہذیبی نسخے - تہذیب نسواں (ہفتہ وار) لاہور میں جو نسخے نکلتے تھے ' اُن کا مجموعہ - صفحات ۳۳۸ - امرت الکٹرک پریس ' لاہور -

۳۵—ہومیو علاج—ہومیو پیتھی کے مفید علاج پر ایک کتاب - صفحات ۲ ' ۸ ' ۳۹۲ - اداھی پریس ' لکھنئو -

" متفرقات "

۳۶—لذت شادی—از بی ' چلدر ' بیکل - صفحات ۱۶۰ - نظیر پرنٹنگ پریس ' لاہور -

۳۷—بط ' فیل مرغ اور دیگر پرندے—از خواجہ بدرالاسلام - صفحات ۲۲۴ - عالمگیر الکٹرک پریس ' لاہور -

۳۸—طبیب مویشی خانہ—صفحات ۲۲۴ -

۳۹—فلسفۂ حسن—مہاشے مست رام - صفحات ۱۹۶ - عالمگیر الکٹرک پریس ' لاہور -

۴۰—کرشمۂ روحانی—از محمد شریف - صفحات ۹۶ - اشرف برقی پریس ' سیالکوٹ -

۴۱—چوپائے اور انسان—موہن لال سٹھی - صفحات ۱۷۶ - امرت الکٹرک پریس ' لاہور -

"شاعري"

۴۲—دیوان غالب—از مرزا اسداللہ خاں غالب - مرتبۂ تاج کمپنی- صفحات ۳۱۲ - تاج آرٹ پریس ' لاہور -

۴۳—درد دل—از خواجہ دل محمد ' ایم اے - صفحات ۲۸۸ - اتحاد پریس ' لاہور -

۴۴—مثنوی گلزار نسیم—از پنڈت دیا شنکر نسیم- مرتبۂ چودھری برکت علی ریاض - صفحات ۱۱۱ - آر ' عالمگیر الکٹرک پریس ' لاہور -

۴۵—نغمۂ فردوس ' حصۂ دوم—از خوشی محمد ناظر - صفحات ۲۴۴ - گیلانی الکٹرک پریس ' لاہور -

۴۶—ریاض حیدر ' جلد اول—از حیدر عباس رضوی - مرثیوں کا ایک مجموعہ - صفحات ۲۰۰ - مسلم پرنٹنگ پریس ' لاہور -

۴۷—افکار سلیم—از سید وحیدالدین سلیم- صفحات ۳۱۸ - گیلانی الکٹرک پریس ' لاہور -

۴۸—عروس سخن - میر ببر علی انیس کے چند مرثیے - صفحات ا ' ا ' ۲ ' ۲۰۵ - نظامی پریس ' بدایوں -

۴۹—نغمۂ نانک—نانک چند نانک لکھنوی کا کلام - صفحات ا ' ۸ ' ا ' ۱۵۸ ' ا - نامی پریس لکھنئو -

"سیاست"

۵۰—حکومت خود اختیاری اور ہندو مسلم مسئلہ کا حل—از طفیل احمد - صفحات ۴ ' ۲ ' ۲ ' ۲۵۲ - نظامی پریس ' بدایوں -

"فلسفہ"

۵۱—فہم انسانی—از عبدالباری ندوی - ہیوم کی مشہور کتاب کا ترجمہ - صفحات ۲ ' ۳ ' ۱۸۷ ' ۲ - معارف پریس ' اعظم گڈھ -

"مذهب"

۵۲—مذهب اور انسانیت—از لاله هردیال ' ایم اے - دنیا کے بارہ مروج مذاهب کا مطالعہ اور دنیا کے موجودہ مذهب "هیومن ازم" پر بحث- صفحات ۲۸۷ - گیلانی الکٹرک پریس ' لاهور -

۵۳—اظهار حقیقت—از مجبور چشتی - صفحات ۱۰۴ - حجازی پریس' لاهور -

۵۴—تاثیرات قادیان—از ملک فضل حسین - صفحات ۲۴۲ - مسلم پرنٹنگ پریس ' لاهور -

۵۵—فن تفسیر—از مرزا عزیز فیضانی - صفحات ۲۰۰ - حمایت اسلام پریس ' لاهور -

۵۶—مخزن اخلاق—از رحمت الله سبحانی - صفحات ۴۸۸ - ۵ واں اڈیشن - مفید عام پریس ' لاهور -

"ریاضیات و میکانک"

۵۷—کرشنا میکینیکل گائیڈ—از پنڈت کشن چند سردار - صفحات ۳۲۰ - مهرش الکٹرک پریس ' هوشیارپور -

"سفرنامه"

۵۸—سفر نامۂ حکیم ناصر خسرو—مرتبۂ صرمۃ الله کرمانی - سنه ۴۳۷ھ سے سنه ۴۴۴ھ تک کا سفرنامۂ عالم - صفحات ۹ ' ۷ ' ۱۳۴ - عثمانی پریس ' بدایوں -

---

ہندستانی اکیڈیمی صوبۂ متحدہ ' الہ آباد

کے مطبوعات

۱—از منۂ وسطیٰ میں ہندستان کے معاشرتی اور اقتصادی حالات - از علامہ عبداللہ بن یوسف علی ' ایم-اے ' ایل ایل ایم ' سی - بی - اے' مجلد ۱ روپیہ ۴ آنہ - غیر مجلد ۱ روپیہ -

۲—اُردو سروے رپورٹ - از مولوی سید محمد ضامن علی صاحب ایم - اے - ۱ روپیہ -

۳—عرب و ہند کے تعلقات - از مولانا سید سلیمان ندوی - ۴ روپیہ -

۴—جرمن (ناٹک ڈراما) مترجمۂ مولانا محمد نعیم الرحمان صاحب ' ایم - اے ' ایم - آر' اے - ایس - ۲ روپیہ ۸ آنہ -

۵—فریبِ عمل (ڈراما) مترجمۂ بابو جگت موہن لال صاحب ' رواں - ۲ روپیہ -

۶—کبیر صاحب - مرتبۂ پنڈت منوہر لال زتشی - ۲ روپیہ -

۷—قرونِ وسطیٰ کا ہندستانی تمدن- از رائے بہادر مہا مہو اُپادھیا پنڈت گوری شنکر ہیرا چند اوجھا ' مترجمۂ منشی پریم چند - قیمت ۴ روپیہ -

۸—ہندی شاعری - از ڈاکٹر اعظم کریوی - قیمت ۲ روپیہ -

۹—ترقیِ زراعت - از خانصاحب مولوی محمد عبدالقیوم صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت - قیمت ۴ روپیہ -

۱۰—عالمِ حیوانی - از بابو برجیش بہادر ' بی-اے' ایل ایل بی - ۶ روپیہ ۸ آنہ -

۱۱—معاشیات پر لکچر - از ڈاکٹر ذاکر حسین ' ایم - اے ' پی ایچ ڈی - مجلد ۱ روپیہ ۸ آنہ ' غیر مجلد ۱ روپیہ -

۱۲—فلسفۂ نفس - از سید ضامن حسین نقوی - قیمت مجلد ۱ روپیہ ۸ آنہ ' غیر مجلد ۱ روپیہ -

۱۳—مہاراجہ رنجیت سنگھ - از پروفیسر سیتارام کوہلی' ایم - اے - قیمت مجلد ۴ روپیہ ۸ آنہ ' غیر مجلد ۴ روپیہ -

۱۴—جواہرِ سخن - مرتبۂ مولانا کیفی چریا کوٹی - جلد اول - قیمت مجلد ۵ روپیہ ' غیر مجلد ۴ روپیہ ۸ آنہ - جلد دوم - قیمت مجلد ۸ روپیہ ۸ آنہ '' غیر مجلد ۸ روپیہ - جلد

سوم - قیمت مجلد ۹ روپیہ ۸ آنہ ' غیر مجلد ۹ روپیہ -
جلد چہارم - قیمت مجلد ۲ روپیہ ۸ آنہ ' غیر مجلد ۲ روپیہ -

۱۵ — علمِ باغبانی - از مسٹر وصی اللہ خاں - ایل - اے - جی - قیمت مجلد ۶ روپیہ ۸ آنہ ' غیر مجلد ۹ روپیہ -

۱۶ — انقلابِ روس - از کشن پرشاد کول - ممبر سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی لکھنٔو - قیمت مجلد ۳ روپیہ ' غیر مجلد ۲ روپیہ ۸ آنہ -

۱۷ — چند دکھنی پہیلیاں - از محمد نعیم الرحمان ' ایم - اے ' استاد عربی و فارسی ' الہ آباد یونیورسٹی - قیمت ۱ روپیہ ۴ آنہ -

۱۸ — تاریخِ فلسفۂ سیاسیات - از محمد مجیب ' بی - اے (آکسن) جامعۂ ملیۂ اسلامیہ - دہلی - قیمت مجلد ۴ روپیہ ۸ آنہ غیر مجلد ۴ روپیہ -

۱۹ — انگریزی عہد میں ہندوستان کے تمدن کی تاریخ - از علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب - قیمت مجلد ۴ روپیہ ' غیر مجلد ۳ روپیہ ۸ آنہ -

۲۰ — فلسفۂ جمال - از ریاض الحسن صاحب ' ایم - اے - قیمت ۱ روپیہ -

۲۱ — دیوانِ بیدار - از جلیل احمد قدوائی صاحب - ام - اے قیمت مجلد ۲ روپیہ ' غیر مجلد ۱ روپیہ ۸ آنہ -

۲۲ — نفسیاتِ فاسدہ - از معتضد ولی الرحمان صاحب ' ایم - اے - قیمت مجلد ۸ روپیہ ۸ آنہ ' غیر مجلد ۸ روپیہ -

۲۳ — سلطان الہند محمد شاہ بن تغلق - از پروفیسر آغا مہدی حسین ' ایم - اے ' پی - ایچ - ڈی ' ڈی - لٹ - قیمت مجلد ۳ روپیہ ' غیر مجلد ۲ روپیہ ۸ آنہ -

۲۴ — نظام شمسی - مترجمۂ شیخ جگو ' بی - اے ' ایل - ٹی ' قیمت ۹ روپیہ -

ہندستانی اکیڈیمی - یو ' پی الہ آباد -

پرنٹر — غلام اصغر' سٹی پریس' الہ آباد - پبلشر — ڈاکٹر تارا چند' ہندستانی اکیڈیمی - الہ آباد -

در آمد و بر زبردست[1] یکے از ایمهٔ اسلام بنشست - آن امام گفت تو مردے ذمی باشی، چرا بر زبر ایمهٔ اسلام نشینی - یعقوب جوابها داد که او بتواند آن گفت آنچه تو دانی من دانم و آنچه من دانم تو ندانی - آن امام اورا بنجوم شناخت؛ و از دیگر علمش خبر نداشت - گفت بر پارهٔ کاغذ چیزے نویسم، اگر تو بیرون آری که چه نبشتم؛ ترا مسلّم دارم - پس گرو بستند از امام بردائی[2]، و از یعقوب باستری و ساختے[3] که هزار دینار ارزیدے - و بر در سراے[4] ایستاده بود - پس دوات خواست و کاغذ؛ و بر پارهٔ کاغذ بنوشت چیزے، و در زیر نهالی[5] خلیفه بنهاد - و گفت بیار - یعقوب استعلاق تختهٔ خاک خواست و برخاست، و ارتفاع بگرفت؛ و طالع درست کرد، و زایچه بروے تختهٔ خاک برکشید؛ و کواکب را تقویم کرد، و در بروج ثابت کرد، و شرایط خبی و ضمیر بجاے آورد، و گفت یا امیرالمومنین بر آن کاغذ چیزے نبشته است که آن چیز اول نبات بوده است و آخر حیوان شده - مامون دست در زیر نهالی کرد، و آن کاغذ برگرفت، و بیرون آورد - آن امام نوشته بر آنجا که عصاے موسیٰ - مامون عظیم تعجب کرد - و آن امام شگفتیها نمود - پس رداء او بستد و دو نیمه کرد پیش مامون - و گفت دو پایتابه کنم - این سخن در بغداد فاش گشت - و از بغداد بعراق و خراسان سرایت کرد و منتشر گشت - فقیهے از فقهاے بلخ از آنجا که تعصب دانشمندان بود، کارهاے بر گرفت؛ و درمیان کتابے نجومی نهاد که ببغداد رود؛ و بدرس یعقوب استعلاق کندی شود؛ و نجوم آغاز کند - و فرصت همی جوید؛ پس ناگاه اورا بکشد - برین همت منزل بمنزل همی کشید؛ تا ببغداد رسید - و بگرمابه[7] رفت، و بیرون

1—بالاے مسند - 2—رداء، چادر - 3—ساخت، سامان - 4—سراے، محل -
5—نهالی، توشک - 6—قصد - 7—حمام -

آمد ؛ و جامۂ پاکیزہ در پوشید - و آن کتاب در آستین نہاد ؛ و روے بسراے یعقوبِ اسحاق آورد - چون بہ درِ سراے رسید؛ مرکبہاے بسیار دید باساختِ زر ' بدرِ سراے وے ایستادہ ؛ چہ از بنی ہاشم و چہ از معارف دیگر و مشاہیرِ بغداد - سر بزد و اندر شد' و درحلقۂ پیشِ یعقوب در رفت' و ثنا گفت - و گفت ہمی خواہم از علم نجوم بر مولانا چیزے خوانم - یعقوب گفت تو از جانبِ مشرق بکشتنِ من آمدۂ' نہ بعلم نجوم خواندن - و لیکن از آن پشیمان شوی و نجوم بخوانی؛ و در آن علم بکمال رسی؛ و در امتِ محمد صلعم از منجمانِ بزرگ یکے تو باشی - آن ہمہ بزرگان کہ نشستہ بودند از آن سخن عجب داشتند - و ابو معشر مُقِرّ [1] آمد ؛ و کارد ازمیانِ کتاب بیرون آورد ؛ و بشکست و بینداخت ؛ و زانو خم داد ؛ و پانزدہ سال تعلّم کرد ؛ تا در علمِ نجوم رسید بدان درجہ کہ رسید " -

اِس مہمل روایت پر مرزا محمد بن عبدالوہاب قزوینی کی تنقید نقل ہوچکی ہے - یہاں اُنہیں کا ایک فقرہ اور سن لیجیے !

" باقی حکایت تمام افسانہ است ! "

ابو معشر کی شاگردی کا صحیح قصہ ابن ندیم نے بیان کیا ہے - اور وہ یہ ہے [2] :—

کان اولاً من اصحاب الحدیث ' و منزلہ فی الجانب الغربی بباب خراسان - و کان یضاغن الکندی و یغری بہ العامۃ ' و یشنع علیہ بعلوم الفلاسفۃ - فدس علیہ الکندی من حسّن لہ النظر فی علوم الحساب

وہ پہلے اہل حدیث میں تھا ' اور اُس کا گھر خراسانی دروازے سے جانب مغرب واقع تھا - وہ کندی سے بغض رکھتا تھا - اور عوام کو اُس کے خلاف بھڑکاتا تھا - اور علوم فلاسفہ کی وجہ سے اُس کی برائی کرتا تھا - کندی نے

1—اقرار کیا - 2—الفہرست ' ص ۳۸۶ -

و الهندسة ، فدخل فی ذٰلک فلم یکمل له؛ فعدل الی علم احکام النجوم ، و انقطع شرّه عن الکندی بنظرہ فی ھذا العلم، لانه من جنس علوم الکندی - و یقال انه تعلّم النجوم بعد سبع و اربعین سنة من عمرہ -

اُس کے پیچھے مخفی طور پر ایک آدمی لگادیا جس نے اُس کو حساب اور ھندسہ کے علوم سیکھنے کی ترغیب دی! اُس نے پڑھنا شروع کیا ، لیکن کمال حاصل نہ ھوسکا - اب وہ علم نجوم (احکام) کی طرف مائل ھوا - اور اُس کا شر جو کندی کے مقابلے میں تھا ، ختم ھوگیا - کیونکہ یہ علم (نجوم) بھی کندی کے علوم کی قسم کا تھا ! اور کہا جاتا ھے کہ اُس نے اپنی عمر کے ۴۷ سال گزرنے کے بعد نجوم حاصل کیا -

ابن ندیم نے دوسری جگہ اِس سے زیادہ صاف لفظوں میں اُس کی شاگردی کا اظہار کیا ھے [1] :—

و اخذ عنه ابو معشر -

اور اُس (کندی) سے ابومعشر نے لیا -

عیون الانباء میں ابو معشر کے بعد '' ایضاً '' کا لفظ بھی ھے -

ابو معشر کے نام کندی نے ایک رسالہ لکھا ھے، جس میں اُس کے چند سوالات کا جواب ھے - اُس کا نام یہ ھے : '' رسالة فی جواب مسائل طبیعیة فی کیفیات نجومیة ، سأله ابو معشر عنها '' -

۳—دبیس ، محمد بن یزید - یہ بھی کندی کا شاگرد تھا - اِس کے نام کے ساتھ الفہرست میں ''تلمیذ الکندي'' کا لفظ لکھا ھوا ھے - یہ کیمیا کا ماھر تھا - اور ابن ندیم کا معاصر تھا - اِس نے رنگ اور سیاھی وغیرہ بنانے پر ایک کتاب لکھی ھے [2] -

1—الفہرست ، ص ۳۶۵ ؛ عیون الانباء ، ص ۲۰۸ ، ج ۱ - 2—الفہرست ، ص ۵۰۶ -

۴—زرنب - یہ نجوم میں شاگرد تھا - کندی نے اِس کے نام ایک رسالہ لکھا ھے ، جس میں نجوم کے اسرار اور ابتدائی اعمال بتائے ھیں - اِس کا نام ابن ابی اصیبعہ نے یوں بتایا ھے : "رسالۃ الی زرنب تلمیذہ ، فی اسرار النجوم و تعلیم مبادیء الاعمال "- اِس سے زیادہ اِس کی شاگردی کا ثبوت اور کیا ھوگا کہ تلمیذ کا لفظ رسالے کے نام کا ایک جز ھے !

عتاب شاھی

کندی نے مامون کے زمانے سے واثق کے زمانے تک بہت پر امن طریقے سے زندگی بسر کی - لیکن متوکل (سنہ ۲۳۲ھ - ۲۴۷ھ) کے عہد میں جب مذھبی تشدد کا از سر نو دور دورہ ھوا ، تو اُس کے خلاف بھی ایک فتنہ پیدا کیا گیا - متوکل نے عیسائیوں اور شیعوں پر جو سختیاں کی تھیں ، اُنکا ذکر تاریخوں میں موجود ھے ؛ اُس کو ایک فلسفی اور حکیم کے مخالف بنادینا کیا مشکل تھا ؟ ابو جعفر احمد ابن یوسف نے "حسن العقبیٰ" میں یہ قصہ اِس طرح نقل کیا ھے [1] :—

کان محمد و احمد ابنا موسیٰ بن شاکر فی ایام المتوکل یکیدان کل من ذکر بالتقدم فی معرفۃ - فاشخصا سند بن علی الی مدینۃ السلام و باعداہ عن المتوکل - و دبّرا علی الکندی حتی ضربہ المتوکل - و وجّھا الی دارہ فاخذا کتبہ باسرھا ، و افرداھا فی خزانۃ سمیت الکندیۃ - و مکن ھذا لھما استھتار المتوکل بالآلات المتحرکۃ - و تقدّم الیھما فی

محمد اور احمد، موسیٰ بن شاکر کے دو بیٹے، متوکل کے زمانے میں ھر اُس شخص کے ساتھ مکر کرتے تھے جو کسی علم میں مقدم ھوتا تھا ! اُنھوں نے سند بن علی کو متوکل کے پاس سے ھٹا کر مدینۃ السلام کی طرف نکلوا دیا ! اور کندی کے لیے ایسی تدبیر کی کہ متوکل نے اُس کو پٹوایا (یا پیٹا) - اُنھوں نے اُس (کندی) کے گھر پر آدمی بھیج کر تمام کتابیں

1—عیون الانباء ، ص ۲۰۷ ، ۲۰۸ ، ج ۱ -

حفر النهر المعروف بالجعفری - فاسندا امرہ الی احمد بن کثیر الفرغانی ، الذی عمل المقیاس الجدید بمصر ؛ و کانت معرفتہ اوفی من توفیقہ ، لانہ ما تمّ لہ عمل قط ، فغلط فی فوھۃ النھر المعروف بالجعفری ، و جعلھا اخفض من سائرہ ، فصار ما یغمر الفوھۃ لا یغمر سائر النھر - فدافع محمد و احمد ابنا موسی فی امرہ - و اقتضاھما المتوکل ، فسعی بھما الیہ فیہ - فانفذ مستحثّا فی احضار سند بن علی من مدینۃ السلام ، فوافی - فلما تحقق محمد و احمد ابنا موسی ان سند بن علی قد شخص ، ایقنا بالھلکۃ و یئسا من الحیاۃ - فدعا المتوکل بسند ، و قال لہ ماترک ھذان الردیّان شیئاً من سوء القول الا وقد ذکراک بہ عندی - و قد اتلفا جملۃ من مالی فی ھذا النھر ؛ فاخرج الیہ حتی تتأملہ و تخبرنی بالغلط فیہ - فانی قد آلیت علی نفسی ان کان الامر علی ما وصف لی،

نکلوالیں ! اور اُن کو ایک کتب‌خانے میں رکھا جس کا نام "کندیہ" رکھا گیا ! اِس کی وجہ سے اُن دونوں کو یہ قدرت ہوئی کہ متوکل کو آلات متحرکہ کے لیے حریص بنا سکے ! اُس نے اُن کو اُس نہر کے کھودنے کا حکم دیا جس کا نام جعفری ہے - (جعفر ، متوکل کا نام تھا) - اُنھوں نے یہ کام احمد بن کثیر فرغانی کی نگرانی میں شروع کرایا ، جس نے مصر میں نیا مقیاس (water-meter) بنوایا تھا - یہ شخص عمل کے مقابلے میں علم زیادہ رکھتا تھا - اسی لیے اِس سے کوئی کام پورا نہیں ہوا - اب بھی اِس نے نہر جعفری کے دہانے میں غلطی کی - اُس کی سطح ساری نہر سے پست رکھی ! اِس کا نتیجہ یہ تھا کہ پانی کی جتنی مقدار میں دہانہ چھپتا تھا ، نہر کے باقی حصے نہیں چھپتے تھے ! محمد اور احمد نے اُس کے معاملے کو ٹالنا چاہا ، لیکن متوکل نے اُن کو بلوایا - اور اُس سے اُن کی شکایت

انی اُصلبهما علی شاطئه ! و کل هذا
بعین محمد و احمد ابنی موسی و
سمعهما - فخرج وهما معه - فقال
محمد بن موسی لسند یا اباالطیب
ان قدرة الحر تذهب حفیظته ؛ و قد
فرغنا الیک فی انفسنا التی هی انفس
اعلاقنا ؛ و ما ننکر انا اسأنا؛ والاعتراف
یهدم الاقتراف ؛ فتخلصنا کیف شئت -
قال لهما واللّٰه انکما لتعلمان مابینی
و بین الکندی من العداوة والمباعدة
و لکن الحق اولیٰ ما اتبع ! أکان
من الجمیل ما اتیتماه الیه من اخذ
کتبه ؟ واللّٰه لا ذکرتکما بصالحة حتی
تردّا علیه کتبه ! فتقدّم محمد بن
موسی فی حمل الکتب الیه و اخذ
خطه باستیفائها - فوردت رقعة الکندی
بتسلّمها عن آخرها - فقال قد وجب
لکما علیّ ذمام بردّ کتب هذا الرجل-
ولکما ذمام بالمعرفة التی لم ترعیاها
فی ! والخطأ فی هذا النهر یستتر اربعة
اشهر بزیادة دجلة - و قد اجمع الحسّاب
علی ان امیرالمومنین لا یبلغ هذا
المدی - و انا اخبره الساعة انه لم یقع

کی ! پھر فوراً حکم دیا کہ سند بن
علی کو مدینۃ السلام سے بلایا جائے -
وہ آیا - اب محمد اور احمد کو اپنی
بربادی کا یقین ہوگیا اور زندگی سے
نااُمید ہوگئے ! متوکل نے سند کو اپنے
سامنے بلایا - اور کہا کہ اِن ناقصوں
نے تمہاری بدگوئی میں کوئی کسر
نہیں اُٹھا رکھی ! اور میرا بڑا روپیہ
اِس نہر میں برباد کرایا - تم جاؤ ؛
اُس کو غور سے دیکھو ' اور جو غلطی
ہو اُس سے مجھے اطلاع دو ! کیونکہ
میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر معاملہ
وہی ہے جو مجھ سے بیان کیا گیا تو
میں اُسی نہر کے کنارے اِن دونوں کو
سولی پر لٹکاؤں گا ! محمد اور احمد' یہ
سب باتیں دیکھ اور سن رہے تھے! غرض
سند اور وہ دونوں ساتھ ساتھ چلے !
محمد نے سند سے کہا ابوالطیب! گرمی
کی قدرت اُس کے غصے کو فرو کردیتی
ہے! ہمارا جی آپ ہی میں لگا ہوا ہے-
ہمیں انکار نہیں کہ ہمنے جو کچھ کیا
برا کیا ! اقرار' گناہ کو ڈھا دیتا ہے !
آگے جو آپ کے مزاج میں آئے ! سند نے

منكما خطأ في هذا النهر ابقاء على ارواحكما ؛ فان صدق المنجمون افلتنا الثلاثة ؛ و ان كذبوا و جازت مدته حتى تنقص دجلة و تنصب ' اوقع بنا ثلاثتنا ! فشكر محمد و احمد هذا القول منه و استرقّهما به - و دخل على المتوكل فقال له ماغلطا ! و زادت دجلة و جرى الماء في النهر - فاستتر حاله - وقتل المتوكل بعد شهرين - و سلم محمد و احمد بعد شدة الخوف مما توقعا !

اُن دونوں سے کہا خدا کی قسم تم جانتے ہو' مجھ میں اور کندی میں کتنی عداوت اور دوری ہے ! لیکن حق کی پیروی زیادہ بہتر ہے ! کیا تم نے جو اُس کی کتابیں چھین لیں یہ کوئی اچھا کام تھا ؟ جب تک تم اُس کی کتابیں نہ پلٹاؤگے میں تمھارا ذکر اچھی طرح نہیں کرسکتا ! محمد بن موسیٰ نے سبقت کرکے اُس (کندی) کی کتابیں بھجوادیں اور اُس کی رسید منگوالی - کندی کا رقعہ پہنچا کہ سب کتابیں مل گئیں! اب سند نے کہا ' چونکہ تم نے اُس شخص کی کتابیں واپس کردیں اِس لیے اب تم کو بچانا میرا فرض ہے! اور تم نے جو میری رعایت نہیں کی' اُس کے تم ذمہ دار ہو ! اِس نہر کی غلطی' چار ماہ تک' جب تک دجلہ بڑھا ہوا ہے' چھپی رہےگی ! اور نجومیوں کا اتفاق ہے کہ امیرالمومنین اُس وقت تک زندہ نہیں رہیں گے ! میں اُن سے جاکر ابھی کہے دیتا ہوں کہ تم نے نہر میں کوئی غلطی نہیں کی! تاکہ

تمہاری جانیں بچ جائیں! اب اگر منجم سچے ہیں تو ہم تمہیں بچے رہیں گے؛ اور اگر اُن کی بات غلط ہوئی اور امیرالمومنین زندہ رہے اور دجلہ گھٹتا ' تو ہم تمہیں سے مواخذہ ہوگا! محمد اور احمد یہ بات سن کر بندۂ بےدرم ہوگئے ' اور اُس کا شکریہ ادا کیا! وہ متوکل کے پاس گیا اور کہا اُن دونوں کی کوئی غلطی نہیں! اِدھر دجلہ بڑھ گیا اور نہر میں پانی رواں ہوگیا! اور اُس کا حال مخفی ہوگیا! دو مہینے کے بعد متوکل قتل کر دیا گیا! اور محمد اور احمد' جس چیز سے سخت خائف تھے' اُس سے محفوظ ہو گئے!

دربار کا دوبارہ تعلق

متوکل کے بعد ' کندی پھر دربار سے متعلق ہوگیا تھا - اب اُس کی حیثیت غالباً نجومی کی تھی - پیرانہ سالی کی وجہ سے اور خدمات بجا لانے کے قابل نہ رہا ہوگا! معتمد (۲۵۶—۲۷۹ھ) کے زمانے کا ایک واقعہ ' کندی نے دو رسالوں میں لکھا ہے - ایک کا نام ''کتاب فی دلائل النحسین فی برج السرطان'' ہے ' اور دوسرے کا ''رسالة فی الاخبار عن کمّیة ملک العرب''!

دونوں کا سالِ تصنیف ۲۵۷ھ ہے! سنہ کا ذکر دوسرے رسالے میں نہیں ہے - شائد پہلے میں ہوگا - اِسی سے بوئر نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ

کندی سنہ ۸۷۰ع (۲۵۷ھ) کے بعد تک زندہ رہا ! لکھتا ھے [1] :—

"غالب گمان یہ ھے کہ ' جیسا ایک اُس کی لکھی ہوئی نجوم کی کتاب سے معلوم ہوتا ھے ' وہ سنہ ۸۷۰ع کے بعد تک زندہ تھا - اُس وقت اھلِ نجوم ' موجودہ دور ختم ہونے کی خبر دیتے تھے - اور قرامطہ ' اُس سے فرمانروا خاندان کے زوال کی پیش‌گوئی کرتے تھے - مگر کندی کو سلطنت سے اِتنی مروّت باقی تھی کہ اُس نے حکومت کی بقا کو ' جس کا مخالف ستاروں کا قِران تھا ' چار سو پچاس سال کی وسعت دے دی ! اُس کے مربّی بادشاہ کو اطمینان حاصل ہوگیا ! اور تاریخ نے بھی نصف صدی تک اِس حکمِ نجوم کو نباھا !"

لیکن بوئر کو معلوم نہیں ' تاریخ نے اِس حکم نجوم کو حرف بہ حرف نباھا تھا ! یہ کندی کی مروّت نہ تھی ؛ بلکہ اظہار حق کا جذبہ تھا جس نے نجومیوں کی غلط پیشین‌گوئی کو نجوم ھی سے رد کردیا ! اِس پر لطف یہ ھے کہ قدرت نے بھی کندی کی پیشین‌گوئی کو برقرار رکھا ! بوئر نے جو ۴۵۰ سال کا حساب لکھا ھے ' وہ بھی غلط ھے - اُس کا مفصل بیان آگے آتا ھے -

مشاھرہ

کندی کی زندگی ' صحیح معنوں میں ایک فلسفی کی زندگی تھی - وہ دربار سے متعلق ہونے کے باوجود ' اِتنا علیحدہ تھا کہ شاھانہ دریابخشیوں کا اُس کے حالات میں کہیں پتا نہیں ھے ! اُس کو مشہور مترجموں کی طرح ' بیت‌الحکمۃ سے غالباً پان سو دینار (کم از کم ڈھائی ہزار رُپَے) ماھانہ ملتے ہوں گے [2] - بس اِنہیں پر وہ قناعت کرتا تھا !

1—تاریخ فلسفۂ اسلام ' ص ۱۱۷ - 2—عیون الانباء ' ص ۱۸۷ ' ج ۱ -

جرجی زیدان نے اُس کی تنخواہ کے متعلق یہ لکھا ہے [1] :—

کان یُعَدّ من حذّاق التراجمة و لم یذکر بینهم لانه لم یرتزق بالترجمة -

وہ بڑے ماہر مترجموں میں شمار ہوتا تھا ؛ لیکن اُن میں اُس کا نام نہیں آتا ؛ کیونکہ ترجمے کی مد سے اُس کو تنخواہ نہیں ملتی تھی -

لیکن اُس کی تنخواہ کی مد نہیں بتائی ہے !

———

1 —تاریخ التمدن الاسلامی ، ص ١٧٣ ، ج ٣ -

وفات

کندی کا انتقال سنہ ۲۶۰ھ میں ہوا - ابو معشر نے اپنے اُستاد کی بیماری اور وفات کا بڑا درد انگیز قصہ بیان کیا ہے [1] :—

کانت علۃ یعقوب بن اسحاق انہ کان فی رکبتہ خام، و کان یشرب لہ الشراب العتیق، فیصلح - فتاب من الشراب، و شرب شراب العسل - فلم تنفتح لہ افواہ العروق، و لم یصل الی اعماق البدن و اسافلہ شیء من حرارتہ - فقوی الخام! فاوجع العصبَ وجعاً شدیداً حتی تأتّی ذٰلک الوجع الی الراس و الدماغ - فمات الرجل - لان الاعصابَ اصلُھا من الدماغ -

یعقوب بن اسحاق کی بیماری یہ تھی کہ اُس کے زانو میں "خام" تھا - اور وہ اُس کے لیے پُرانی شراب پیتا تھا ؛ اور اچھا ہوجاتا تھا - پھر اُس نے شراب سے توبہ کی اور اُس کے بدلے شہد (کی شراب) کا استعمال کیا۔ تو اِس سے اُس کی رگوں کے منہ نہیں کھلے - اور بدن کے نچلے حصوں اور گہرائیوں میں اُس (شہد) کی حرارت کچھ نہ پہنچ سکی ! اِس سے خام نے قوت پکڑلی! اعصاب میں سخت درد پیدا ہوگیا ؛ یہاں تک کہ وہ سر اور دماغ تک پہنچ گیا - اِس سے "شخص" کا انتقال ہوگیا - کیونکہ تمام اعصاب کی جڑ دماغ ہی سے ہے !

"خام" کیا بیماری ہے ؟ اِس کو بھی سن لیجیے [2] :—

عند الاطباء یطلق علی بلغم طبیعی اختلف اجزاؤہ فی الرّقۃ او الغلظۃ -

طبیبوں کے نزدیک اِس کا اطلاق اُس فطری بلغم پر ہوتا ہے جس کے

1— زوزني، ۳۷۷، ۳۷۸ - 2— دائرۃالمعارف، بستاني، ص ۳۳۳، ج ۷ -

و يطلق ايضاً على ما يرسب فى القارورة دقيق الاجزاء غير منتن -

اجزا رقّت یا کثافت میں مختلف ہوتے ہیں - اور اُن پر بھی اطلاق ہوتا ہے جو قارورے میں رسوبات ہوتے ہیں' باریک اجزا والے؛ اور جو بدبو نہیں ہوتے-

کندی کی بیماری پہلی شکل کی تھی - اُس کے گھٹنے میں ' پیرانہ سالی کے زمانے میں ' بلغم جمع ہوگیا تھا - چونکہ وہ جسم اور روح دونوں کا طبیب تھا ؛ یعنی طبیب کے ساتھ فقیہ بھی تھا ؛ اُس نے پرانی شراب سے اِس مرض کا علاج کیا اور فائدہ ہوا - دوا کے طور پر شراب کا استعمال' اور وہ بھی ایسی معذوری کی حالت میں' شرعاً جائز ہے! لیکن عرصے کے بعد انسانی جذبات پر اُس کے ملکوتی صفات غالب آگئے ! اور اُس نے شراب سے توبہ کرلی - اب اُس نے شہد کو شراب کا بدل تجویز کیا - شہد گرم اور محلّل ہے' مگر شراب کے برابر سریع النفوذ اور ہاضم نہیں ہے! اِس لیے اُس کے استعمال سے رگوں کے منہ نہیں کھلے - چونکہ نچلے حصے میں دوران خون بند ہوگیا تھا ؛ برودت غالب آتی گئی اور حرارت فنا ہوتی گئی ! اِس سے اعصاب میں درد پیدا ہوگیا ! اور جب وہ سر اور دماغ تک پہنچ گیا ' تو اِس فرشتہ نما انسان کی شمع حیات گل ہوگئی ! انا للّٰہ و انا الیہ راجعون -

---

*

*

تصنیفات

کتابوں کی تعداد

کندی اسلام کا مشہور ترین مصنف ہے - اُس نے مختلف علوم پر کتابیں اور رسالے لکھے ہیں - ابنِ ندیم نے الفہرست میں اُن کو مکمّل طور پر نقل کرنے کی کوشش کی ہے؛ اور لکھا ہے [1] :—

نحن نذکر جمیع ما صنّفہ فی سائر العلوم -	تمام علوم میں اُس نے جو کچھ تصنیف کیا ہے، ہم سب کا ذکر کرتے ہیں -

اُس کے حساب سے کل تعداد (۲۴۱) ہوتی ہے - لیکن اِس میں ۶ نام مکرّر درج ہیں - اگر اُن کو نکال دیا جائے ، تو صحیح تعداد (۲۳۵) رہ جاتی ہے - ابنِ ابی اصیبعہ میں یہ تعداد (۲۷۸) تک پہنچتی ہے ! لیکن اِس میں بھی کئی نام مکرّر ہیں - قفطی نے بھی مکمّل فہرست دینے کی ہمّت کی ہے - کہتا ہے :—

اسماء مصنفاتہ عدد ما امکن حصرہ -	اُس کی تصنیفات کے نام، جن کا گننا ممکن ہوا -

لیکن سچ یہ ہے کہ کندی کی تصنیفات کا سمندر، اُس کی کتاب کے کوزے میں بند نہیں ہوا !

فلوگل المانی کے رسالے میں ۲۷۰ کے قریب تعداد بتائی گئی ہے- مرزا محمد قزوینی، اور انسائیکلوپیڈیا کے مضمون نگار نے اِسی کا تتبع کیا ہے-

میں نے اصل ماخذ، الفہرست کو قرار دے کر، اُس کی ۲۳۵ کتابوں اور رسالوں پر صاعد ، زوزنی اور ابن ابی اصیبعہ سے بہت سی کتابیں

بڑھائی ہیں - پھر بروکلمنؒ کی تاریخ کے ذیل سے چند ناموں کا اضافہ کیا ہے - اِس طرح کندی کی تصنیفات ۲۹۴ تک پہنچ گئی ہیں ! شائد یہ صحیح تعداد ہو-

موضوعات کا تنوع

موضوعات کے تنوع اور گوناگونی کے لحاظ بھی کندی قابل ذکر مصنفین میں ہے - ابن ندیم کہتا ہے :—

و کتبہ فی علوم مختلفة مثل المنطق و الفلسفة و الهندسة و الحساب و الارثماطیقی و الموسیقی و النجوم وغیر ذٰلک -	اُس کی کتابیں، مختلف علوم میں ہیں؛ مثلاً منطق، فلسفہ، ہندسہ، حساب، اُرتھمیٹک، موسیقی، نجوم، وغیرہ -

ابن جلجل کا قول ہے :—

و لہ توالیف کثیرة فی فنون من العلم -	مختلف علوم میں اُس کی بہت سی تالیفات ہیں -

قفطی نے ابنِ جلجل کا یہ قول لکھا ہے :—

و لہ رسائل فی ضروب من العلوم -	مختلف اقسام علوم میں اُس کے بہت سے رسالے ہیں -

صاعد کا خیال ہے :—

و لہ فی اکثر العلوم تآلیف مشهورة من المصنفات الطوال و الرسائل القصار ما یزید عددها علیٰ خمسین تالیفاً -	اُس کی اکثر علوم میں مشہور تالیفات ہیں؛ جن میں لمبی تصنیفات اور چھوٹے رسالے ہیں؛ جن کی تعداد پچاس تالیف سے اوپر ہے -

آگے چل کر کہتا ہے :—

و لہ بعد هذا رسائل کثیرة فی علوم -	اور اِس کے بعد (علاوہ) اُس کے بہت سے رسالے ہیں، علوم میں -

ابن ابی اصیبعہ کا بیان ہے :—

و لہ مصنفات جلیلۃ و رسائل کثیرۃ جدّاً فی جمیع العلوم -	تمام علوم میں اُس کی جلیل‌القدر تصنیفات' اور بہت ھی کثیر رسالے ھیں -

جمال الدین قفطی نے لکھا ہے :—

و لہ فی اکثر العلوم توالیف مشورۃ من‌المصنّفات الطوال و من الرسائل القصار جملۃ متعددۃ یأتی ذکرھا -	اُس کی' اکثر علوم میں مشہور تالیفات ھیں؛ اُن میں طویل تصنیفات ھیں؛ اور چھوٹے رسالے بہت ھیں' جنکا ذکر آئے گا -

موضوعات کی ترتیب

ابنِ ندیم کے نزدیک' کندی کی ۲۴۱ (اور زیادہ صحیح ۲۳۵) تصنیفات' سترہ عنوانات پر' تقسیم ھوجاتی ھیں؛ بتفصیلِ ذیل :—

۱—فلسفیات	۲—منطقیات	۳—حسابیات	۴—کریّات
۵—موسیقیات	۶—نجومیات	۷—ھندسیات	۸—فلکیات
۹—طبیّات	۱۰—أحکامیات	۱۱—جدلیات	۱۲—نفسیات
۱۳—سیاسیات	۱۴—أحداثیات	۱۵—أبعادیات	۱۶—تقدمیات
۱۷—أنواعیات			

لیکن ھم‌کو اِس ترتیب سے اختلاف ہے - یہ بہت نا مکمّل ہے - نیز اِس میں بڑا خلط مبحث ہے - ھر عنوان کے تحت' کچھ غیر متعلق کتابیں ملتی ھیں - اور ''أنواعیات'' (Miscellaneous) کا عنوان تو ''کشتِ زعفران'' نظر آتا ہے !

موضوعات کی جدید ترتیب

اِس بنا پر ھم نے موضوعات کی ایک نئی ترتیب قرار دی ہے - اِس سے' کتابوں کی قسم‌وار تعداد کے ساتھ'

کندی کے ذہنی رجحان کا بھی پتا چلے گا - اُس نے سب سے زیادہ طبیعیات پر کتابیں لکھی ہیں - دوسرا نمبر نجوم کا ہے ؛ تیسرا طب کا ؛ چوتھا ریاضی کا ؛ پانچواں فلسفے کا ؛ چھٹا جدلیات کا ؛ ساتواں فلکیات کا ؛ آٹھواں میکانیات اور موسیقی کا ؛ نواں کیمیا کا ؛ اور اِن کے بعد اور علوم و فنون کا -

موجودہ کتابیں

کندی کی تصنیفات' بادِ حوادث کے نذر ہوگئیں - اور میرا خیال ہے کہ

بہا لے گئی سیلِ تاتار اُن کو !

اِس وقت یورپ کے مختلف کتاب‌خانوں میں ' اُس کی جو کتابیں اور رسالے موجود ہیں ' اُن کی تعداد (۵۸) ہے - اُن میں سے ایک رسالہ ہندستان میں بھی ہے ! اِن سب کا بیان ' پروفیسر ' ڈاکٹر سی' بروکلمنّ کی تاریخ کے "ذیل" (جلدِ اول) میں' صفحات ۳۷۲—۳۷۴ پر ہے- یہ ذیل' لیڈن سے ۱۹۳۷ع میں شائع ہوا ہے -

مرزا محمد قزوینی کا یہ بیان :—

"و آن‌چہ بالفعل از مولفاتِ او در کتاب خانہاے اروپا موجود است' قریب ۲۰ کتاب و رسالہ است -"

اور انسائیکلوپیڈیا کے مضمون نگار کی یہ تحریر :—

"Of Kindi's 270 works, covering philosophy, cosmology, astronomy, astrology, optics, mathematics and medicine, about 20 are extant."

بروکلمنّ کی "تاریخِ علومِ عرب" سے ماخوذ ہے - جس میں صرف (۱۸) کتابوں کی اطلاع دی گئی تھی !

میرا خیال ہے کہ یہ ستاون رسالے اور کتابیں' وہی ہیں جن کا ذکر' قاضی صاعد نے ' طبقات الامم میں کیا ہے - عبارت اوپر گزر چکی ہے -

پھر آگے چل‌کر "رسائلِ کثیرہ" کا الگ ذکر کیا ہے- اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ پچاس سے اوپر کتابیں اور رسالے' جو فتنۂ ہلاکو سے قبل' دنیا کے مختلف حصوں میں' پہنچ گئے تھے؛ وہی صاعد (سنہ ۴۶۲ھ) کے زمانے میں موجود تھے - اور وہی یورپ والوں کے ہات آئے ! باقی تصنیفات ' غالباً دریاے دجلہ میں ڈبو دی گئیں ! بغداد کی لاکھوں کتابوں کے "کاغذی پُل" پر سے' سفّاک ہلاکو کا لشکر گزرا تھا !

بعض کتابیں

کندی کی بعض کتابوں اور رسالوں کی نسبت' کسی قدر مفصّل معلومات حاصل ہوگئے ہیں ؛ اس لیے اُن کو علیحدہ درج کیا جاتا ہے -

(۱) کتاب التُّفّاحة -

اِس مکالمے کی وجہِ تسمیہ یہ ہے کہ ارسطو ' دورانِ گفتگو میں ایک سیب اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے ہے - جس کی خوشبو سے آخری لمحوں میں وہ اپنی قوتِ حیات کو اُبھارتا ہے - خاتمے کے وقت اُس کا ہاتھ بےطاقت ہو جاتا ہے - اور سیب زمین پر گر پڑتا ہے !

اِس رسالے میں ارسطو کی وہی شان ہے' جو سقراط کی افلاطون کے فاذن میں ہے [1] - یعنی حکیم بسترِ مرگ پر ہے - چند شاگرد عیادت کو آئے ہیں - ارسطو کو خوش و خرّم دیکھ کر اُنھیں جرأت ہوتی ہے کہ سفرِ آخرت کے لیے پا بہ رکاب استاد سے روح کی حقیقت اور بقا کے مسائل پر درس دینے کی درخواست کریں - چنانچہ جو کچھ وہ کہتا ہے ' اُس کا خلاصہ یہ ہے :— روح کا اصلی جوہر علم ہے - اور وہ بھی سب سے افضل علم یعنی فلسفہ ! اس لیے حقیقت کا مکمّل عرفان وہ سعادت ہے جو مرنے کے بعد اہلِ علم کی روح کو نصیب ہوتی ہے - اور جس طرح علم کا صلہ عرفان ہے ؛ اُسی طرح جہل کی سزا عرفان سے محرومی ہے ! سچ پوچھو '

1— تاریخ فلسفۂ اسلام ' ص ۳۰ ' ۳۱ -

تو آسمان و زمین میں سوائے علم و جہل کے ' اور اُس جزا کے جو اُنہیں خود اپنے اندر ملتی ہے' اور کچھ نہیں ! نیکي اور علم میں اور بدی اور جہل میں کوئي اہم فرق نہیں - اُن میں وہ نسبت ہے جو پاني اور برف میں ہے - چیز ایک ہے مگر صورتیں مختلف !

روح کو طبعاً سچي مسرت علم سے حاصل ہوتي ہے ؛ جو اُس کا ربّاني جوہر ہے ! نہ کہ خور و نوش اور دیگر حسّي لذات سے ؛ کیونکہ حسّي لذت ایک شعلہ ہے جو تھوڑی دیر بھڑکتا ہے ! لیکن غور و خوض کرنے والي روح جو حواس کي تاریک دنیا سے نجات پانے کي تمنا رکھتي ہے' خالص نور ہے ! جس کي درخشاني دیرپا ہے - اس لیے فلسفی' موت سے نہیں ڈرتا ! بلکہ جب ندائے آلہي اُسے بلاتي ہے ' تو وہ خوشي سے موت کا استقبال کرتا ہے- جو لطف وہ اپنے محدود علم سے اُٹھاتا ہے' وہ نمونہ ہے اُس مسرت کا جو ''سرِّ عظیم'' کے انکشاف سے اُسے حاصل ہوگي - بلکہ اُس کي لذّت سے ایک حدتک وہ پہلے ہي سے آشنا ہے - کیونکہ محسوس اشیا کا صحیح ادراک ' جس کا دعویٰ کرنے کا اُسے حق ہے ' صرف غیر مرئي حقیقتوں کے علم کے ذریعے سے ممکن ہے ! اگر کوئي شخص اِس زندگي میں معرفتِ نفس حاصل کر لیتا ہے؛ تو یہي عرفان اُسے یقین دلاتا ہے کہ وہ اپنے ابدی علم کي بدولت تمام اشیا پر حاوی' یعني لافاني ہے !

اِسي رسالے میں افلاطون' انسانِ کامل کي حیثیت سے دکھایا گیا ہے- وہ خلقي' روحاني قوت سے سب چیزوں کا علم حاصل کر لیتا ہے- یعني اُسے ارسطو کي طرح' منطقي واسطوں کي ضرورت نہیں! چنانچہ اعلیٰ حقیقت یا ہستيِ مطلق کا عرفان' اُسے خیال کے ذریعے سے نہیں؛ بلکہ وجداني مشاہدے سے حاصل ہوتا ہے- فلوطین (Plotin) کا ارسطو کہتا ہے: میں اکثر اپنی روح کے ساتھ ' خلوت میں رہا ہوں! میں جسم کے لباس کو پھینک کر جوہرِ

محض کی حیثیت سے اپنے نفس میں غرق ہو جاتا ' یعنی خارجی عالم سے داخلی کی طرف رجوع کرتا تھا ! میں وہاں خالص علم تھا ! خود ہی عالم اور خود ہی معلوم ! مجھے کیسی حیرت ہوئی جب میں نے اپنے نفس میں حسن اور درخشانی دیکھی ! اور اپنے آپ کو عالمِ ملکوت کا ایک جز پایا ؛ جسے خود خلّاقی کی قوت عطا ہوگئی تھی ! اِس یقینِ نفس کی حالت میں' مَیں عالمِ حواس کے ماورا ' بلکہ عالمِ ارواح سے بھی آگے' الوہیت کے درجے تک پہنچ گیا ؛ جہاں میں نے ایسا دلفریب نور دیکھا ' جسے نہ کوئی زبان بیان کر سکتی ہے ؛ نہ کوئی کان سن سکتا ہے [1] !

(۲) أثولوجیا -

اِس کے مباحث کا مرکز بھی روح ہے ! تمام سچا انسانی علم ' روح کا علم ہے - یعنی مشاہدۂ باطن' جس میں سب سے مقدم ذات کا علم ہے ! اور اُس کے بعد اُس سے کم مکمّل' صفات کا علم - یہی عرفان جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے' سب سے برتر حکمت ہے - جس کا پورا احاطہ ہمارا تصور نہیں کرسکتا ! اِسی کو فلسفی ' بہ حیثیت حکیم ' صنّاع اور مقنن کے ابدی حسن و جمال کی تصویروں میں ظاہر کرتا ہے - اِسی میں حکیم کی برتری ظاہر ہوتی ہے - وہ ایک باوقار ساحر ہے ' جس کا علم ' خلق پر حکومت کرتا ہے - در آں حالیکہ دوسرے ہمیشہ اشیا ' تصورات اور خواہشات کی زنجیروں میں جکڑے رہتے ہیں !

یہ روح ' کائنات کے وسط میں واقع ہے ! اِس کے مافوق ' خدا اور عقل ہے - اِس کے ماتحت مادہ اور عالمِ طبیعی ہے - اِس کا نزول عالمِ الوہیت سے عالم معقول اور پھر عالم محسوس میں ؛ اِس کا قیام جسم مادی میں ؛ اور اِس کا رجوع عالمِ بالا کی طرف ؛ اِن تین مدارج سے '

1 — تاریخ فلسفۂ اسلام ' ص ۳۲ ' ۳۳ -

اِس کی اور دنیا کی زندگی گزرا کرتی ھے - مادہ اور فطرت ' حس اور ادراک ' یہاں کوئی حقیقت نہیں رکھتے ! سب کچھ عقل سے ھے - عقل سب کچھ ھے ؛ اور عقل میں سب اشیا ایک ھو جاتی ھیں - روح بھی عقل ھے - البتہ جب تک وہ جسم میں ھے اُس وقت تک وہ عقل بہ شکلِ اُمید ' بہ صورتِ تمنا ھے ! وہ عالمِ بالا کے نیک اور مبارک ستاروں کی طرف جانے کی آرزو رکھتی ھے ؛ جو تصور اور ارادے کے ماورا ' مشاھدے کی نورانی زندگی بسر کرتے ھیں [1] !

(۳) رسالة فی ملک العرب و کمّیته -

کندی کے ایک رسالے کا نام الفہرست میں " رسالته فی دلائل النحسین فی برج السرطان " درج ھے - اِس کی تشریح ' یا دوسرا نام ابن ابی اصیبعہ میں یوں ملتا ھے : " رسالته فی اقتران النحسین فی برج السرطان" - لیکن اُس نے یہ غلطی کی ھے کہ اِس رسالے اور ایک اور رسالے کو جس کا نام " رسالة فی الاخبار عن کمیّة ملک العرب" ھے' ایک سمجھ لیا ھے ! حالانکہ یہ دونوں' دو رسالے ھیں - گو ایک ھی زمانے میں لکھے گئے ھیں ! یہ دونوں اِس وقت موجود ھیں - قِران والا رسالہ لاتینی میں ھے - اُس کی عربی اصل موجود نہیں ھے - دوسرا رسالہ عربی میں ھے - یہ بجنسہٖ موجود ھے -

دوسرے رسالے کا نام اِس وقت یہ ھے : " رسالة یعقوب بن اسحاق الکندی فی ملک العرب و کمّیته " - یہ سات ' مطبوعہ صفحوں پر ھے - جلی حروف میں' بمقام لپزگ' سنہ ۱۸۷۵ع میں' چھپا ھے- اِس کے ناشر کا نام "Otto Loth" ھے - اُس نے دس صفحات کا ایک مقدمہ ' جرمن زبان مین لکھا ھے؛ جس میں " کندی بحیثیت نجومی " پر گفتگو ھے !

1—تاریخِ فلسفۂ اسلام ' ص ۳۲-۳۳ -

یہ رسالہ اُس مجموعۂ مضامین میں شامل ہے ' جو پروفیسر ' ڈاکٹر ایچ' ایل ' فلایشر (Fleischer) کو ملک کی طرف سے نذر کیا گیا تھا - وہ تاریخی نسخہ' جو پروفیسر موصوف کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا ؛ اِس وقت مخدومِ محترم' عالی جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالسّتّار صدّیقی کے کتاب‌خانے میں ہے - اور میں نے وهیں اُس کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے - اِس مجموعۂ مضامین کا نام یہ ہے :—

"Morgenländische Forschungen"

رسالے کا طرز تحریر بہت زوردار ہے - عبارت نہایت فصیح ؛ نفسیّات ' تاریخ اور ریاضی کی بہت ہی عجیب و غریب آمیزش ؛ اور قرآنی حروف کے اعداد سے حیرت انگیز استدلال؛ اِس کے خصوصیات هیں !

چونکہ نجومیوں نے اِس دور کے ختم ہونے کی خبر دی تھی' اور قرامطہ اُس سے فرمانروا خاندان کے زوال کی پیشین‌گوئی کرتے تھے ؛ اِس لیے فرماں‌روائے وقت (خلیفۂ معتمد) نے مضطرب ہوکر ' کندی سے تشفّی چاہی - اور اُس نے ایک رسالہ لکھنے کا وعدہ کیا - اِس میں ملکِ عرب کی کمیّت پر قرآنِ مجید سے استدلال کیا گیا ہے - کیونکہ شدید اضطراب کے موقع پر' مسلمانوں کو قرآنِ مجید ہی سے تسکین ہوسکتی تھی ! یہ ہے وہ زبردست نفسی نکتہ ' جو اِس رسالے میں کندی کے پیش نظر تھا ! اِس کو اُس نے ابتدا میں ظاہر کردیا ہے ؛ تاکہ شروع ہی سے خلیفہ اور ہر پڑھنے والے کو اطمینان ہوجائے ! بوئر نے خلیفہ کا اطمینان تو ظاہر کیا ہے' لیکن اِس وجہ پر اُس کی نظر نہیں پڑی ہے !

کندی نے' حروفِ مقطّعات کے اعداد سے " ۶۹۳ " سال' سلطنتِ عرب کی مدّت بیان کی ہے - اور یہ بہت بڑی جدّت ہے - استدلال کا طریقہ یہ ہے :—

البقرۃ، آلِ عمران	الٓمٓ	۷۱	
اعراف	الٓمٓصٓ	۹۰	(صرف ص)
یونس	الٓر	۲۰۰	(صرف ر)

مکررات کو چھوڑ کر یہ اعداد ۳۶۱ ہوتے ہیں - سورۂ ہود، یوسف، رعد، ابراهیم اور حجر کے حروف مکرّر ہیں، اس لیے وہ شامل نہیں کیے گئے -

مریم	کہیٰعٓصٓ	۱۰۵ / ۴۶۶	(صرف کہیٰعٓ)
طٰہٰ	طٰہٰ	۹ / ۴۷۵	(صرف ط)
شعراء	طٰسٓمٓ	۶۰ / ۵۳۵	(صرف س)
حوامیم	حٰمٓ	۸	(صرف ح)
حم عسق	...	۱۰۰	(صرف ق)
قلم	ن	۵۰	
		۶۹۳	

اِس کے بعد لکھا ہے - " فذٰلک ستمائۃ و ثلاث و تسعون - و ھی مدۃ ملک العرب - "

پھر نجوم کے رو سے، سعد و نحس اور ستاروں کے قِران پر گفتگو کی ہے - اور تاریخی حیثیت سے اِس کے ثبوت بہم پہنچائے ہیں - یہ حصّہ چند دور پر تقسیم ہے - پہلے دور میں ایرانی سلطنت کی ابتری، نبوت کی وجہ سے عرب کا غلبہ، عرب کی سلطنت، ۷۴ ماہ بعد شاہ ایران کا قتل، اُس کے بیس برس بعد سلطنتِ ایران کی تباہی، دکھائی ہے - پھر آگے کے دور اِس طرح شروع کیے ہیں -

سنہ ۳۱ھ - مہاجرین و انصار کا اختلاف ، حضرت عثمان رض کی
شہادت - پھر شام میں سلطنت کا قیام -
سنہ ۶۱ھ - فتنۂ ابن زبیر رض - سلطنت میں تبدیلی نہیں ہوئی-
سنہ ۹۱ھ - سلطنت کے لیے کشت و خون - فتنۂ یزید بن مہلّب -
دس سال بعد قتل -
سنہ ۱۲۱ھ - عراق میں سلطنت کا قیام -
سنہ ۱۲۶ھ - قتلِ ولید بن یزید - مسودہ (اهل سواد) کا خروج -
سنہ ۱۳۲ھ - انقلاب سلطنت - بنی امیہ کی تباہی -
سنہ ۱۵۱ھ - انقلاب نہیں ، مگر کچھ شر و فساد - اِس کے بعد
لڑائیاں اور فتنے - قتل اغلب - مشرق میں دمدار
ستارے کا طلوع ؛ یہ سترہ روز نکل کر غائب ہوگیا ،
اور دو روز مغرب میں طلوع ہوا - فتنۂ محمد بن
عبداللّٰہ بن الحسن علوی- خروج ابراهیم - (محمد بن
عبداللّٰہ کا بھائی تھا) -
سنہ ۱۸۲ھ - فساد نہیں ، مگر عراق میں ایک جگہ سے دوسری
جگہ سلطنت کی تبدیلی - محمد بن زبیدۃ - مشرق
کی طرف لڑائیاں- ابتدائی دور میں مشرق کی طرف
ایک حکومت - حروب و فتن - ترکوں کی جدید قوت
اور عراق میں اُن کا غلبہ اور قیام - آخری دور میں فتنۂ
سرّمن رآی - فتنے- هلاکت - خونریزی - کثرتِ خوارج -
سنہ ۲۱۲ھ - ترکی امرا کی قوت ، حکومت ، اور اُن کا خلافت پر
تسلّط - اور عراق میں سلطنت کا ایک جگہ سے دوسری
جگہ انتقال -

سنہ ۲۴۲ھ - مستعین کا فتنہ ، لڑائیاں' بار بار فتنے۔ مدعیِ الوہیت و نبوت کا خروج - اُس کا ۲۳ سال کا زمانہ -

سنہ ۲۷۲ھ - فتنے اور بڑے ہولناک امور - آیاتِ ارضی و سماوی کا ظہور اور اُن کی وجہ سے کثرتِ اموات -

سنہ ۳۰۳ھ - ابتری؛ اور مغرب کی طرف بغاوت -

سنہ ۳۳۳ھ - فتنے اور لڑائیاں ؛ اور مسلمانوں کا غلبہ -

اُس کے بعد لکھتا ہے :—

'' و کذٰلک یستدلّ بمثل الذی ذکرتُ علیٰ ما یکون فی کل دور من ادوارھما من الحروب و الفتن' و امور الملوک و ما یظھر من امورھم و انتقالھم فی البلدان -''

میں نے کندی کے استدلال کا محض تاریخی حصہ پیش کردیا ہے - اُس نے اِس کو زیادہ تفصیل سے لکھا ہے - پہلے سیاروں کا اثر دکھایا ہے ؛ پھر اگلے بیان کا خلاصہ کیا ہے - کہتا ہے : ''و بعد فاخبرک بالفتن التی تکون فی کل دور - و الخّصھا لک تلخیصاً شافیاً - '' لیکن میں نے سب یکجا لکھ دیا ہے -

رسالے کے ابتدائی حصے سے ایک تفسیری نکتے کا پتا چلتا ہے - اور وہ یہ ہے کہ کندی' بعض '' حروفِ مقطّعات '' سے سلطنتِ عرب کی مدت کا اشارہ سمجھتا تھا !

۴— مقالتہ فی الرّد علیٰ النصاریٰ—

یہ رسالہ موجود ہے - لیکن ابن ندیم وغیرہ میں اِس کا نام نہیں ہے ! اِس میں '' ایساغوجی '' کی مدد سے' منطقیانہ اور فلسفیانہ انداز میں '' تثلیث'' کا رد لکھا گیا ہے - اِس کے جواب میں یحییٰ بن عدی نے ایک رسالہ لکھا تھا ' جس کا نام یہ ہے :—

" تبیین یحییٰ بن عدی غلط ابی یوسف (کذا) یعقوب بن اسحاق الکندی فی مقالته فی الرّد علیٰ النصاریٰ - رَدّ یحییٰ بن عدی علیٰ ابی اسحاق (کذا) یوسف الکندی و ضعّفه " -

اِس رسالے کی بحث کا خلاصہ، جرمن زبان میں دی بوئر نے بعنوان : "Kindi wider die Trinität." لکھا ہے۔ اُس کا مضمون "Carl Bezold" کی مرتبہ کتاب ، (Nöldeke-Festschrift) جلد اول ، صفحات ۲۷۹ — ۲۸۱ پر ، موجود ہے - یہ کتاب ۲ مارچ سنہ ۱۹۰۶ع کو ، پروفیسر ڈاکٹر نوئلدیکے کی خدمت میں، پہلی جوبلی کے موقع پر ملک کی طرف سے پیش کی گئی تھی - دو جلدوں میں ہے -

فلسفیانہ رسالوں کی در بارۂ ترتیب

کندی کی کتابوں اور رسالوں میں، جو فلسفیانہ، ادبی تحریریں تھیں ، اُن کو سنہ ۱۸۹۷ع میں، ناگے نے مرتب کر کے شائع کیا [1] -

" His philosophical opuscula were edited by A. Nagy " (Münster, 1897.)

اُنھیں میں " مقالة فی الرّد علیٰ النصاری" بھی ہے [2] -

رسالوں کے ترجمے

قرونِ متوسطہ میں، اِن میں سے بعض کا ، لاتینی زبان میں ترجمہ ہوا - مترجمین میں Gerald بہت پیش پیش تھا - انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں اِس کا نام Gerhard بتایا گیا ہے [3] - اور یہی صحیح ہے - اُس میں یہ بھی لکھا ہے کہ عربی زبان میں کندی کی تصنیفات بہت کم باقی ہیں - زیادہ تر یہی لاتینی ترجمے ہیں - اِنھیں میں Gerhard کے تراجم بھی شامل ہیں - اصل عبارت یہ ہے :—

1—انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ، ص ۳۸۵ ، ج ۱۳ - 2—Nöldeke-Festschrift, ص ۲۷۹ ، ج ۱ - 3—انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ، ص ۱۰۱۹ ، ج ۲ -

"Of his works very little has survived in Arabic, but more in Latin translations, including some by Gerhard of Cremona."

لاتینی تراجم حسب ذیل ھیں :—

۱—رسالۃ فی ماھیۃ النوم و الرؤیا -

۲—رسالۃ فی القضاء علی الکسوف -

۳—کتاب فی دلائل النحسین فی برج السرطان -

دو رسالے عبرانی میں ھیں : (۱) موالید والا رسالہ - (۲) مطر اور ھوا کے متعلق رسالہ - چونکہ اِن کے نام دقت سے متعین ھوئے ھیں ' اس لیے فہرست میں ' اُن کے سامنے تنبیہ کا نشان لگا دیا گیا ھے -

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کا مضمون‌نگار اعتراف کرتا ھے کہ اِن رسالوں کا یورپ پر بہت بڑا اثر پڑا !

" During the middle ages some were translated into Latin by Gerald of Cremona and others, and exercised a considerable influence on the West."

یہ بہت بڑا اثر کیا تھا ؟ میرا دعویٰ ھے کہ عالم کا متناھی ھونا ' آسمان کی جداگانہ فطرت ' آسمان کا رنگ ' مناظر ' رفتارِ نور ' عناصر اور تمام اجرام کا کروی ھونا' ابعاد کی دریافت' یہ اور اِسی قسم کے بہت سے مسائل میں' اھلِ یورپ نے کندی کے خیالات سے استفادہ کیا ھے ! گزشتہ مباحث پر چونکہ اُس کی تصنیفات اِس وقت بھی موجود ھیں' اِس لیے میرے "دعویٰ" کی تردید' اِس آفتاب کے نیچے ممکن نہیں !

تصنیفات کی مقبولیت

کندی اپنے زمانے کا نہایت مقبول مصنّف تھا ! اُس کی کتابیں مشرق و مغرب میں رائج تھیں ! اُس

کی منطقی تصنیفات کی نسبت قاضی صاعد کا بیان یہ ہے [1] :—

و ھی کتب قد نفقت عند الناس نفاقاً عاماً -	وہ ایسی کتابیں ہیں جو لوگوں میں عام طور پر رائج ہیں -

صاعد کا زمانہ پانچویں صدی ہجری کا نصفِ اول ہے - غالباً اِسی زمانے کی نسبت دی‌بوئر نے یہ ظاہر کیا ہے کہ کندی کی ریاضیات اور طبیعیات وغیرہ کا اثر بھی ہر جگہ نمایاں نظر آتا تھا [2] !

"In the tenth century we find everywhere, especially in mathematics and natural philosophy, the traces of his activities."

اِس کا مطلب یہ ہے کہ دسویں صدی عیسوی کی تصنیفات میں کندی کی صداے بازگشت آرہی تھی !

———

1—طبقات الامم، ص ۸۲ - 2—انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، ص ۱۰۱۹، ج ۱ -

فہرست تصنیفات

تنبیہ :—اِس فہرست میں بعض رسالوں کے کئی کئی نام ہیں' جن کو میں نے ایک سمجھا ہے - ممکن ہے کہ میرا خیال صحیح ہو ' اور یہ بھی ممکن ہے کہ نہ ہو -

۱— طبیعیات (۵۳ رسالے)

۱—رسالته فی سمع الکیان - و هو اختصار کتاب السماع الطبیعی لارسطوطالیس' الی المقالة الرابعة - (موجود) -

۲—رسالته فی علم حدوث الریاح فی باطن الارض' المحدثة کثیر الزلازل و الخسوف -

۳—رسالته فی علّة الرعد و البرق و الثلج و البرد و الصواعق و المطر - یا - رسالة فی علّة الثلج و البرد و البرق و الصواعق و الرعد و الزمهریر - (موجود) -

۴—رسالته فی جواب أربع عشرة مسئلة طبیعیات ' سألها بعض اخوانه -

۵—رسالة فی العلّة التی تری من الهالات للشمس و القمر و الکواکب و الاضواء النیّرة' اعنی النیّرین -

۶—رسالة فی العلّة الحادث بها البرد فی آخر الشتاء فی الابان المسمی أیام العجوز -

۷—رسالته فی الابانة عن العلّة الفاعلة القریبة للکون و الفساد ' (فی الکائنات الفاسدات) - (موجود)-

۸—رسالته فی جواهر الاجسام - یا - کتاب فی الجواهر الخمسة -

۹— رسالته فی أوائل الاجسام -

١٠ - رسالته فى العلّة التى لها يكون بعض المواضع لايكاد يمطر - (موجود) -

١١ - رسالته فى علّة كون الضباب (و الاسباب المحدثة له فى أوقاته) - (موجود) -

١٢ - رسالته فى اختلاف الازمنة التى تظهر فيها قوى الكيفيّات الاربع الاولى -

١٣ - رسالة فى العلّة التى لها يبرد أعلى الجوّ و يسخن ما قرب من الارض - (موجود) -

١٤ - رسالته فى علّة اختلاف الازمان فى السنة ، و انتقالها بأربعة فصول مختلفة - يا - رسالته فى علّة اختلاف أنواع السنة -

١٥ - رسالته فى أحداث الجوّ -

١٦ - رسالة فى الآثار العلوية -

١٧ - رسالته فى مائية الزمان و مائية الدهر و الحين و الوقت -

١٨ - رسالته فى انه لا يمكن ان يكون جرم العالم بلانهاية ، و ان ذالك انما هو فى القوة -

١٩ - رسالته فى العالم الاقصى -

٢٠ - رسالته فى سجود الجرم الاقصى لباريه - يا - رسالة الى أحمد ابن المعتصم فى الابانة عن سجود الجرم الاقصى و طاعته لله - (موجود) -

٢١ - كتاب فى امتناع الجرم الاقصى من الاستحالة -

٢٢ - رسالته فى تناهى جرم العالم - يا - رسالة الى أحمد بن محمد الخراسانى فى (ما بعد الطبيعة و) ايضاح تناهى جرم العالم - (موجود) -

٢٣ - رسالة الى محمد بن الجهم فى الابانة عن وحدانية الله عزّ و جلّ و عن تناهى جرم الكل - يا - رسالة الى أحمد بن الجهم فى

وحدانية اللّٰه و تناهی جرم العالم - (موجود)-

۲۴—رسالته فی المدّ و الجزر - یا - رسالة له فی البحار و المدّ و الجزر - یا - رسالة فی العلّة الفاعلة للمدّ و الجزر - (موجود) -

۲۵—رسالته فی الاثرین المحسوسین فی الماء -

۲۶—رسالته فی الردّ علی من زعم ان للاجرام فی هویّتها فی الجوّ توقفات -

۲۷—رسالته فی بطلان قول من زعم ان بین الحرکة الطبیعیة و العرضیة سکون -

۲۸—رسالته فی ان الجسم فی أول ابداعه لا ساکن و لا متحرک ، ظنّ باطل -

۲۹—رسالة فی الاجرام الهابطة من العلوّ و سبق بعضها بعضاً -

۳۰—رسالته فی البرهان علی الجسم الساتر و ماهیة الاضواء و الاظلام -

۳۱ —رسالته فی سرعة ما یُری من حرکة الکواکب اذا کانت فی الأُفق ابطائها کلما علَت -

۳۲—کتاب فی امتناع وجود مساحة الفلک الاقصی، المدبّر للافلاک -

۳۳—فی الابانة (یا رسالته فی) ان طبیعة الفلک مخالفة لطبائع العناصر الاربعة ، (و انه طبیعة خامسة) - (موجود) -

۳۴—رسالته فی ظاهریات الفلک -

۳۵—رسالة فی مائیة الفلک و اللون اللازم اللازوردی المحسوس فی جهة السماء - یا - رسالة فی علة اللون اللازوردی الذی یُری فی الجو فی جهة السماء و یُظَنّ انه لون السماء - (موجود) -

۳۶—رسالة فی ترکیب الافلاک -

۳۷—رسالته فی مائیة الجرم الحامل بطباعه للالوان من العناصر الاربعة - یا - رسالة فی الجرم الحامل بطباعه اللون من العناصر الاربعة و الذی هو علّة اللون فی غیره - (موجود)

۲—رفتار نور

۳۸—رسالته فی مطرح الشعاع -

۳۹—رسالته فی فصل ما بین السیر و عمل الشعاع -

۴۰—رسالة فی الشعاعات - (موجود) -

۳—کریات

۴۱—رسالته فی ان العالَم و کلّ ما فیه کری -

۴۲—رسالته فی الابانة عن انه لیس شیئ من العناصر الاُولی و الجرم الاقصی غیر کری - یا - رسالة الی أحمد بن المعتصم فی ان العناصر و الجرم الاقصی کریّة الشکل - (موجود) -

۴۳—رسالته فی ان الکرة أعظم الاشکال الجرمیة ، و الدائرة أعظم من جمیع الاشکال البسیطة -

۴۴—رسالته فی الکریّات -

۴۵—رسالته فی عمل السمت علی کرة -

۴۶—رسالته فی ان سطح ماء البحر کری -

۴۷—رسالته فی تسطیح الکرة -

۴۸—کتاب الکرة المتحرکة لاوطولوقس - اصلحه الکندی -

۴—اضافیت

۴۹—رسالته فی التوحید بتفسیرات -

۵۰—رسالته فی الکمیّة المضافة -

۵۱—رسالته فی النِسَب الزمانیة -

۵—ابطال جزء لایتجزّی

۵۲—رسالته فی بطلان قول من زعم ان جزءاً لایتجزأ -

۶—عناصر

۵۳—رسالته فی العلّة التی لها قیل ان النار و الهواء و الماء و الارض عناصر لجمیع الکائنة الفاسدة ، و هی و غیرها یستحیل بعضها الی بعض -

۷—نجومیات (۳۳ رسالے)

۵۴—رسالته فی أن رؤیة الهلال لاتُضبَط بالحقیقة و انّما القول فیها بالتقریب -

۵۵—رسالته فی مسائل، سُئِل عنها من احوال الکواکب -

۵۶ — رسالته فی جواب مسائل طبیعیة ، فی کیفیات نجومیة ، سأله أبومعشر عنها -

۵۷—رسالته فی الفصلین -

۵۸—رسالته فیما یُنسب الیه کل بلد من البلدان الی برج من البروج و کوکب من الکواکب -

۵۹—رسالته فیما سُئِل عنه من شرح ما عرض له الاختلاف فی صور الموالید -

۶۰—رسالته فی تصحیح عمل نمودارات الموالید و الهیلاج و الکتخداه -

۶۱—رسالته فی الابانة عن الاختلاف الذی فی الاشخاص العالیة لیس علّة الکیفیات الاول ، کما هی علّة ذٰلک فی التی تحت الکون و الفساد ، و لکن علّة ذٰلک حکمة مبدع الکل، عزّ و جلّ -

۶۲—رسالة فی فصل ما بین السنین -

٦٣—رسالته فی علل الاوضاع النجومية -

٦٤—رسالته المنسوبة الی الاشخاص العالية، المسمّاة سعادة و نحاسة - يا - رسالة فی أفعال الاشخاص العلوية و الاجسام السماوية فی هذا العالم -

٦٥—رسالته فی علل القوی المنسوبة الی الاشخاص العالية الدالّة علی المطر - (عبرانی ترجمه موجود!) -

٦٦—رسالته فی علل أحداث الجوّ -

٦٧—رسالة الی زرنب تلميذه، فی أسرار النجوم و تعليم مبادیء الاعمال -

٦٨—كلام فی الجمرات -

٦٩—رسالة فی النجوم -

٧٠—رسالة فی الفلك و النجوم، و لِمَ قسمت دائرة فلك البروج علی اثنی عشر قسماً؟ و فی تسميتهم السعود و النحوس و بيوتها و اشرافها و حدودها بالبرهان الهندسی -

٧١—رسالة فی صلة روحانية الكواكب - (موجود) -

٨—تقدميات

٧٢—رسالته فی اسرار تقدمة المعرفة -

٧٣—رسالته فی تقدمة المعرفة بالاحداث -

٧٤—رسالته فی تقدمة الخبر -

٧٥—رسالته فی تقدمة الاخبار -

٩—أحكاميات

٧٦—رسالته فی تقدمة المعرفة بالاستدلال بالاشخاص العالية علی المسائل -

۷۷ —رسالته الاولی و الثانیة و الثالثة الی صناعة الاحکام بتقاسیم -

۷۸—رسالته فی مُدخِل الاحکام علی المسائل -

۷۹—رسالة فی الاخبار عن کمیة ملک العرب - یا - رسالة فی ملک العرب و کمیته - (موجود) -

۸۰ —رسالته فی دلائل النحسین فی برج السرطان - یا - رسالته فی إقتران النحسین فی برج السرطان - (لاتینی ترجمه موجود) -

۸۱ —رسالته فی المسائل -

۸۲—رسالته فی قدر منفعة الاختیارات - یا - اختیارات الایام - (موجود) -

۸۳—رسالته فی قدر منفعة صناعة الاحکام و مَنِ الرجل المسمی منجماً بالاستحقاق ؟

۸۴—رسالته المختصرة فی حدود المواليد - (عبرانی ترجمه موجود !) -

۸۵ —رسالته فی تحویل سنی العالم (او المواليد) - یا - مقالة تحویل السنین - (موجود) -

۸۶—رسالته فی الاستدلال بالکسوفات علی حوادث الجوّ - یا - رسالة فی القضاء علی الکسوف - (لاتینی ترجمه موجود) -

۱۰—طبیات (۳۰ رسالے)

۸۷—رسالته فی الطب البقراطی -

۸۸—رسالته فی الغذاء و الدواء المهلک -

۸۹ —رسالته فی الابخرة المصلحة للجو من الاوباء -

۹۰— رسالته فی الادویة المشفیة من الروائح الموذیة -

۹۱—رسالته فی کیفیة اسهال الادویة و انجذاب الاخلاط -

٩٢ — رسالته فى علّة نفث الدم -

٩٣ — رسالته فى تدبير الاصحاء -

٩٤ — رسالته فى اشفية السموم -

٩٥ — رسالته فى علّة بحارين الامراض الحادة -

٩٦ — رسالته فى علّة الجذام و اشفيته -

٩٧ — رسالته فى عضة الكلب الكَلِب -

٩٨ — رسالته فى وجع المعدة و النقرس -

٩٩ — رسالته فى الاعراض الحادثة من البلغم و علّة موت الفجاءة -

١٠٠ — رسالته الى رجل فى علّة شكاها اليه فى بطنه و يده -

١٠١ — رسالته فى اقسام الحمّيات -

١٠٢ — رسالته فى علاج الطحال الجاسى من الاعراض السوداوية -

١٠٣ — رسالته فى الابانة عن منفعة الطب اذا كانت صناعة النجوم مقرونة بدلائلها -

١٠٤ — كتاب الاقراباذين -

١٠٥ — كتاب الادوية المستحلة - يا - فى معرفة قوى الادوية المركبة - (موجود) -

١٠٦ — رسالة فى الفرق بين الجنون العارض من مسّ الشياطين ' و بين ما يكون من فساد الاخلاط -

١٠٧ — رسالة فى ايضاح العلّة فى السمائم القاتلة السمائية - و هو على المقال المطلق الوبا -

١٠٨ — جوامع كتاب الادوية المفردة لجالينوس -

١٠٩ — رسالة فى اللثغة للاخرس -

١١٠ — كتاب الباه - (موجود) -

١١ — عضويات

١١١ — رسالته فى تبيين العضو الرئيس من جسم الانسان و الابانة عن الالباب -

١١٢ — رسالته فى مائية الانسان و العضو الرئيس منه -

١١٣ — رسالته فى كيفية الدماغ -

١٢ — علم الكون و الفساد

١١٤ — رسالته فى أجساد الحيوان اذا فسدت -

١٣ - علم ترتيب الاغذية

١١٥ — رسالته فى صنعة أطعمة من غير عناصرها -

١١٦ — رسالته فى تدبير (او تغيّر) الاطعمة -

١٤ — رياضيات (٢٥ رسالے)

١١٧ — رسالته فى المُدخِل الى الارثماطيقي - خمس مقالات -

١١٨ — رسالته الى احمد بن المعتصم ' فى كيفية استعمال الحساب الهندى - اربع مقالات -

١١٩ — رسالته فى الابانة عن الاعداد التى ذكرها فلاطن فى كتابه السياسة -

١٢٠ — رسالته فى تاليف الاعداد - يا - كلام فى العدد -

١٢١ — رسالته فى الخطوط ' و الضرب بعدد الشعير -

١٢٢ — كتاب مسائل ' سُئِل عنها فى منفعة الرياضات -

١٥ — هندسيات

١٢٣ — رسالته الى بعض اخوانه فى رموز الفلاسفة فى المجسمات - يا - فى ما نسب القدماء كل واحد من المجسمات الخمس الى العناصر - يا - رسالة فى السبب الذى له نسبت القدماء الاشكال الخمسة الى

الاسطقسات - (موجود) -

۱۲۴ — رسالته فی السوانح -

۱۲٥ — رسالته في تقريب قول ارشميدس، فی قدر قطر الدائرة من محيطها -

۱۲۶ — رسالته فی اغراض كتاب أقليدس -

۱۲۷ — رسالته فی اصلاح كتاب أقليدس -

۱۲۸ — رسالته فی اصلاح المقالة الرابعةعشر و الخامسةعشر من كتاب أقليدس -

۱۲۹ — رسالته فی عمل شكل الموسطين -

۱۳۰ — رسالته فی تقريب وتر الدائرة -

۱۳۱ — رسالته في تقريب وتر التسع (او السبع) -

۱۳۲ — رسالته في مساحة ايوان-

۱۳۳ — رسالته في تقسيم المثلّث و المربّع و عملهما -

۱۳۴ — رسالته في كيفية عمل دائرة، مساوية لسطح أسطوانة مفروضة -

۱۳٥ — رسالته في قسمة الدائرة ثلاثة اقسام -

۱۳۶ — رسالته في استخراج خط نصف النهار، و سمت القبلة بالهندسة -

۱۳۷ — مسائل فی مساحة الانهار و غيرها - يا - رسالة فی ايضاح وجدان أبعاد ما بين الناظر و مراكز أعمدة الجبال و علوم أعمدتها و علم عمق الآبار و عروض الانهار و غير ذٰلک، و تسمى خُرِسطِس - (موجود) -

۱۶ — أبعاديات

۱۳۸ — رسالته فی أبعاد مسافات الاقاليم -

۱۳۹ — رسالته فی أخبار أبعاد الاجرام -

١٤٠ —رسالته فى استخراج بُعد مركز القمر من الارض -

١٤١ —رسالته فى معرفة أبعاد قلل الجبال -

١٧ —فلسفيات (١٩ رسالے)

١٤٢ —كتاب الفلسفة الأُولى فيما دون الطبيعيات و التوحيد - يا - كتاب الى المعتصم بالله فى الفلسفة الأُولى - (موجود) -

١٤٣ —كتاب الفلسفة الداخلة و المسائل المنطقية و المعتاصّة و ما فوق الطبيعيات -

١٤٤ —كتاب الحثّ على تعلّم الفلسفة -

١٤٥ —رسالته فى انه لاتنال الفلسفة الا بعلم الرياضيّات -

١٤٦ —رسالة فى كمية كتب أرسطوطاليس و ما يحتاج اليه فى تحصيل علم الفلسفة مما لا غنى فى ذلك عنه منها ، و ترتيبها و أغراضه فيها - يا - رسالة فى كمية كتب أرسطوطاليس و ما يحتاج اليه فى تحصيل الفلسفة - (موجود) -

١٤٧ —كتاب فى قصد أرسطوطاليس فى المقولات ايّاها قصداً و الموضوعة لها -

١٤٨ —رسالته فى المقولات العشر -

١٤٩ —رسالة فى الاسماء الخمسة اللاحقة لكلّ المقولات - يا - رسالته فى الاصوات [1] الخمسة -

١٥٠ —رسالة الى المامون فى العلّة و المعلول -

١٥١ —كتاب فى عبارات الجوامع الفكرية -

١٥٢ —كتاب فى بحث قول المدّعى ان الاشياء الطبيعية تفعل فعلاً واحداً بايجاب الخلقة -

---

1—يه لفظ غلط هے - الاسماء هونا چاهيے -

۱۵۳—رسالة فی قصة المتفلسف بالسکوت -

۱۵۴—کتاب فی الفاعلة و المنفعلة من الطبیعیات الأولی -

۱۵۵—رسالة فی مائیة العقل و الابانة عنه - یا - رسالة فی العقل- (موجود) -

۱۵۶—کتاب خبر المحض - (موجود) -

۱۵۷—فی حدود الأشیاء و رسومها - (موجود) -

۱۵۸—کتاب العقّاحة - (موجود) -

۱۵۹—کتاب فی مائیة الشیء الذی لانهایة له، و بأی نوع یقال الذی لانهایة له - یا - فی مائیة ما لایمکن ان یکون لا نهایة له، و ما الذی یقال لانهایة له - (موجود) -

۱۶۰—کتاب الحروف لارسطو - نقله اسطاث و اصلحه الکندی - (موجود) -

۱۸—جدلیات (۱۸ رسالے)

۱۶۱—رسالته فی الردّ علی المنانیة فی العشر مسائل فی موضوعات الفلک - یا - رسالة فی ما بعد الطبیعة فی الردّ علی المنانیة -

۱۶۲—رسالته فی الردّ علی الثنویة -

۱۶۳—رسالته فی الاحتراس من خدع السوفسطائیین -

۱۶۴—رسالته فی نقض مسائل الملحدین -

۱۶۵—رسالته فی تثبیت الرسّل علیهم السلام - یا - کتابه فی اثبات النبوّة -

۱۶۶—رسالة فی الفاعل الحق الاول التام و الفاعل الناقص (الثانی) الذی هو فی المجاز - (موجود) -

۱۶۷—رسالته فی الاستطاعة و زمان کونها -

۱۶۸—رسالة الى أحمد بن المعتصم فى تجويز اجابة الدعاء من الله عزّ و جلّ لمن دعا به -

۱۶۹—رسالته فى افتراق الملل فى التوحيد و انهم مجمعون على التوحيد و كلّ قد خالف صاحبه -

۱۷۰—رسالته فى البرهان -

۱۷۱—رسالته فى التسجيد - يا - المتجسد -

۱۷۲—كلام له مع ابن الراوندى فى التوحيد -

۱۷۳—كلام ردّ به على بعض المتكلمين -

۱۷۴—رسالة فى الاكفار و التضليل -

۱۷۵—كلام فى المبدع الاول -

۱۷۶—كتاب فى ان افعال البارى جلّ اسمه كلها عدل، لا جور فيها -

۱۷۷—مقالة فى الردّ على النصارى - (موجود) -

۱۷۸—أثولوجيا لارسطو - فسره الكندى - (موجود) -

۱۹—فلكيات (۱۳ رسالے)

۱۷۹—رسالته فى الصور -

۱۸۰—رسالته فى المناظر الفلكية -

۱۸۱—رسالته فى صناعة بطلميوس الفلكية -

۱۸۲—رسالته فى المعطيات -

۱۸۳—رسالة فى كيفية رجوع الكواكب المتحيّرة - يا - فى ايضاح علة رجوع الكواكب -

۱۸۴—رسالته فى الاثر الذى يظهر فى الجوّ و يسمى كوكباً -

۱۸۵—رسالته فى الكوكب الذى ظهر و رصده أياماً حتى اضمحلّ .

۱۸۶—رسالته فى كوكب ذى الذؤابة -

١٨٧ — رسالته فی ما رُصد من الاثر العظیم فی سنة اثنتین و عشرین و مائتین للهجرة -

١٨٨ — رسالته فی شروق الکواکب و غروبها بالهندسة -

١٨٩ — رسالته فی البراهین المساحیة لما یعرض من الحسابات الفلکیة -

١٩٠ — رسالته فی تصحیح قول أبسقلاوس فی المطالع - یا - کتاب المطالع - (موجود) -

١٩١ — کتاب فی الصناعة العظمی - الّفه لابنه احمد - (موجود) -

٢٠ — میکانیات (١١ رسالے)

١٩٢ — رسالته فی عمل آلة یعرف بها بُعد المعاینات -

١٩٣ — رسالته فی استخراج آلة و عملها ' یُستخرج بها أبعاد الاجرام -

١٩٤ — رسالته فی عمل آلة مُخرجة الجوامع - یا - رسالة فی العمل بالآلة المسماة '' الجامعة '' -

١٩٥ — رسالته فی عمل الحلق الستّ و استعمالها - یا - ذات الحلق - (موجود) -

١٩٦ — رسالته فی صنعة الأسطرلاب بالهندسة -

١٩٧ — رسالته فی عمل الرخامة بالهندسة -

١٩٨ — رسالته فی عمل الساعات علی صفیحة تُنصب علی السطح الموازی للافق' خیر من غیرها -

١٩٩ — رسالته فی استخراج الساعات علی نصف کرة بالهندسة -

٢٠٠ — رسالته فی عمل المرایا المحرقة -

٢٠١ — رسالته فی عمل القمقم النبّاح -

٢٠٢ — رسالة فی ذات الشعبتین - (موجود) -

۲۱ — موسیقیات (۱۰ رسالے)

۲۰۳ — رسالته الکبری فی التالیف -

۲۰۴ — رسالته فی ترتیب النغم الدالّة علی طبائع الاشخاص العالیة و تشابه التالیف -

۲۰۵ — رسالته فی المُدخِل الی صناعة الموسیقی -

۲۰۶ — رسالته فی الایقاع -

۲۰۷ — رسالته فی الاخبار عن صناعة الموسیقی -

۲۰۸ — رسالته فی صناعة الشعر - یا - فی خبر صناعة الشعراء -

۲۰۹ — رسالته فی خبر صناعة التالیف - یا - رسالة فی جبر تالیف الالحان - (موجود) -

۲۱۰ — مختصر الموسیقی فی تالیف النغم و صنعة العود - الّفه لاحمد بن المعتصم -

۲۱۱ — رسالة فی اجزاء جبریة (او خبریة) فی الموسیقی - (موجود)-

۲۱۲ — المونس -

۲۲ — کیمیائیات (۱۰ رسالے)

۲۱۳ — رسالته فی بطلان دعوی المدّعین صنعة الذهب و الفضة و خدعهم -

۲۱۴ — رسالته فی تلویح الزجاج -

۲۱۵ — رسالته فی ما یصبغ فیعطی لوناً -

۲۱۶ — رسالته الی احمد بن المعتصم باللّٰه فی ما یطرح علی الحدید و السیوف حتی لا تتثلّم و لا تکلّ -

۲۱۷ — رسالته فی الطرح علی البیض - (موجود !) -

۲۱۸ — کتاب فی کیمیاء العطر و التصعیدات - (موجود) -

٢١٩ — رسالته فی التنبیه علی خدع الکیمیائیین -

٢٢٠ رسالته الکبیرة فی الاجرام الغائصة فی الماء -

٢٢١ — رسالته فی قلع آلآثار من الثیاب وغیرها -

٢٢٢ — رسالة فی صنعة الاحبار و اللیق -

٢٣ — سیاسیات (٨ رسالے)

٢٢٣ — رسالته الکبری فی السیاسة -

٢٢٤ — رسالته فی سیاسة العامة -

٢٢٥ — رسالته فی خیر (أو خبر) فضیلة سقراط -

٢٢٦ — رسالته فی ألفاظ سقراط -

٢٢٧ — رسالته فی محاورة جرت بین سقراط و أرسوایس (أرسواس یا أرشیجانس) -

٢٢٨ — رسالته فی خبر موت سقراط -

٢٢٩ — رسالته فی ما جری بین سقراط و الحرانیین -

٢٣٠ — رسالته فی خبر العقل -

٢٤ — بصریات (٢ رسالے)

٢٣١ — اختلاف المناظر - یا - تصحیحات مرایا أقلیدس - یا - اصلاح المناظر (موجود) -

٢٣٢ — رسالته فی إختلاف مناظر المرآة -

٢٥ — حیاتیات (١ رساله)

٢٣٣ — رسالة فی الحیاة -

٢٦ — نباتیات (١ رساله)

٢٣٤ — رسالته فی أنواع النخل [1] و کرائمه -

---

1 — النحل - دیکهو الفهرست و زوزنی -

٢٧ - استحضار أرواح (٢ رسالے)

۲۳۵ — كتاب الطب الروحانی - یا - الرسالة الحكمية فی اسرار الروحانية (موجود) -

۲۳۶ — رسالة فی استحضار الارواح (موجود) -

۲۸ — منطقیات (۱۲ رسالے)

۲۳۷ — رسالته فی المُدخِل المنطقی باستیفاء القول فیه -

۲۳۸ — رسالته فی المُدخِل المنطقی باختصار و ایجاز -

۲۳۹ — رسالته فی الابانة عن قول بطلمیوس فی أول المجسطی حاكیاً عن قول أرسطوطالیس فی أنالوطیقا -

۲۴۰ — رسالته بایجاز و اختصار فی البرهان المنطقی -

۲۴۱ — ایساغوجی، لفرفوریوس - اختصره الكندی -

۲۴۲ — مسائل كثیرة فی المنطق و غیره، و حدود الفلسفة -

۲۴۳ — قاطیغوریاس لارسطو - اختصره الكندی -

۲۴۴ — باریرمینیاس لارسطو - اختصره الكندی -

۲۴۵ — أنولوطیقا الاول لارسطو - للكندی تفسیر هذا الكتاب -

۲۴۶ — أنولوطیقا الثانی لارسطو - شرحه الكندی -

۲۴۷ — سوفسطیقا لارسطو - للكندی تفسیر هذا الكتاب -

۲۴۸ — أبوطیقا لارسطو - للكندی مختصر فی هذا الكتاب -

۲۹ — نفسیات (۸ رسالے)

۲۴۹ — رسالته فی ان النفس جوهر بسیط، غیرداثر، موثر فی الجسام -

۲۵۰ — رسالته فیما للنفس ذكره و هي فی عالم العقل، قبل كونها فی عالم الحس -

۲۵۱ —رسالته فی خبر اجتماع الفلاسفة علی الرموز العشقیة -

۲۵۲ —رسالته فی علّة النوم و الرؤیا و ما یرمز به النفس - یا - رسالة فی ماهیة النوم و الرؤیا - (لاتینی ترجمه موجود) -

۲۵۳ —تسهیل سبل الفضائل - یا - کتاب آداب النفس -

۲۵۴ —رسالته فی النفس و أفعالها الی یوحنا بن ماسویه - (موجود) -

۲۵۵ —رسالته فی التنبیه علی الفضائل -

۲۵۶ —رسالته فی تسلیة الاحزان - یا رسالة فی الحیلة لدفع الاحزان - (موجود)

۳۰ —اخلاقیات (۲ رسالے)

۲۵۷ —رسالته فی الوفاء -

۲۵۸ —رسالته فی الاخلاق -

۳۱ —علم الفراسة (۱ رساله)

۲۵۹ —رسالة فی الفراسة - (موجود) -

۳۲ —جغرافیات (۳ رسالے)

۲۶۰ —رسالة الی ابنه أحمد فی اختلاف مواضع المساکن من کرة الارض - و هذه الرسالة شرح فیها کتاب المساکن لثاوذوسیوس - یا - رسالته فی المساکن -

۲۶۱ —رسالته الکبری فی الربع المسکون - یا - کتاب فی معرفة الاقالیم المعمورة و غیرها - یا - رسالة رسم المعمور من الارض - (موجود) -

۲۶۲ —جغرافیا لبطلمیوس - نقله الکندی الی العربی -

۳۳ —إنسانیات (۲ رسالے)

۲۶۳ —رسالته فی ما حُکی من أعمار الناس فی الزّمن القدیم و خلافها فی هذا الزّمن -

۲۹۴ — رسالة فی اعتذارة فی موته دون کمالة لسنی الطبیعة التی هی مائة و عشرون سنة -

۳۴ — حیوانیات (۴ رسالے)

۲۹۵ — رسالته فی الحشرات - مصوّر ' عطارنی -

۲۹۶ — کتاب فی الخیل و البیطرة -

۲۹۷ — رسالته فی الطائر الانسی -

۲۹۸ — رسالة فی ارکاب الخیل - (یا رسالته فی أرکان الخیل !)

۳۵ — لسانیات (۲ رسالے)

۲۹۹ — رسالة فی صفة البلاغة -

۲۷۰ — رسالة فی اللغة - (موجود)

۳۶ — علمیات (۵ رسالے)

۲۷۱ — کتاب مائیة العلم و أقسامه -

۲۷۲ — کتاب أقسام العلم الانسی -

۲۷۳ — رسالته الکبری فی مقیاسه العلمی -

۲۷۴ — رسالته بایجاز فی مقیاسه العلمی -

۲۷۵ — کتاب فی أوائل الاشیاء المحسوسة - یا - رسالة فی علم الحواس -

۳۷ — محاضرات (۳ رسالے)

۲۷۶ — رسالة فی نوادر الفلاسفة -

۲۷۷ — رسالته فی رقاع الی الخلفاء و الوزراء -

۲۷۸ — رسالة فی عناصر الاخبار -

۳۸ — صوتیات (۱ رساله)

۲۷۹ — رسالته فی اللفظ' و هی ثلاثة أجزاء ' أول و ثان و ثالث -

۳۹—انواعیات (۸ رسالے)

۲۸۰—رسالته فی سعار المرآة -

۲۸۱—رسالته فی جواب ثلاث مسائل، سُئل عنها -

۲۸۲—رسالته فی أنواع الجواهر الثمینة و غیرها (او والاشباه) -

۲۸۳—رسالته فی نعت الحجارة و الجواهر و معادنها و جیّدها و ردّیها و أثمانها - یا - رسالته فی انواع الحجارة -

۲۸۴—رسالته فی أنواع السّیوف و الحدید و جیّدها و مواضع انتسابها - یا - رسالة الی بعض اخوانه فی السیوف - (موجود) -

۲۸۵—رسالته فی تمریخ (او تمویخ او تمویج) الحمّام [1] -

۲۸۶—رسالته فی العطر و أنواعه -

۲۸۷—رسالته فی الاسماء المعماة - یا - فی استخراج المعما الی أبی العباس أحمد بن المعتصم - (موجود) -

۴۰—متفرقات (۷ رسالے)

۲۸۸—رسالته فی الترفق فی الصناعات -

۲۸۹—رسالته فی قسمة القانون -

۲۹۰—رسالته فی الزجر و الفال من جهة العدد -

۲۹۱—رسالته فی التوحید من جهة العدد -

۲۹۲—رسالته فی استخراج الخبیء و الضمیر - یا - رسالة فی استخراج الا عداد المضمرة - (موجود) -

۲۹۳—رسالة فی ان ما بالانسان الیه حاجة، مباح له فی العقل قبل ان یُحظَر -

۲۹۴—رسالته فی الحیل العددیة و علم اضمارها -

1—''تمویج'' الحمام سے مراد ''Vapour-bath'' ھے - تمویخ سے مقصود ، گرمی کا سانس اور سسٹ کرنا - ''تمریخ'' کا مطلب تیل کی مالش ھے -

اُردو غزل اور اُس کے چند نقائص

[از جناب گنپت سہاے سریواستو، ایم-اے- اُردو ریسرچ اسکالر - الہ آباد یونیورسٹی]

اُردو شاعری کی سب سے زیادہ ہردل‌عزیز، مقبول عام اور متداول صنف غزل ہے - ہر شخص جو اُردو زبان بولتا یا کم از کم سمجھتا ہے خواہ وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ، غزل کے سیکڑوں اشعار ورد زبان کیے رہتا ہے - امیر و غریب، پیر و برنا، مرد و زن حتی کہ چھوٹے چھوٹے لڑکے غزلیں گاتے ہیں اور دوسروں کو اُسے شیریں و دل‌کش آواز میں گاتے ہوئے سن کر فرط مستی سے جھومنے لگتے ہیں - اُس کے اشعار ہر موقع اور ہر محل پر بطور سند یا تائید کلام پڑھے جاتے ہیں - ہر قسم کی خوشی و شادی کی مجلسوں اور جلسوں کی تقریبوں میں غزلیں عام طور سے گائی جاتی ہیں - اِسی وجہ سے اُردو کا ہر شاعر غزل گوئی میں اپنی پوری استعداد صرف کرتا اور بہترین تخیل سے کام لیتا ہے - دور جدید کے قبل اُردو شعرا نے اپنی تمام‌تر توجہ عموماً غزل‌گوئی کی طرف مبذول رکھی ہے - جس کی وجہ سے بہ استثناے چند تمام شعرا کا مایۂ ناز کارنامہ صرف اُن کی غزلوں کا دیوان ہے - ہاں دور حاضر کے اکثر شعرا کی توجہ سماجی، قومی اور سیاسی ضروریات و ماحول کے زیر اثر، اصلاحی، اخلاقی، ادبی، قومی، سیاسی اور فطرتی نظمیں لکھنے کی طرف منعطف ہوگئی ہے - پھر بھی ہر شاعر مشاعروں میں پڑھنے کے واسطے اور اکثر محض اپنے جذبات قلبیہ اور واردات عشقیہ کے اظہار کے لیے غزلیں ہی کہتا ہے -

غزل تمام اصناف سخن میں سب سے زیادہ آسان اور مشکل صنف ہے - آسان اِس لیے ہے کہ اُس میں ایک ہی وزن و قافیہ کے محض چند شعر کہنے ہوتے ہیں اور اُس کا ہر شعر منفرد ہوتا ہے - یعنی اُس کے ایک شعر کے مضمون کو دوسرے شعر کے مضمون سے کوئی تعلق نہیں ہوتا (حالانکہ شعرائے متقدمین میں بعض نے چند مسلسل غزلیں بھی کہی ہیں لیکن ایسی غزلیں بہت کم ہیں اور اِس طرز کو فروغ نہیں حاصل ہوا) - اُس کے ہر شعر میں ردیف و قافیہ کی مناسبت سے کسی خیالی جذبے یا واقعے کو محض نظم کردینا آسان کام ہے ' لیکن اعلیٰ قسم کی غزل کے خصوصیات کو نبھاتے ہوئے غزل کے اشعار کہنا نہایت مشکل کام ہے - اِسی لیے اُردو شاعری کے ہر دور میں شعرا نے اپنے پچھلے اساتذہ کے کلام کا بغور مطالعہ کیا ہے اور اُس سے کافی فائدہ اُٹھایا ہے -

میر محمد تقی " میر " اُردو شاعری کے دور اول کے شاعر ہیں - اب تک وہ بہترین غزل‌گو تسلیم کیے جاتے ہیں - اُنھوں نے اپنے کلام میں سعدی' حافظ اور ولی اورنگ‌آبادی کی غزلوں سے استفادہ کیا ہے - بعد والے دور میں "غالب" ایسے زبردست شاعر نے بھی اپنے اُردو کلام میں میر کے کلام سے ایک حد تک استفادہ کیا ہے - میر ہی کی تقلید میں اُنھوں نے اپنے بیشتر اشعار کو سوز و گداز اور درد و اثر کا مرقع بنا دیا ہے - شعرائے لکھنؤ میں آتش و ناسخ اور اُن کے تلامذہ نے داخلی مضامین جو میر و غالب کی غزل‌گوئی کا خاصہ تھے ' ترک کر کے خارجی مضامین پر اپنی غزل‌گوئی کی بنیاد رکھی ' جس کی وجہ سے اُن کا کلام اکثر تاثیر کی چاشنی سے خالی ہے - دور جدید کا ہر شاعر عموماً غزل‌گوئی میں میر ' غالب اور آتش کے کلام سے استفادہ کرتا ہے -

لیکن دنیا کا قاعدہ ہے کہ کوئی شے انقلاب زمانہ کے ہاتوں ہمیشہ ایک ہی حالت میں قائم نہیں رہتی - ہر ملک کی تہذیب و تمدن کی ترقی یا تنزل کے ساتھ ساتھ اُس کی زبان و ادب میں بھی ترقی یا تنزل واقع ہوتا رہتا ہے- کیونکہ اِن دونوں میں چولی دامن کا تعلق ہے- شاعر یا اِنشاپرداز اپنے ماحول کی پیداوار ہوتا ہے - غدر کے بعد جب ہندوستان میں برٹش حکومت کے ساتھ ساتھ نئی تہذیب اور نئے تمدن کا دور دورہ ہوا تو اُس کے، نیز انگریزی علم و ادب کے مطالعے کے زیر اثر ہندوستانی زبان و ادب میں غیر معمولی تبدیلیاں رونما ہوئیں - یہ تبدیلیاں نہایت خوش‌گوار اور ترقی‌پذیر تھیں - چنانچہ اُردو شاعری جو ابتک محض حسن و عشق اور مبالغہ و استعارہ کے بےکار قضیوں میں پھنسی ہوئی تھی اُس وقت سے آزاد ہوکر ترقي کے راستے پر سرعت کے ساتھ گامزن ہوئي - غزلوں کے ساتھ ساتھ اب ادبي ' اخلاقي ' سیاسي ' قومي اور مذهبي نظمیں جو نہایت کار آمد ثابت ہوئیں عام طور سے کہي جانے لگیں - غزل میں خود حیرت انگیز تبدیلیاں اور ترقیاں ہوئیں - بےکیف مبالغہ ' بےکار تصنع اور فرسودہ و رسمي باتوں کو ترک کر کے شعرا' صداقت و اصلیت' اور تاثیر و ترنم کا زیادہ خیال رکھنے لگے - گل و بلبل' قیس و فرهاد' شمع و پروانہ وغیرہ' دقیانوسي لوازمات غزل سے گریز کر کے مسائل تصوف ' فلسفۂ حیات اور حقایق زندگي کے بیان کي طرف زیادہ توجہ ہوئي -

لیکن پھر بھي چند صدیم‌المذاق اساتذہ کو چھوڑ کر اُردو شعرا کے یہاں غزلوں میں بہت سے قدیم نقائص کا اعادہ ہوتا رہتا ہے - اِس لیے ذیل میں غزل کی مختصر تعریف اور اُس کي موجودہ وسعت کے بیان کے بعد اُن نقائص پر قدرے روشني ڈالي جائے گي -

غزل کی تعریف اور اُسکی موجودہ وسعت

غزل کے لغوی معنی عشق‌بازی اور عورتوں سے مخاطب ہونے کے ہیں- لیکن اصطلاح شعرا میں غزل اُس صنف شاعری کا نام ہے جس میں حسن و عشق کے واردات کا بیان ہو - اور اُن جذبات کے اظہار کا نام تغزل ہے جو جلس لطیف سے وصل و ہجر ' شیفتگی و فریفتگی' بیخودی و مدہوشی' شوق و حسرت ' درد و الم وغیرہ کی داستان پر مبنی ہوتے ہیں - بہترین غزل‌گو شاعر وہ ہے جو اِن عشقیہ مضامین ' واقعات اور حالات کو اِس طرح بیان کرے کہ پڑھنے والے یا سننے والے کو یہ محسوس ہو کہ وہ واقعات اُس کی عاشقانہ زندگی میں خود پیش آچکے ہیں یا پیش آنے والے ہیں -

اگرچہ اپنے ابتدائی دور میں غزل محض عشقیہ مضامین کے بیان کے لیے مخصوص تھی - مگر زیادہ عرصے تک وہ اِس حالت پر قائم نہ رہ سکی - ایران اور ہندوستان کے شعرا نے اُس میں عشقیہ مضامین کے ساتھ تصوف ' فلسفۂ زندگی اور اخلاق و مواعظ کو بھی داخل کیا - دور جدید میں اُس کا دائرہ اور زیادہ وسیع ہوگیا ہے - اُس میں اب اصلاحی ' مذہبی ' سیاسی اور قومی مضامین کی بھی جھلک نظر آتی ہے - غرض ہمارے شعرا نے اُسے ہر قسم کے مضمون و جذبہ کے اظہار کے لیے عام کردیا ہے -

اردو غزل پر چند اعتراضات

شعرائے متقدمین نے فارسی غزل‌گو شعرا کے کلام کا مطالعہ کر کے اردو غزل‌گوئی کی بنیاد فارسی غزل‌گوئی کے طرز پر رکھی اور اُسے فارسی غزل کی تقریباً تمام خصوصیات کا حامل بنا دیا - جس کی وجہ سے عوام میں بہت سی غلط فہمیاں پھیل گئیں اور وہ اب تک غزل کے متعلق متعدد جا و بیجا اعتراضات پیش کرتے چلے آتے ہیں -

اعتراض اول

فارسی غزل‌گو شعرا کی تقلید میں اردو شاعری کے ہر دور میں شعرا نے اپنی غزلوں میں بعض ایسے اشعار

کہے ہیں جن میں کسی امرد کے حسن اور اُس کے عشق کی طرف اشارہ
ہوتا ہے - مثلاً مندرجۂ ذیل اشعار :—

۱— گلزار حسن یار میں ہے سبزہ‌زار خط
لازم ہے بلبلوں کو جو دیکھیں بہار خط

نکلا نہیں ہے خط ترے عارض پہ ' حسن نے
کانٹے بچھائے ہیں یہ محبت کی راہ میں

اکثر اصحاب یہ خیال کرتے ہیں کہ ایسے اشعار جن میں معشوق کسی امرد کو قرار دیا جائے مخرب اخلاق اور خلاف تہذیب ہیں - یہ فرسودہ طرز غزل کی پاکیزگی اور ترقی کے خیال کی وجہ سے واجب‌الترک ہے - شعر میں کوئی ایسا لفظ مثلاً کلاہ ' دستار ' جامہ ' قبا ' سبزۂ خط ' پسر مطرب وغیرہ نہ لانا چاہیے - جس سے کھلم کھلا مطلوب کا امرد ہونا پایا جائے -

لیکن جیسا کہ استاذی محترمی جناب پروفیسر سید محمد ضامن علی صاحب 'ضامن' ایم - اے صدر شعبۂ اردو الہ‌آباد یونیورسٹی کی تقریروں سے مجھے معلوم ہوا ہے ' غزل کی وسعت اور اُس کی حقیقی غرض و غایت کو بہت کم لوگ کامل طور سے سمجھ سکے ہیں - غزل کی تعریف میں بتایا جا چکا ہے کہ اصطلاح شعرا میں غزل اُس صنف شاعری کا نام ہے جس میں حسن و عشق کے واردات کا بیان ہو - مگر واردات حسن و عشق کو محض زن و مرد کے دائرۂ حسن و عشق تک محدود سمجھنے کی وجہ سے عوام کو اب تک بڑی بڑی غلط فہمیاں واقع ہوتی ہیں - شعرا کی نظر میں حسن و عشق کا معیار بہت بلند ہوتا ہے - اُسے محض انسانی حسن و عشق تک محدود سمجھنا سخت غلطی ہے - شاعر کا قلب جب کبھی کسی حسن سے متاثر ہوتا ہے تو اُس کے جذبات از خود رفتگی کے عالم میں بے اختیار اُس کی زبان سے شعر کی شکل میں ٹپک پڑتے ہیں - کبھی وہ کسی جنس

لطیف کے حسن کا شیدا ہوکر اُس کی تعریف میں رطب‌اللسان ہوتا ہے - کبھی کسی آئینہ رو لڑکے کے آتشیں رخساروں سے آنکھیں سینک کر اُس کے متعلق کچھ کہتا ہے - کبھی وہ خلّاق عالم کے حسن جہانتاب پر فدا ہوتا ہے اور کبھی کسی ذی‌روح یا غیر ذی‌روح کے جلوے پر مر مٹتا ہے- کیونکہ شاعر (عاشق) کا ساغرِ دل شرابِ عشق سے معمور ہوتا ہے اور وہ دنیا کی ہر شے کو محبت آمیز نظر سے دیکھتا ہے - وہ پرستار حسن ہوتا ہے - غرض عشق ' فطرتی اور بے‌لوث محبت کا نام ہے ؛ اور حسن کسی چیز کی رعنائی و دلکشی کو کہتے ہیں - حسن و عشق کے اِنھیں فطرتی پاک تعلقات کے تحت شیخ سعدی' ولی' میر' غالب' اور امیر ایسی پاک ہستیوں نے اکثر حسین لڑکوں کے حسن دلفروز کے متعلق بھی اپنے جذبات افشا کیے ہیں-

اعتراض دوم

بعض اصحاب مولانا حالی کی طرح یہ خیال کرتے ہیں کہ حالانکہ غزل میں مطلوب عموماً عورت ہی کو قرار دینا چاہیے ؛ تاہم اُس میں کوئی ایسا لفظ لانا جس سے مطلوب کا کھلم کھلا عورت ہونا ظاہر ہو ' غزل کی شان کے خلاف ہے - مثلاً مندرجۂ ذیل اشعار :—

تیرے دنداں میں دکھائی دی جو مسّی کی لکیر
اے پری درّ نجف میں مو نظر آیا مجھے

(آتش)

لال جوڑا جوہیں برسات میں تونے پہنا
تجھ کو خورشید فلک کے مَیں برابر سمجھا

(ناسخ)

نہیں دوے رنگیں یہ زلفوں کا جلوہ
گلستاں پہ بدلی یہ چھائی ہوئی ہے

اِس اعتراض کا جواب یہ ہے : چونکہ شعرا غزل میں معشوق عموماً عورت ھی کو قرار دیتے ھیں اس لیے ظاھر اور لازمی بات ھے کہ عاشق کبھی عورت کے حسن کے کرشموں اور وارداتوں کا ذکر کرے گا اور کبھی اُس کے سراپا کی تعریف کرے گا - کیونکہ یہ انسانی خاصہ ھے کہ جب کسی کو کسی دوسرے شخص یا شے سے عشق ھو جاتا ھے تو وہ نہ صرف اُس کے اندرونی اوصاف و کمالات کی تعریف کرتا ھے' بلکہ اُس کی ظاھری شکل و صورت کے متعلق بھی اپنے خیالات و جذبات کا اظہار کرتا ھے - اس لیے غزل سے معشوق کے لوازمات حسن میں' اُس کے زلف و عارض' خال و خط' رفتار و گفتار اور شانہ و آئینہ وغیرہ کا بیان علحدہ نہیں کیا جا سکتا - ھاں یہ اور بات ھے کہ غزل میں خارجی شاعری کے بجائے داخلی شاعری زیادہ موزوں اور قابل قدر چیز ھے -

لیکن عمدہ اور اعلیٰ قسم کا شعر وہ سمجھا جاتا ھے جس میں "عشقیہ مضامین ایسے جامع الفاظ میں باندھے جائیں' جو حسن و عشق اور دوستی و محبت کی تمام انواع و اقسام اور جسمانی و روحانی تعلقات پر حاوی ھوں" (حالی) - عشق و محبت محض عورتوں کی ذات پر ختم نہیں ھے - بندے کو خدا کے ساتھ' دوست کو دوست کے ساتھ' بیوی کو خاوند کے ساتھ' رعیت کو بادشاہ کے ساتھ' انسان کو اپنے ملک و قوم اور وطن وغیرہ کے ساتھ جو محبت و عشق کا لگاؤ ھو سکتا ھے بسا اوقات وہ بھی غزل میں اِس طرح باندھا جاتا ھے کہ وہ اُن چیزوں اور عورتوں دونوں پر حاوی ھو جاتا ھے- اِس خیال کی وضاحت کے لیے ذیل کے چند اشعار پیش کیے جاتے ھیں -

یاد اُس کی اِتنی خوب نہیں 'میر' باز آ

نادان پھر وہ جی سے بھلایا نہ جائے گا

کیا مصیبت ہے کھلے آنکھ تو رونا آئے
اور جھپکے تو وہیں خواب پریشاں دیکھوں

اُس شوخ کے جانے سے عجب حال ہے اپنا
جیسے کوئی بھولے ہوئے پھرتا ہے کچھ اپنا

زندگی کہتے ہیں کس کو ؟ موت کس کا نام ہے؟
مہربانی آپ کی ' نا مہربانی آپ کی

رشک جنت تھے بنے آپ کے جو آنے سے
کاٹے کھاتے ہیں مجھے اب وہی در و دیوار

حقیقت کھل گئی حسرت ترے ترکِ محبت کی
تجھے تو اب وہ پہلے سے بھی بڑھ کر یاد آتے ہیں

اشعار مذکورہ دنیاوی عشق و محبت کی مختلف انواع پر حاوی ہیں جو مرد کو عورت کے ساتھ ' عورت کو مرد کے ساتھ اور دوست کو دوست کے ساتھ ہوسکتی ہے - ایسے اشعار جو عشق حقیقی اور عشق مجازی دونوں پر حاوی ہوتے ہیں نہایت پاکیزہ ' دل‌کش اور موثر ہوتے ہیں - مثلاً مندرجۂ ذیل اشعار :—

آپ کو پردہ نشینی ہی جو آئی ہے پسند
مجھ کو کیوں مفت میں دیوانہ بنا رکھا ہے

سات پردوں میں عبث چھپتے ہو' ناحق ہے حجاب
ہم تصور میں تمھیں آٹھ پہر دیکھتے ہیں

سمایا ہے جب سے تو نظروں میں میری
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

بار بار آتا ہے یہ کس کا خیال　　بیخودی بتلا مجھے کیا ہو گیا

اعتراض سوم | بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ کسی شعر میں معشوق کو عورت قرار دے کر اُسے مردانہ خصوصیات کے ساتھ پیش کرنا معیوب بات ہے - مثلاً

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف

اے کشتۂ ستم! تری غیرت کو کیا ہوا

(میر)

آتا ہے میرے قتل کو 'پر' جوشِ رشک سے

مرتا ہوں اُس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر

(غالب)

وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ایسے اشعار میں معشوق ایسی عورت کو قرار دیا جاتا ہے جو شمشیر زنی اور شہسواری کے فن سے واقف ہونے کے علاوہ نہایت سفاک اور قاتل ہے - قدیم زمانے میں عرب کی عورتیں شہسواری اور فنِ جنگ کی تعلیم حاصل کرکے بعض اوقات لڑائیوں میں شریک ہوتی تھیں - چنانچہ شعرائے عرب نے اِس قماش کے معشوق کا ذکر اکثر کیا ہے - لیکن شعرائے ایران و ہندوستان کا اِس قسم کے معشوقوں کو پیش کرنا بجز شعرائے عرب کی کورانہ تقلید کے اور کیا کہا جا سکتا ہے- ایران و ہندوستان میں تو عورتوں کے گھوڑے پر سواری کرنے اور آلات حرب و ضرب کے استعمال کرنے کی مثالیں عام طور پر نہیں ملتیں -

اِس اعتراض کے جواب میں شائد یہ کہنا کافی سمجھا جائے کہ ایسے اشعار میں شاعر کبھی مطلوب اپنے دوست یا محسن کو قرار دے کر اُس کی اُس نظر عنایت کی شکایت کرتا ہے جسے وہ اِس کی طرف سے ہٹا کر غیر کی طرف منتقل کرتا ہے- کبھی اپنے کسی ظالم افسر یا حاکم کو مطلوب

قرار دیکر اُس کے جور و ظلم کی شکایت اِس طرح کرتا ہے کہ ایسے اشعار تغزل کی چاشنی سے خالی نہیں ہونے پاتے - ایک سچے عاشق کی ہمیشہ یہی دلی تمنا ہوتی ہے کہ اُس کا معشوق اگر کرم کرے تو اُسی پر کرے اور ستم کرے تو اُسی پر کرے - وہ اپنے معشوق کے کرم و ستم میں کسی غیر کا شریک ہونا ہرگز نہیں پسند کرتا -

اعتراض چہارم

معشوق کے لیے، اُسے نسوانی خصوصیات کے ساتھ پیش کر کے فعل مذکر لانا اچھا نہیں معلوم ہوتا - مثلاً مندرجۂ ذیل شعر :—

برسات میں یہ کس نے گھر مرے آنے کو ٹھانی ہے
ڈوپٹے کا وہ آنچل منھ پہ تانے کون آتا ہے

ایسے اشعار اگر قابل اعتراض فرض بھی کر لیے جائیں تو اُن سے کوئی خاص اعتراض کا پہلو پیدا نہیں کیا جاسکتا - کیونکہ اِس قسم کے اشعار کی تعداد تمام اُردو شاعری میں الشاذ کا لمعدوم ہے - علاوہ ازیں ایسے اشعار میں نسوانی خصوصیات کے بیان کے ساتھ معشوق کے لیے فعل مذکر استعمال کرنا روز مرہ کے خلاف بھی نہیں ہوتا - کیونکہ کسی غیر مشخص شخص کی تخصیص کے لیے یا کبھی کبھی تجاہل عارفانہ کے طریقے پر کسی عورت کو دور سے دیکھ کر دریافت کیا جاتا ہے کہ دیکھو تو وہ کون آرہا ہے یا جا رہا ہے یا بیٹھا ہوا ہے - یہ نہیں کہتے کہ وہ کون بیٹھی ہے یا کون آرہی ہے- کیونکہ "کون" کے بعد لفظ "شخص" محذوف ہوتا ہے -

اعتراض پنجم

غزلوں میں مسائل تصوف و عشق سرمدی کا اظہار نہایت خوش گوار اور لطیف چیز ہے - لیکن میری نا چیز رائے میں اُس معشوق حقیقی (خداوند تعالیٰ) کا ایسے

الفاظ اور خصوصیات کے ساتھ ذکر کرنا جن سے اُس کا سراسر عورت ہونا پایا جائے، نہایت معیوب بات ہے - مثلاً مندرجۂ ذیل اشعار میں -

تھا وہ تو رشک حور بہشتی ہمیں میں "میر"

سمجھے نہ ہم تو فہم کا اپنے قصور تھا

جب وہ جمال دلفروز، صورت مہر نیمروز

آپ ہی ہو نظارہ سوز، پردہ میں منھ چھپائے کیوں

(غالب)

ظاہر ہے کہ مطلوب صرف خدا کی ذات ہے - لیکن اشعار میں اُسے ایک حسین عورت کے انداز سے پیش کیا گیا ہے - اُس پاک پروردگار، خلّاق عالم کو ایک عورت کی شکل میں مطلوب قرار دینا نہایت بےادبی ہے - ہاں ایسی باتیں جو اُس کی صفات کی طرف اشارہ کریں معیوب نہیں ہیں - مثلاً -

تھا مستعار حسن سے اُس کے جو نور تھا

خورشید میں بھی اُس ہی کا ذرہ ظہور تھا

(میر)

سات پردوں میں عبث چھپتے ہو ناحق ہے حجاب

ہم تصور میں تمہیں آٹھ پہر دیکھتے ہیں

سمایا ہے جب سے تو نظروں میں میری

جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

عشق جب تیرا ہوا غالب تو ظاہر یہ ہوا

مندر و مسجد کا جھگڑا اک خیال خام تھا

اگرچہ مندرجۂ بالا اشعار میں خدا کے حسن و عشق کی تعریف کی گئی ہے لیکن کسی شعر سے اُس کا کھلم کھلا عورت ہونا ظاہر نہیں ہوتا -

اعتراض ششم

غزل میں معشوق کے ادب و احترام کا کافی لحاظ رکھنا چاہیے- کوئی ایسی بات ہرگز نہیں کہنی چاہیے جس میں اُس کے آوارہ مزاج یا ہرجائی اور بازاری ہونے کا اشارہ ہو - لیکن ہمارے تمام شعرا نے معشوق کو تقریباً اِنہیں اوصاف سے متصف کیا ہے - مثلاً لفظ رقیب کو لیجیے! یہ لفظ قدیم زمانے میں عرب میں اُن لوگوں کے لیے استعمال ہوتا تھا ' جو حسین لڑکیوں کے ساتھ ' جب وہ مکان سے کہیں باہر جاتی تھیں اُن کی حفاظت اور دیکھ بھال کے لیے جاتے تھے- چونکہ اِن رقیبوں کی وجہ سے عشاق اپنے معشوقوں سے آزادی کے ساتھ مل نہیں سکتے تھے' اس لیے قدیم شعرائے عرب' رقیب کو اپنے کلام میں مورد لعنت و ملامت بناتے تھے - لیکن فارسی اور اردو شاعری میں یہ لفظ بالکل نئے معنے میں استعمال ہونے لگا - یعنی جب کسی معشوق کے دو یا دو سے زیادہ عاشق ہوتے ہیں تو وہ باہم ایک دوسرے کے رقیب کہلاتے ہیں - کسی معشوق کی نسبت سے لفظ رقیب کا لانا اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ معشوق کوئی پاک دامن اور پردہ نشین عورت نہیں ہے ! اِس لفظ کے بُرے معنی اور خراب اثر کو جانتے ہوئے بھی ہمارے اردو شعرا نے فارسی شعرا کی کورانہ تقلید میں اُسے ہزاروں جگہ اپنے کلام میں استعمال کیا ہے - مندرجۂ ذیل اشعار ملاحظہ ہوں :—

جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو اک تماشا ہوا گلہ نہ ہوا

(غالب)

———

کیا خوب تو نے غیر کو بوسہ نہیں دیا

بس چپ رہو ہمارے بھی منھ میں زبان ہے

(غالب)

———

ملے رقیب سے وہ ، جب سنا ، وصال ہوا

دریغ جان گئی ایسے بدگماں کے لیے

(مومن)

پہلوِ غیر میں بیٹھے وہ نظر آتے ہیں

سوچتا ہوں جو کبھی وصل کا پہلو، دل میں

(داغ)

نہایت خوشی کی بات ہے کہ دور حاضر میں مولانا صفی لکھنوی نے کہیں اپنی غزلیات میں لفظ رقیب کو جگہ نہیں دی - اور اب اِس لفظ کا استعمال عموماً کم ہو چلا ہے -

شعرائے قدیم میں غالباً سب سے پہلے سودا نے معشوق کی خودداری اور شان کے خلاف بازاری اور مبتذل خیالات کا اظہار کیا - مثلاً

افسوس تم اوروں سے مِلو رات کو تنہا

ہم دن کو ترستے ہیں ملاقات کو تنہا

اِس کے بعد جرأت اور انشا نے معشوق کو انتہا درجے کا بازاری بنا دیا - مثلاً

کچھ اشارہ جو کیا ہم نے ، ملاقات کے وقت

ٹال کر کہنے لگے دن ہے ابھی، رات کے وقت

دور متوسطین میں شعرائے لکھنٔو نے بھی اِسی بازاری روش کی تقلید کی اور معشوق کو سخت ذلیل ، بازاری اور رسوا بنا دیا - مثلاً

ہرجائی پن کی آپ کے کچھ انتہا نہیں

کٹتا ہے دن کہیں تو کہیں رات آپ کی

متاخرین شعرائے لکھنٔو بھی اِسی طرز کے مقلد رہے - شعرائے دہلی

میں نواب مرزا داغ نے بھی معشوق کو بازاری بناکر اِسی قسم کے مبتذل خیالات ظاہر کیے ہیں - مثلاً

تمہاری طرح بھی ہوگا نہ کوئی ہرجائی
تمام رات کہیں ہو تو کہیں سارے دن

شعرائے دور جدید میں سے صحیح المذاق شعرا نے اِس قسم کے مبتذل اور رکیک خیالات کو بہت کم اپنے کلام میں جگہ دی ہے -

اعتراض ہفتم

نرم و شیریں ' خوش گوار و فصیح الفاظ کا استعمال غزل کے لیے نہایت ضروری ہے - بھونڈی اور مبتذل تشبیہات سے اجتناب' کلام کو مؤثر بنانے کے لیے لازمی ہے- ثقیل اور ناخوش گوار الفاظ کا استعمال کلام کو تاثیر سے خالی کر دیتا ہے - مثلاً مندرجۂ ذیل اشعار :—

بوسہ بازی سے مری ہوتی ہے ایذا اُن کو
منہ چھپاتے ہیں جو ہوتے ہیں مہاسے پیدا

استرہ منہ پہ جو پھرنے نہیں دیتا ہے بجا
محو دیندار سے کیونکر خط قرآن ہوتا
(ناسخ)

مجھ کو سودائی بنایا ہے دکھا کر آنکھیں
تم دھتورے کا لیا کرتے ہو بادام سے کام

منہ گال پہ رکھنے سے خفا ہوتے ہو ناحق
مس کرنے سے قرآں کی فضیلت نہیں جاتی
(ناسخ)

تیار رہتی ہیں صف مژگاں کی پلٹنیں
رخسار یار ہے کہ جزیرہ فرنگ کا
(آتش)

اِس قسم کی بھونڈی اور غیر مانوس تشبیہات اور ثقیل و مبتذل الفاظ غزل کو پست کرکے ہزل بنا دیتے ہیں -

اعتراض ہشتم

غزل کے متعلق ایک اور بہت زیادہ قابل اعتراض بات یہ ہے کہ سخن‌گو خواتین بھی بہ استثناے چند ' اردو شعرا کی کورانہ تقلید میں ضمیر متکلم کے ساتھ غزل میں فعل مذکر استعمال کرتی ہیں - مثلاً

نواب شاہ جہاں بیگم ''شیریں'' والیۂ ریاست بھوپال فرماتی ہیں :—

تڑپا کیا میں درد و غم انتظار میں
صورت نہ بے‌وفا نے دکھائی تمام شب

نواب شمس‌النساء بیگم ''شرم'' لکھنوی کہتی ہیں :—

اُس پریزاد کو میں تابع مہماں کرتا
یعنی افسونِ محبت کا جو عامل ہوتا

سکندر جہاں بیگم ''ضیا'' فرماتی ہیں :—

عشق کو دین سمجھتا ہوں وفا مذہب ہے
اے صنم تجھ سے جو پھر جاؤں تو کافر ہوں میں

شریمتی کرشن پیاری اہلیۂ محترمہ جناب منشی رام سہاے صاحب ''تمنا'' لکھنوی فرماتی ہیں :—

میں شمع رو پہ جلا خوب بن کے پروانہ
مٹے ہوؤں میں نہ کیوں میری آبرو ہو جائے

جانکی بی بی الہ‌آباد فرماتی ہیں :—

اُس گل کا نہ لائی کبھی پیغام مرے پاس
شرمندہ کبھی میں نہ ہوا باد صبا سے

میرے اِس اعتراض کا جواب ' جناب پروفیسر مسعود حسن صاحب رضوی کی مشہور و معروف کتاب ''ہماری شاعری'' سے یہ مل سکتا ہے:
''اُردو کے عاشقانہ شعروں میں جب شاعر ضمیر متکلم لاتا ہے تو اُس کی مراد اپنی ذات نہیں ہوتی بلکہ عاشق ' اور عاشق سے بھی کوئی خاص شخص مراد نہیں ہوتا بلکہ کوئی ذات' جو عشق کی صفت سے متصف ہو- ہماری سوسائٹی مردوں کا اپنے عشق کا اظہار بدترین گناہ سمجھتی ہے - عورتوں کی طرف سے عشق کا اظہا کرنا تو ایسا جرم ہے کہ ہمارے تمدن میں اِس کی کم سے کم سزا قتل ہے'' -

فاضل مصنف کی اِس تحریر سے متفق ہونے میں مجھے تأمل ہے - اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری عجیب و غریب سوسائٹی کی عملی زندگی کے اندر عشق و محبت کے علانیہ اظہار کی سزا جو کچھ بھی ہو کم ہے - ہمیں اُس سے بحث نہیں - بحث تو دنیاے شاعری کے اندر اظہار عشق سے ہے - ہر اُردو داں سخن‌فہم و سخن‌گو کو بخوبی معلوم ہے کہ ہماری زبان کے تمام شعرا اور شاعرات نے اپنے کلام میں عشق و محبت کا اظہار ' معشوق مجازی کی نسبت سے' ہزاروں جگہ کیا ہے - لیکن اِس سے کسی شاعر یا شاعرہ کی رسوائی و بدنامی آج تک نہیں ہوئی ہے - تاوقتیکہ اُس کا عشق' زبانی اظہار سے بڑھ کر کوئی عملی صورت نہ پیدا کرلے- اور وہ بھی' خاص و عام پر ظاہر نہ ہو جائے- اگر بہ فرض محال کسی شاعر یا شاعرہ کا عشق' کسی خاص عورت یا مرد کے ساتھ ظاہر بھی ہو جاتا ہے تو اُس کو اور اُس کے کلام کو آنے والا زمانہ اُسی درجے تک قدر و عزت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے جہاں تک اُس میں اِنسانی فطرت ' عادت ' احساس ' جذبہ ' خوبی اور خامی کی صحیح اور قابل قیاس ترجمانی کی گئی ہے - زمانہ' شعرا کے کلام میں صرف ' جدت ' اصلیت' بلند خیالی' زور و اثر کو

تلاش کرتا ھے ؛ نہ کہ اُن کے ذاتی اور خانگی حالات زندگی کو ! اِس کے علاوہ جب کوئی شاعرہ قابل اعتراض عشقیہ مضامین کو ضمیر متکلم کے ساتھ باندھ کر فعل مذکر استعمال کرتی ھے ' تو اِس سے اُس کے جذبات پر کوئی خاص پردہ نہیں پڑ جاتا ؛ بلکہ اُس کا کلام کانوں کو بہت زیادہ ناگوار اور برا معلوم ہوتا ھے -

غزل کے اندر عموماً امور ذہنیّہ اور جذبات و واردات قلبیہ کا اظہار ہوتا ھے - معشوق کے وصل و ہجر ' ظلم و ستم ' غمزہ و عشوہ ' قہر و غضب' لطف و مہر ' وفا و جفا کی بابت جو خیالات شاعر کے دل میں پیدا ہوتے رہتے ہیں ' اُنہیں کی ترجمانی وہ اپنے کلام میں اِس طرح کرتا ھے ؛ جو نہ صرف اُس کے بلکہ تمام اہل عشق کے دل کی سچی تصویر ہوتی ھے - جب کوئی شاعر کسی شعر میں ضمیر متکلم کے ساتھ عشقیہ مضامین کو باندھتا ھے ' تو وہ اولاً اپنے کو عاشق قرار دیتا ھے اور اپنے ہی نسبت اُن عشقیہ مضامین کا اظہار کرتا ھے جو دوسرے عشاق کو اُن کے عشق و محبت کی تصویر معلوم ہوتے ہیں - بسا اوقات شعرا یا شاعرات' صرف کسی فرضی اور خیالی معشوق کے حسن و عشق کے متعلق کچھ کہتے ہیں - اس لیے کسی شاعر یا شاعرہ کے محض کلام سے ہم یہ ہرگز وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کس یا کسی دنیاوی معشوق سے رشتۂ عشق و محبت رکھتا ھے؛ جو ہماری سوسائٹی کی ظاہری نظر میں کفر ھے -

جب یہ امر مسلم ھے کہ غزل کے اشعار ' شاعر یا شاعرہ کے دلی جذبات کی بعینہ تصویر ہوتے ہیں اور اُن سے اُس کی رسوائی کا خوف نہیں ہوتا تو اُن کا اظہار بھی پیرایۂ بیان' لب و لہجہ اور طرز تکلم کے لحاظ سے بالکل فطرت کے مطابق ہونا چاہیے - یعنی مرد کے لیے ضمیر متکلم کے ساتھ فعل مذکر اور عورت کے لیے فعل مونث لانا چاہیے -

اِس طرح نہ صرف یہ کہ ایک بڑا عیب ہی مٹ جائے گا ، بلکہ کلام زیادہ نیچرل اور مؤثر ہو جائے گا -

مثلاً نواب شمس النسا بیگم، شرم لکھنوی اپنے اِس شعر میں

اُس پریزاد کو میں تابع فرماں کرتا
یعنی افسونِ محبت کا جو عامل ہوتا

اگر کرتا اور ہوتا کے بجائے کرتی اور ہوتی لکھتیں تو اُس کا نہ صرف اثر دوبالا ہوجاتا ؛ بلکہ وہ نسوانی طرز تکلّم کے بالکل مطابق بھی ہوتا -

سخن‌گو خواتین ، اگر ضمیر متکلم کے ساتھ فعل مونث استعمال کرتیں، تو ہماری اُردو شاعری میں عورتوں کا ایک مستقل حصہ ہوتا ، جو نہایت دلچسپ اور قابل قدر ہوتا - مردوں کا طرز تخاطب اور طریقہ تکلّم اختیار کر لینے سے کسی شاعرہ اور شاعر کے کلام میں نہ تو کوئی امتیازی خصوصیت ہی نظر آتی ہے ، اور نہ اُس سے اُردو شاعری کے خزانے میں کوئی نیا اور دلچسپ اضافہ ہی ہوتا ہے -

نہایت خوشی کی بات ہے کہ دور جدید کی چند سخن‌گو خواتین نے اپنے کلام میں ضمیر متکلم کے ساتھ فعل مونث کا استعمال شروع کردیا ہے - مثلاً

کسی کو خواب میں بے چین کرڈالا محبت نے
خیالوں میں بھی ہوتی ہے یہ قوت ! مَیں نہ سمجھی تھی
(سائرہ)

میں سب سے دور ہوتی جا رہی ہوں
مجھے ہر چیز چھوڑے جا رہی ہے
(اقبال گوہر)

غور کیجیے ! مندرجۂ بالا اشعار ایک عورت کی زبان سے بالکل نسوانی طرز تکلّم کے مطابق ادا ہوکر کتنے دلکش اور مؤثر بن گئے ہیں - پس دوسری سخن‌گو خواتین کو لازم ہے کہ اِس طرز کی تقلید کریں -

اِس بارے میں ہم ہندی شاعری سے اچھا سبق لے سکتے ہیں - ہندی شاعری میں شاعرہ ، ضمیر متکلم کے ساتھ فعل مونث استعمال کرتی ہے - اِس کے علاوہ شاعر اپنی معشوقہ کو فعل مونث سے مخاطب کرتا ہے اور شاعرہ اظہار عشق و محبت میں اپنے پریتم کو فعل مذکر کے ساتھ مخاطب کرتی ہے - اور ایسا کرنے سے اُن میں نہ تو کوئی مرد رسوا اور بدنام ہوتا ہے اور نہ کوئی عورت ہی اُس کے لیے قتل کی جاتی ہے - حالانکہ ہندی والے بھی اُسی سوسائٹی اور تمدّن سے کم و بیش تعلق رکھتے ہیں جس سے ہمارے اردو والے بھائی -

مثال کے طور پر ''میرا'' کا مندرجۂ ذیل دوہرہ ملاحظہ ہو - (دوہروں میں قریب قریب اُنہیں جذبات و واقعات کا اظہار ہوتا ہے جو عموماً اُردو غزلوں میں بیان کیے جاتے ہیں) -

جو میں ایسا جانتی، پریت کیے دکھ ہوے
نگر ڈھنڈھورا پیٹتی، پریت کرے نہ کوے

یہ دوہا بلحاظ لب و لہجہ ، زبان و خیال، طرز تکلم ، ایک عشق کی ستائی ہوئی عورت کے دل کی بولتی ہوئی تصویر ہے -

اعتراض نہم

اُردو شاعری میں معشوق کی تصویر یا سراپا بھی نہایت بھیانک ، بدصورت اور قابل نفرت ہوتا ہے- ''معشوق کے قد کی بلندی سرو و شمشاد کو نیچا دکھاتی ہے - زلفوں کی درازی روز قیامت سے آگے نکل جاتی ہے- دہن کی تنگی نقطۂ موہوم کو مات کرتی ہے- کمر کی باریکی خط خیال سے بڑھ جاتی ہے''- اُس کے چاہ ذقن کی گہرائیوں

میں عشاق کے دل پڑے قوطے کھاتے ہیں - وہ اپنے ہاتھوں میں بجائے حنا کے عاشقوں کا خون ملتا ہے - اُس کا کوچہ مشہد و مقتل عام ہے - وہ اپنے عاشق پر اُس کی زندگی میں طرح طرح کے ظلم و ستم ڈھانے اور آخر اُس کو قتل کرنے کے بعد خاموش نہیں ہوجاتا ' بلکہ اُس کے مرنے کے بعد اُس کی قبر کے نشان کو ٹھوکریں ماز مار کر مٹا دیتا ہے ؛ اور اُس کی شمع مزار کو گل کردیتا ہے - ایسی سیرت اور صورت کے ہوتے ہوئے بھی ہمارے عشاق اُس پر جان و دل نثار کرنے اور آخر اُس کے ہاتھوں قتل ہو کر فخر شہادت حاصل کرنے کی تمنا رکھتے ہیں - غور کرنے کی بات ہے کہ ایسے بھیانک ظالم' سفاک اور بےوفا معشوقوں سے کون رشتۂ عشق و محبت جوڑے گا ؛ اور وہ صبر و وفا دکھلائے گا جو انسان کی طاقت سے باہر ہے !

اِس اعتراض کو واضح کرنے کے لیے چند شعر پیش کیے جاتے ہیں :

بھایا پھر کون سا انداز بتوں کا 'ناسخ'
نہ کمر رکھتے ہیں کافر ' نہ دہاں رکھتے ہیں

نظر آتی نہیں آنکھوں کو باریکی کے باعث سے
کمر سے یار کی ' ہم کو محبت غائبانہ ہے
(آتش)

ڈھونڈھے سے بھی نہ معنی باریک جب ملا
دھوکا ہوا یہ مجھ کو کہ اُس کی کمر نہ ہو
(امیر)

اُس بتِ رشکِ سلیماں کی کمر
سایۂ مژگانِ چشمِ مور ہے
(جلیل)

دہن اُس کا جو نہ معلوم ہوا
کھل گئی ' ہیچمدانی میری
(غالب)

مَلا جو تم نے لہو، دست و پا میں عاشق کا
نہوگا میل طبیعت کو پھر حنا کی طرف
(آتش)

"تراب" اُس کا ٹھکانا کیا بتائیں
جہاں کٹتی ہیں نت دو چار گردن
(تراب)

محفل یار میں دیکھا جو سر اُس کا کٹتے
گردن شمع کو، عاشق کی مَیں گردن سمجھا
(آتش)

دیکھا تجھے جو خون شہیداں سے سرخ پوش
ترک فلک، زمیں میں خجالت سے گڑ گیا
(آتش)

سرخ مہندی سے نہیں، اُس بت خونخوار کے ھاتھ
دست آویز، میرے خوں کی، لگی یار کے ھاتھ
(آتش)

حق نے انداز ستم اُن کو نرالے، دیدیے
دل لیے، پاؤں کے نیچے روند ڈالے، دیدیے
(آتش)

کیا خاک میں ملا کے بھی آیا نہ اُن کو چین
گل کر رہے ھیں کس لیے شمع مزار کو
ٹھکراتے ھیں وہ روز مری قبر بار بار
مرنے پہ بھی نہ چین ملا خاکسار کو

سوچ کر آئے تھے ٹھکرا کے کریں گے پامال
آنکھ بھر آئی، جو بیٹھی ہوئی تربت دیکھی

اِس اعتراض کا جواب بھی' جناب پروفیسر مسعود حسن صاحب رضوی ادیب نے اپنی کتاب ''ہماری شاعری'' میں دیا ہے جو کسی حد تک مدلّل ضرور ہے - اِس میں کوئی شک نہیں کہ کسی چیز کے حسن و قبح کے بیان میں مبالغے کے اِستعمال سے کلام کا زور و اثر بہت بڑھ جاتا ہے' لیکن ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے - مبالغے کا اِستعمال اُسی حد تک مناسب اور بجا ہے جہاں تک کہ کوئی چیز فطرت کے خلاف اور وہم و ممکنات کے دائرے سے باہر نہ ہو جائے -

دور جدید کے قبل' عورت (معشوق مجازی) کو ظالم ' سفاک ' سنگ‌دل ' بےوفا ' بےمہر وغیرہ کہنا اُردو شعرا کا عام قاعدہ تھا - دور قدیم کے شعرا نے تو فارسی شاعری کی تقلید میں ایسی بڑی غلطیاں کی ہی ہیں' مگر ہم دیکھتے ہیں کہ دور حاضر کے بعض شعرا بھی ابھی تک اپنے شعراے ما قبل کی کورانہ تقلید کرتے چلے جا رہے ہیں اور اُسی پرانی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں - اگر بہ نظر انصاف دیکھا جائے تو مرد کے مقابلے میں عورت کے دل میں صبر و وفا ' شرم و حیا ' عشق و محبت اور درد و الم زیادہ ہوتا ہے - اُس کو سنگ دل اور بے وفا کہنے کی شائد یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ اُس میں شرم و حیا اور پاس ناموس اِس قدر زیادہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہر عاشق سے اظہار محبت کرنے سے معذور ہوتی ہے- یہ امر مسلم ہے کہ عشق ایک ایسا جذبہ ہے جو ایک طرف نہیں ہوتا - بلکہ بقول بعض عشق اول ' معشوق ہی کے دل میں پیدا ہوتا ہے - چنانچہ کہا گیا ہے -

عشق اول در دل معشوق پیدا می‌شود

تانہ سوزد شمع ' کے پروانہ شیدا می‌شود

عشق کہتے ھیں جسے' ھے کشش حسن کا نام

کون کہتا ھے کہ مطلوب طلبگار نہیں

عورتوں کی وفا شعاری اور محبت کا صحیح حال معلوم کرنے کے لیے ھمیں شعرا کا نہیں بلکہ شاعرات کی غزلیات کا (جو اُن کے جذبات و اِحساسات کی ھوبہو تصویریں ھوتی ھیں) بغور مطالعہ کرنا چاھیے - ذیل میں چند سخن‌گو مخدّرات کی غزلیات سے ایسے اشعار منتخب کر کے پیش کیے جارھے ھیں جن سے اُن کی وفا شعاری اور عشق و محبت کا زبردست ثبوت ملتا ھے -

اینی عرف ملکہ' متوطن کلکتا کا یہ شعر ملاحظہ ھو -

آنکھیں پتھرا کے ھو گئی ھیں سفید کسی بت کی جو انتظاری ھے

یہ شعر ایک ایسی با وفا اور محبت‌کیش عورت کے دل کی تصویر ھے جو اپنے محبوب کے ھجر اور انتظار میں بےقرار و پریشان ھے -

اُنیسویں صدی کے وسط میں دھلی میں ''بنّو'' نام ایک پردہ نشین طوائف رھتی تھی - اُسے شعر گوئی میں بھی ملکہ حاصل تھا - اُس کے عشق میں گلاب سنگھ ''آشفتہ'' نے جب نااُمید ھوکر ایک خنجر سے اپنا کام تمام کرلیا ' تو ''بنّو'' کو اُس کے عشق صادق نے پاگل بنا دیا - اور اُس نے اُس‌کی فرقت اور یاد میں گھل گھل کر چھ ماہ کے بعد عالم بالا کی راہ لی - اِس واقعے کے متعلق ''بنّو'' کا ایک شعر ملاحظہ ھو -

ھے غضب' وہ تو مَرے اور جیوں مَیں ''بنّو''

موت آجائے ' تو ھو عمر دو بارہ مجھکو

اپنے عاشق صادق سے جدا ھوکر اُسے زندگی کے باقی دن ' وبال جان ھوگئے- اب وہ موت آنے کو نئی زندگی سمجھنے لگی -

اٹھارھویں صدی کے آغاز میں جنیا بیگم دھلی میں جھاندار شاہ

ولیعہد باد شاہ دھلی کی بیوی اور شائد سب سے پہلی اُردو شاعرہ تھیں - اُن کا ایک شعر ملاحظہ ہو -

نہ دل کو صبر نہ جی کو قرار رھتا ھے
تمھارے آنے کا نت انتظار رھتا ھے

اِس شعر سے ثابت ھوتا ھے کہ عورتیں بھی اپنے محبوب یا چاھنے والے سے ملنے کے لیے اُسی قدر بےچین اور مضطرب رھتی ھیں جتنا کہ کوئی مرد اپنے معشوق سے ملنے کے لیے مشتاق و بےقرار رھتا ھے -

اِس قسم کے کچھ اور شعر ملاحظہ ھوں -

عشق کو دین سمجھتا ھوں، وفا مذھب ھے
اے صنم تجھ سے جو پھر جاؤں تو کافر ھوں میں
(سکندر جھاں بیگم، ضیا)

اِس سے تو وصل کے ارمان میں مرنا بہتر
یا الٰھی ! نہ کسی سے کوئی مل کر چھوٹے
(مشتری)

اپنے محبوب سے بچھڑنے کے بعد، عورت کے محبت آگیں دل کی جو دردناک حالت ھوتی ھے ، یہ شعر اُس کی بولتی ھوئی تصویر ھے - کیا عورت کو باوفا ، محبت کیش اور نرم دل ثابت کرنے کے لیے اِس شعر سے بڑھ کر کسی ثبوت کی ضرورت باقی رہ جاتی ھے ؟

سردار بیگم "سردار" کا ایک شعر ملاحظہ ھو -

نہ لگی پھر آنکھ سحر تلک ، مجھے اپنی یاد دلا گئے
مرے پاس سے وہ چلے گئے ، مرے دل کو لے کے ھلا گئے

یہ شعر ایک فرقت زدہ عورت کے درد و غم سے بھرے ھوئے دل کی کہانی ھے -

پس سخن‌گو خواتین کے مندرجۂ بالا شعروں سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ عورت کے دل میں مرد سے بھی زیادہ محبت ' وفا ' رحم اور نرمی ہوتی ہے -

اِس رمز کو اور اچھی طرح سمجھنے کے لیے ' ہمیں ہندی کلام کا مطالعہ کرنا چاہیے ؛ جس میں عورتوں کی پاک ' بے غرض اور سچی محبت کی بہترین نیچرل تصویریں موجود ہیں - ذیل میں چند دوہے ڈاکٹر اعظم کریوی کی قابل قدر و مشہور کتاب " ہندی شاعری" سے اخذ کر کے بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں ؛ جن کا پڑھنا خالی از لطف نہ ہوگا -

निरमल मूरति पीउ की, मो घट रही समाय
ज्यों मेंहदी के पात में, लाली लखी न जाय।

نرمل [1] مورت پیو کی ' موگھٹ [2] رھی سمائے
جیوں مہندی کے پات میں' لالی لکھی نہ جائے

مطلب—"جس طرح مہندی کی پتیوں میں سرخی چھپی رہتی ہے (اُسی طرح) میرے پیارے کی موہنی مورت میرے دل کے (مندر) میں بسی ہوئی ہے (پوشیدہ ہے) - " تشبیہ کی ندرت نے معمولی سی بات میں جو زور اور اثر پیدا کردیا ' اُس کی تعریف ممکن نہیں -

आओ पीव नैन माँ, पलक मूँद तोहि लेउँ
न मैं देखूँ और को, न तोहि देखन देहुँ

آؤ پیارے نین [3] ماں [4] ' پلک موند توھیں لیؤں
نہ میں دیکھوں اور کو ' نہ توھیں دیکھن دیؤں

اِس دوہے میں ایک عورت اپنے پریتم کے انتہائی عشق و محبت

1—پاک صاف - 2—میرے دل میں - 3—آنکھ - 4—میں -

کا اظہار اِس طرح کرتی ھے : اے پیارے میں چاھتی ھوں کہ تمھیں اپنی آنکھوں کے اندر بند کرلوں تاکہ نہ میں خود کسی دوسرے کو دیکھ سکوں اور نہ تم کو ھی کسی غیر کو دیکھنے دوں -

सजन सकारे अयेंगे, नैन मरेंगे रोय
विधना ऐसी रैन कर, भोर कभी न होय

سجن [1] سکارے [2] جائینگے' نین مرینگے روے
بدھنا [3] ایسی رین [4] کر' بھور کبھو نہ ھوے

یہ دوھا ایک ایسی ھندوستانی باوفا عورت کے جذبات کی بالکل صحیح تصویر ھے جس کے دل میں اپنے شوھر کی سچی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ھوئی ھے - ایک ایسی ھی عورت کا شوھر صبح کو پردیس جانے والا ھے وہ خدا سے یوں منّت و آرزو کر رھی ھے - " علی الصباح ھی میرے پریتم پردیس جائیں گے - اُنکی فرقت میں میری آنکھیں رو رو کر اندھی ھو جائیں گی - اے میرے پروردگار ! تو آج کی شب کو اِتنا دراز کردے کہ کبھی صبح ھووے ھی نہیں " -

कागा नैन निकालदूँ, कि पिया पास ले जाय
पहले दरस दिखाय के, पीछे लीजो खाय

کاگا [5] نین نکالدوں کہ پیا پاس لے جاے
پہلے درس [6] دکھائے کے' پیچھے لیجو کھاے

یہ دوھا ایک ایسی عورت کے قلب کی تصویر ھے جو اپنے پریتم کے ھجر میں تڑپ رھی ھے اور اُس کا دیدار حاصل کرنے کے لیے اپنی جان تک دینے کے لیے تیار ھے - وہ کہتی ھے : " اے کوّے ! میں اپنی آنکھیں

1—پریتم - 2—صبح · 3—خدا - 4—رات - 5—کوّا - 6—دیدار -

نکال کر دینے کے لیے تیار ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ اُنھیں تو اُس وقت تک نہ کھائے جب تک اُن کو میرے پیارے کا دیدار نہ دکھالے - " کتنا پر درد اور حسرت آمیز کلام ہے -

प्रयतम यह मत जानियो, तोंहि बिछड़े मोहिं चैने;
गीले बन की लाकड़ी, सुलगत हूँ दिन रैन।

پیتم یہ مت جانیو' توھیں بچھڑے موھیں چین
گیلے بن کی لاکڑی' سُلگت ھوں دن رین

مطلب—"پریتم ! تم یہ نہ سمجھنا کہ تمھاری جدائی میں مجھے چین ملتا ہے - نہیں ! بلکہ میں تو جنگل کی گیلی لکڑی کی طرح (فرقت کی آگ میں) دن رات سلگتی رہتی ہوں " -

अरे पपीहा कल सरे, देत करे पर नोन;
पिउ मेरा मैं पीउ की, तू पिउ कहे सो कौन।

ارے پپیہا کل سِرے' دیت کٹے پر نون
پیو میرا' میں پیو کی' تو پیو کہے سو کون

"رقابت کی آگ بری ہی ہوتی ہے - ہمجنس کا تو کیا ذکر عورت اِتنا بھی نہیں پسند کرتی کہ پپیہا "پی" کہے ! شوہر پردیس میں تھا - برکھا رت آئی' شوہر کی یاد میں عورت بےچین بیٹھی تھی کہ ناگاہ اُس کے کانوں میں "پی کہاں" کی آواز آئی - اُس کے سنتے ہی اُس کے دل میں اور آگ لگ گئی اور اپنا غصہ اُس پر یوں اُتارتی ہے "-

مطلب—"اے کالے سر والے پپیہا ! (میں تو خود ہی پریتم کی یاد میں تڑپ رہی ہوں) تو زخم پر کیوں نمک چھڑکتا ہے ؟ پی میرا ہے' میں پی کی ہوں - پھر تو "پی" کہنے والا کون ہوتا ہے"! نہایت پرکیف دوھا ہے -

काजल डालूँ किरकिरा, सुरमा दिया न जाय;
इन नैनन में पी बसे, दूजा कौन समाय ।

کاجل ڈالوں کرکرا' سرمہ دیا نہ جائے
ان نینن میں پی بسے' دوجا کون سمائے

ایک نازک طبع عورت کہتی ہے :—

مطلب—(اے ری سکھی) آنکھوں میں کاجل لگاتی ہوں تو کرکرا معلوم ہوتا ہے اور سرمہ کی تکلیف برداشت نہیں ہوتی - سچ ہے' جن آنکھوں میں پیا بسے ہوں اُن میں کوئی دوسری چیز کیسے سما سکتی ہے ؟

बामा भामा कामिनी, कहि बोलो प्रानेस;
प्यीरी कहत लजात, नँहि, पावस चले बिदेस।

باما [1] بھاما [2] کامنی ' کہ بولو پــرا نیس
پیاری کہت لجات نہیں' پاوس چلت بدیس

مطلب—شوھر پردیس جانے کی تیاری کررھا ہے اور وہ اپنی عورت کو ''پیاری'' کہہ کر مخاطب کر رہا ہے - اِس پر وہ عورت جل کر کہتی ہے- ''اے پران پیارے! تم اب مجھ کو پیاری نہ کہو' بلکہ اِس کے بجاے کمبخت لڑاکی ' بد صورت وغیرہ الفاظ سے مخاطب کرو - کیا موسم برسات میں پردیس جاتے وقت (تم کو مجھے) پیاری کہتے ہوئے شرم نہیں آتی ؟ (کیوں کہ اگر میں تم کو پیاری ہوتی تو اِس برکھا رت میں مجھے چھوڑ کر تم پردیس ہرگز نہ جاتے) -

चातक चाहत स्वाति-जल, चकई चाहत भोर ;
वैसे हम तुम मिलन को, जैसे चन्द्र चकोर।

1—کمبخت - 2—لڑاکی -

چاتک چاهت سواتی ' جل چکئی چاهت بھور
ویسے هم تم ملن کو جیسے چندر چکور

چاتک - پپیہا جو صرف سواتی کا پانی پیتا ھے - چکئی ' چکوا - سرخاب کا جوڑا جو دن کے وقت تو ساتھ رھتے ھیں مگر رات ھوتے ھی ایک دوسرے سے جدا ھوجاتے ھیں -

مطلب—جس طرح پپیہا ' سواتی کی بوند کے لیے مشتاق اور بیتاب رھتا ھے اور چکئی صبح ھونے کے لیے بےچین رھتی ھے ؛ (اُسی طرح) میں بھی تم سے ملنے کے لیے (مضطرب رھتی ھوں) - اور جس طرح چاند کی طرف چکور دیکھتا رھتا ھے (اُسی طرح میں تمھاری راہ دیکھتی رھتی ھوں) - تشبیہیں کتنی موزوں اور محبت آمیز ھیں -

प्रियतम पाती प्रेम की, हम से लिखी न जात।
टपकि-टपकि अँसुवा चुवत, अच्छर तक विनसात॥

پریتم پاتی[1] پریم کی ' ھم سے لکھی نہ جات
تپک تپک آنسوان چوت ' اچّھر تک بنسات[2]
(کبیر)

مطلب—پیارے ! اپنا قصۂ محبت مجھ سے لکھا نہیں جاتا- (دل میں جذبات کا ایسا تلاطم اُٹھتا ھے کہ) ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگتے ھیں اور تمام حروف (بھیگ کر) خراب ھو جاتے ھیں -

मन के भीतर हित नहीं, मुख से किया सनेह;
जल में ज्यों नोई पड़े, सीतल होय न देह!

من کے بھیتر ھت نھیں ' مکھ سے کیا سنیہ
جل میں جیوں چھائیں پڑے' سیتل ھوے نہ دیہہ

1—خط - 2—خراب ھوتے ھیں -

ھت—پیار و محبت ' سیتل— ٹھنڈا ' دیہہ—جسم -

مطلب—اگر دل کے اندر محبت نہیں ھے تو منہ سے کہنے سے کیا ھوتا ھے - جس طرح پانی میں سایہ پڑنے سے بدن ٹھنڈا نہیں ھوتا - (اِسی طرح اگر دل میں محبت نہیں ھے تو صرف زبانی محبت جتانے سے کچھ فائدہ نہیں) - کتنی داد طلب تشبیہ ھے !

लाज छुटी गेहो छुटयो, सब से छुटयो सनेह ;
सखि कहियो वा निठुर सों, रही छूटबे देह ।

لاج چھٹی ' گیہو چھوٹیو ' سب سوں چھٹیو سنیہہ
سکھی کہیو وا نٹھر ' سوں رھی چھوٹبے دیہہ

مطلب—اُس کی محبت میں شرم و حیا جاتی رھی - مکان چھٹا اور سب کی محبت بھی چھوڑنا پڑی - اے سکھی ! اُس بےدرد سے کہنا کہ اب صرف تن سے روح نکلنے کو اور باقی ھے -

तनिक सी काँकरी जा के परै, वह पीर के मारे धीर धरे ना
ऐ री सखी कल कैसे परै, जब आँख में आँख परै निकरै ना ।

تنک سی کانکری جا کے پرے وہ پیر کے مارے دھیر دھرے نا
اے ری سکھی کَل کیسے پرے جب آنکھ میں آنکھ پرے نِکرے نا

مطلب—کسی کی آنکھ میں جب چھوٹی سی کنکری پڑ جاتی ھے تو درد کے مارے اُسے چین نہیں پڑتا - اے ری سکھی ! اگر آنکھ میں آنکھ پڑ کر نہ نکلے تو پھر کیسے چین پڑ سکتا ھے - کتنا پرکیف اور جدت آمیز خیال ھے -

عورتوں کی گہری محبت اور وفا کو ثابت کرنے کے لیے ذیل میں چند اور دوھے '' جذبات بھاشا '' مصنفۂ جناب '' نیاز '' فتحپوری سے انتخاب کر کے پیش کیے جاتے ھیں -

बिरह बरी लखि जोगिनो कहि आई कई बार ।
अरे आओ भजि भीतरे बरसत आज अंगार ॥

برہ بری لکھ جوگنو ' کہ آئی کے بار　　ارے آؤ بھج بھیترے ' برست آج انگار

مطلب—موسم برسات میں مینھ برس رہا ہے اور جگنو اُڑ رہے ہیں - اُس وقت ایک سوختۂ مفارقت اپنی سکھی سے بار بار کہتی ہے کہ اندر بھاگ چلو ' آج تو انگارے برس رہے ہیں ! (موسم برشکال میں مینھ کے برسنے اور جگنو کے اُڑنے سے فرقت زدہ عورت کی بےقراری اور تپش میں اور اضافہ ہوتا ہے) -

कत हग भरे सबार, मन आयो भायो नहों
डाले हगन पखार, मिलन भये तोह दर्शन बिन

کت درگ بھرے سبار ' ہم آیو بھایو نہیں
ڈالے درگن پکھار ملن بھئے توز درشن بن

اِس دوہے کے پہلے مصرع میں خطاب کرنے والا مرد ہے اور دوسرے میں عورت کی طرف سے اُس کا جواب ہے - شوہر جو عرصے کے بعد پردیس سے لوٹ کر آیا تو فرط حسرت سے اُس کی بیوی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے - یہ دیکھ کر شوہر چھیڑتا ہے کہ :—"تمہاری آنکھیں پر آب کیوں ہیں ؟ معلوم ہوتا ہے میرا آنا شاید ناگوار ہوا ہے ! " - عورت جواب دیتی ہے کہ " یہ بات نہیں ہے' میری آنکھیں جو تمہارے فراق میں بیمار تھیں آج تمہارے آنے پر صحتیاب ہوئی ہیں اور یہ اُن کا غسل صحت ہے ! " -

बाल कहा लाल भई लोयन कोयन माँहि ।
लाल तिहारे हगन की पड़ी हगन में छाँहि ॥

بال کہا لائی بھئی ' لوین کوین مانہ
لال تھارے درگن کی ' پڑی درگن میں جھانہ

کسی نازنیں کا محبوب ، ایک شب ' مکان سے باہر کہیں رہا ہے اور اِس رشک اور جلن کی وجہ سے اُس نازنین نے ساری رات جاگ کر اشک باری کی حالت میں کاٹی ہے - صبح کو جب وہ آتا ہے تو اپنی خفّت مٹانے کے لیے اُس بچاری پر یہ الزام رکھتا ہے کہ " یہ تمہاری آنکھوں میں سرخی کہاں سے آئی ؟ (کیا رات بھر......... شب بیداری کی ہے ؟) " وہ جواب دیتی ہے کہ " تمہاری آنکھوں کی سرخی کے انعکاس کی وجہ سے میری آنکھیں بھی سرخ ہوگئی ہوں گی ! "- تھیں دونوں کی آنکھیں سرخ ! ایک کی پرعیش رات گزارنے کی وجہ سے اور دوسرے کی رات بھر رونے کے سبب سے ! عورت کے اِس جواب کی داد ممکن نہیں ہے -

پس اردو غزلیات اور ہندی دوہروں سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ سچے عاشق اور معشوق کے درمیان ' ظلم و ستم کی گنجائش ذرہ بھر بھی نہیں ہوتی - اردو شاعری میں عاشق مرد کو قرار دیا جاتا ہے ' جو اپنے عشق صادق اور صبر و وفا کے لیے شہرہ آفاق ہوتا ہے - اُس کی جانب سے عورت (معشوق) پر ظلم و ستم کا خیال کرنا کفر ہے - ہندی شاعری میں عاشق عموماً عورت کو قرار دیا جاتا ہے - وہ اپنے معشوق (شوہر یا پریتم) کے لیے اپنی سچی اور بے غرض محبت و وفاداری میں یکتا و بےمثال ثابت ہونے کی کوشش کرتی ہے - اُس کی طرف سے بھی مرد پر ظلم و ستم کرنے کا خیال ناممکن ہے - اِس لیے اردو شعرا کا معشوق کے ظلم و ستم کی مبالغہ‌آمیز شکایت کرنا ' محض ایک وہمی اور فرضی دیرینہ رسم ہے - پاکیزہ حسن و عشق کے راز کو سمجھنے کے لیے اِس بے معنی رسم کا ترک کرنا اشد ضروری ہے -

اعتراض دہم

اردو غزل کی بابت ایک اور نہایت ضروری بات ظاہر کرنا باقی رہ گئی ہے - وہ یہ ہے کہ اگرچہ اردو غزل

میں بیشتر عشق مجازی ہی کا راگ الاپا جاتا ہے' لیکن ہمارے قدیم اور بعض جدید شعرا اُس کی بھی مؤثر اور نیچرل تصویر کھینچنے میں بعض اوقات قاصر نظر آتے ہیں - جن واقعات اور واردات کا ذکر شعرا کرتے ہیں وہ اکثر خلاف فطرت انسانی اور بعید از قیاس ہوتے ہیں ؛ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن کا کلام بے جان ' بے اثر اور لاطائل ہو کر رہ جاتا ہے -

بطور نمونہ چند شعر ملاحظہ ہوں :—

اللہ رے لاغری ! کہ ترے ناتواں کی نعش
اُڑتی صبا کے دوش پہ مثلِ غبار ہے

(بیدل)

تنکا سمجھ کے دُور کرے بزم یار سے
فرّاش دیکھ لے' جو مرے جسم زار کو

(ناسخ)

روے زمیں پہ ایسا ' میں بسمل تپاں ہوا
اُڑ کر لہو مرا ' شفقِ آسماں ہوا

(آتش)

ناتواں میری طرح سے ہو ' جو عشق حسن سے
کوہ سے بھاری ' ترازو میں ہو پلّہ ' کاہ کا

(آتش)

نہایت سخت جاں ہوں میں' نہایت سخت جاں ہوں میں
نہ ٹوٹے خنجر برّاں کہیں ' یہ مجھ کو خطرہ ہے

———

وقت پر کیا کام آئی ہے ' مری یہ لاغری
موت بھی شرما گئی' خالیِ اُسے بسترِ ملا

نگاہ شوق کی گرمی سے، اُڑ جاتا ہے رنگ اُس کا

تری تصویر، تجھ سے بھی زیادہ، نازنیں نکلی

(بیخود موہانی)

کیا قیامت ہے کہ عارض اُن کے نیلے پڑ گئے

میں نے تو بوسہ لیا تھا خواب میں تصویر کا

موجزن رہتے نہ دریا جو مرے اشکوں کے

سفرِ آب نہ ہندو نہ مسلماں کرتے

(آتش)

میں نے روکا رات 'غالب' کو وگرنہ دیکھتے

اُس کے سیلِ گریہ میں، گردوں کفِ سیلاب تھا

(غالب)

ایسے اشعار، اگر نظرِ غور و انصاف سے دیکھا جائے تو، بالکل بے کار ہیں - اُن سے سامع یا قاری کے دل پر نہ کوئی اثر پڑتا ہے ؛ نہ کوئی خاص لطف حاصل ہوتا ہے - واقعات دنیا سے اُن کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے - غزل کے لیے بہترین مضامین تو وہی ہیں جو عموماً عشاق کو پیش آتے ہیں - اُس کے بعد صرف وہ مضامین ہیں جو ممکن الوجود اور ممکن الوقوع یعنی عقل و عادت کے قریب ہوں - بعید از قیاس مبالغے اور دور از کار تشبیہات و اِستعارات ممکن ہے کہ قصیدہ کے لیے موزوں ہوں، مگر غزل کے لیے وہ نہایت خشک، بے مزہ اور لایعنی ہیں - نہایت خوشی کی بات ہے کہ دَور جدید کی سیاسی، تمدنی اور معاشرتی اصلاحات کے ساتھ ہماری اُردو غزل کے مذاق میں بھی ایک قابلِ قدر ترقی اور خوشگوار اصلاح کی لہر دوڑتی ہوئی نظر آنے لگی ہے - دور جدید کی اُردو شاعری نے جس طرح مختلف قدرتی مناظر اور دل‌گیر اشیا کی تصویرکشی و نیز جذبات نگاری میں حقیقت نگاری سے کام لینا شروع کیا ہے، اُسی طرح

معشوق کے جذبات اور اُس کے طور و طریقہ کی ترجمانی کرتے وقت اِس بات کا لحاظ رکھا ھے کہ وہ کوئی قصائی یا جلاد نہیں ھے - اُس کا دل بھی عام انسانی جذبات اور خصوصیات کا حامل ھے - اِس کے علاوہ کلام کے پیرایۂ بیان سے بھی ھر حالت میں معشوق مجازی کا صنف نازک سے ھی ھونا ھے مترشح ھوتا ھے - بےجا مبالغہ ' ابتذال ' تصنع اور بھونڈی تشبیہات سے یک لخت گریز کیا جا رھا ھے - شعر کے ظاھری حسن سے زیادہ اُس کی معنوی خوبیوں کا خیال رکھنا ' شعرا کا نصب‌العین بن گیا ھے - حسن و عشق کی تنگ اور فرسودہ قید سے آزاد ھو کر اُردو غزل اب ھمہ‌گیر بن گئی ھے - اُس میں فلسفۂ حیات ' حقیقت زندگی ' بےثباتی دنیا اور عشق الٰھی کا اظہار ' عام طور سے کیا جانے لگا ھے - سخن‌گوئی کا صحیح مذاق پیدا کرنے کے لیے شعرا کو چاھیے کہ وہ دور جدید کے نامور اور باکمال شعرا اقبال ' طباطبائی ' چکبست ' عزیز ' صفی ' حسرت موھانی ' فانی بدایونی ' ثاقب ' شہیر مچھلی شہری وغیرہ کے کلام کا بغور مطالعہ کریں -

تذکرۂ کتب

اگلی سہ ماہی (اپریل - جون سنہ ۱۹۳۹ع) میں -

پنجاب سے زبان ، ریاضیات ، مذہب ، تاریخ و جغرافیہ ، اور افسانے پر سب سے زیادہ کتابیں چھپیں - پھر متفرقات ، طب ، سوانح ، شاعری اور طبیعیات کا نمبر رہا - اِس کے بعد سیاست ، قانون اور فلسفے پر تصنیفات شائع ہوئیں - آرٹ ، ڈراما اور سفرنامے پر کوئی کتاب نہیں نکلی - تفصیل یہ ہے :—

سوانح	۱۱	شاعری	۱۱
افسانہ	۳۳	سیاست	۴
تاریخ و جغرافیہ	۵۲	فلسفہ	۱
زبان	۱۱۵	مذہب	۵۳
قانون	۳	ریاضیات	۹۳
طب	۱۱	طبیعیات وغیرہ	۱۰
متفرقات	۱۷		

یہ کل (۳۸۴) کتابیں ہوئیں - ہندی میں آرٹ، سوانح ، افسانہ، قانون ، سیاست ، فلسفہ ، طبیعیات اور سفرنامے پر کوئی کتاب نہیں نکلی - باقی علوم پر جو تصنیفات شائع ہوئیں، اُن کی تعداد (۵۹) ہے -

یو' پی میں شاعری ، مذہب ، تاریخ و جغرافیہ اور سیاست پر زیادہ ، اور بقیہ علوم پر کم کتابیں نکلیں - آرٹ ، سوانح اور ڈراما پر کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی - شائع شدہ کتابوں کی فن‌وار تفصیل یہ ہے :—

افسانہ	۱	شاعری	۲۰
تاریخ و جغرافیہ	۵	سیاست	۴
زبان	۲	فلسفہ	۱
قانون	۱	مذہب	۵
طب	۱	ریاضیات و میکانک	۲
متفرقات	۲	طبیعیات وغیرہ	۱
		سفر نامہ	۱

یہ تعداد (۴۶) تک پہنچتی ہے - ہندی میں سفرنامے کے علاوہ تمام علوم پر کتابیں چھپیں ؛ جن کی مجموعی تعداد (۳۶۶) ہے -

دونوں صوبوں کی اہم اُردو مطبوعات یہ ہیں :—

"سوانح"

۱—سوانح حیات سبھاش چندر بوس—از رگھوبنس چوپرا - صفحات ۱۱۲ - سنائی برقی پریس، امرتسر -

۲—سوانح حیات موجدِ طبِ جدید—از دوست محمد - حکیم احمد دین مرحوم ساکن شاہدرہ کے حالات - صفحات ۲۷۲ - صابر الکٹرک پریس، لاہور -

۳—ماتا ہری—از خلیل احمد - مشہور جاسوس کے حالات - صفحات ۲۰۵ - مرکنٹائل پریس، لاہور -

۴—لینن—از محمد اشرف ، ایم ، اے - پی ، ایچ ، ڈی - ڈی ، ایس، مارسکے کی کتاب "لینن" کا اُردو ترجمہ - صفحات ۲۲۰ - تعلیمی پرنٹنگ پریس، لاہور -

"افسانہ"

۵—چشم عنکبوت - از افضل مرزا ، بی - اے - ایک انگریزی ناول

کا ترجمہ - صفحات ۳۲۰ - حجازی پریس، لاہور -

۶—شب غم—از ایم اسلم - صفحات ۲۱۸ - تعلیمی پرنٹنگ پریس ، لاہور -

۷— آزادی ھند—از چودھری افضل حق - صفحات ۳۲۸ - آزادی ھند پریس ، لاہور -

۸—الحمراء کے افسانے—از غلام عباس- واشنگٹن اروںگ کے پانچ قصوں کا ترجمہ - صفحات ۱۵۲ - دوسرا ایڈیشن - امرت الکٹرک پریس، لاہور -

۹—ساز ھستی—از عبدالاحد ، مخزوں - صفحات ۲۰۰ - تعلیمی پرنٹنگ پریس، لاہور -

۱۰—آخری تحفہ—از پریم چند - تیرہ مختصر افسانوں کا مجموعہ ۔ صفحات ۲۵۶ - دوسرا ایڈیشن - حجازی پریس، لاہور -

۱۱—اسلامی شمشیر ، جلد دوم - صفحات ۲۲۴ -

" تاریخ و جغرافیہ "

۱۲—انگلینڈ کی تاریخ—از ڈاکٹر بی ، بی ، موزمدار - صفحات ۱ ، ۲ ، ۲۴۸ ، ۸ - ھندستانی پریس ، بانکی پور -

" قانون "

۱۳— چہار قانون—از مرزا فریدون بیگ - صفحات ۲۴۰ - آٹھواں ایڈیشن - ایجوکیشنل الکٹرک پریس ، جالندھر -

۱۴—قانون اسٹامپ ، جلد دوم-از گردھاری لال سگّر - صفحات ۱۷۹- جنرل برقی پریس ، جالندھر -

" طب "

۱۵—کرشمات پھٹکری—از علی شیر - صفحات ۱۴۰ - جنرل برقی پریس ، جالندھر -

۱۶—رازِ نسواں—از عزیز ' ایم ' اے- صفحات ۹۶ - وزیر ھند پریس' امـرتسر -

۱۷—مصباح الحکمت—از محمد فیروزالدین ایچ ' پی ' ال ال - صفحات ۱۳۲۰ - یونانی طب پر ایک کتاب - دوسرا ایڈیشن - برانچ کواپریٹیو کیپٹل پریس ' لاھور -

۱۸—جامع الحکمۃ ' جلد دوم—از محمد حسن قرشی - صفحات ۱۲۲۰ - صابر الکٹرک پریس ' لاھور -

''متفرقات''

۱۹—بہتـر دیہات—از ایف ' ایل برائن - دیہات-سدھار پـر ''بٹر ویلیجز'' کا ترجمہ - صفحات ۳۳۹ - امرت الکٹرک پریس ' لاھور -

۲۰—سامدرک رتناکر—از پنڈت درگا دت - صفحات ۱۰۰- آزادیِ ھند پریس ' لاھور -

۲۱—بنیادی قومی تعلیم—از ڈاکٹر ذاکر حسین - صفحات ۲۴۰ - مفیدعام پریس ' لاھور -

''شاعری''

۲۲—سُریلی بانسری—از سید انور حسین' آرزو - صفحات ۲ ' ۱۵۶' ۸' ۴' ۱۰' ۸' ۸ - نظامی پریس لکھنئو -

''مذھب''

۲۳—شریمد بھگوت گیتا - نثر میں ترجمہ - گیلانی الکٹرک پریس ' لاھور -

''سفر نامہ''

۲۴—خضر منزل—از عبدالشکور خاں- ھندستان کے اھم مقامات کا سفر نامہ - رفاہ عام پریس' آگرہ -

هندستانی اکیڈیمی صوبۂ متحدہ الہ آباد
کے مطبوعات

۱—از منۂ وسطیٰ میں ہندستان کے معاشرتی اور اقتصادی حالات۔
از علامہ عبداللہ بن یوسف علی، ایم - اے، ایل ایل ایم
سی - بی - اے، مجلد ۱ روپیہ ۴ آنہ - غیر مجلد ۱ روپیہ -
۲—اُردو سروے رپورٹ - از مولوی سید محمد ضامن علی صاحب
ایم - اے - ۱ روپیہ -
۳—عرب و ہند کے تعلقات - از مولانا سید سلیمان ندوی- ۴ روپیہ -
۴—جرمن (ناٹن ڈراما) مترجمۂ مولانا محمد نعیم الرحمان صاحب،
ایم-اے، ایم-آر، اے-ایس - ۲ روپیہ ۸ آنہ -
۵—فریبِ عمل (ڈراما) مترجمۂ بابو جگت موہن لال صاحب،
رواں- ۲ روپیہ -
۶—کبیر صاحب- مرتبۂ پنڈت منوہر لال زتشی- ۲ روپیہ -
۷—قرونِ وسطیٰ کا ہندستانی تمدن - از رائے بہادر مہا مہو اُپادھیا
پنڈت گوری شنکر ہیرا چند اوجھا، مترجمۂ منشی پریم چند-
قیمت ۴ روپیہ -
۸—ہندی شاعری - از ڈاکٹر اعظم کریوی - قیمت ۲ روپیہ -
۹—ترقیِ زراعت - از خانصاحب مولوی محمد عبدالقیوم صاحب
ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت - قیمت ۴ روپیہ -
۱۰—عالمِ حیوانی - از بابو برجبھن بہادر، بی-اے، ایل ایل بی -
۶ روپیہ ۸ آنہ -
۱۱—معاشیات پر لکچر - از ڈاکٹر ذاکر حسین، ایم-اے، پی ایچ ڈی-
مجلد ۱ روپیہ ۸ آنہ، غیر مجلد ۱ روپیہ -
۱۲—فلسفۂ نفس - از سید ضامن حسین نقوی - قیمت مجلد
۱ روپیہ ۸ آنہ، غیر مجلد ۱ روپیہ -
۱۳—مہاراجہ رنجیت سنگھ - از پروفیسر سیتارام کوہلی، ایم-اے-
قیمت مجلد ۴ روپیہ ۸ آنہ، غیر مجلد ۴ روپیہ -
۱۴—جواہرِ سخن - مرتبۂ مولانا کیفی چریا کوٹی - جلد اول -
قیمت مجلد ۵ روپیہ، غیر مجلد ۴ روپیہ ۸ آنہ - جلد دوم-
قیمت مجلد ۸ روپیہ ۸ آنہ، غیر مجلد ۸ روپیہ - جلد سوم -
قیمت مجلد ۶ روپیہ ۸ آنہ، غیر مجلد ۶ روپیہ - جلد چہارم-
قیمت مجلد ۲ روپیہ ۸ آنہ، غیر مجلد ۲ روپیہ -

۱۵—علم باغبانی - از مسٹر وصی‌اللہ خاں - ایل - اے - جی -
قیمت مجلد ۲ روپیہ ۸ آنہ ، غیر مجلد ۲ روپیہ -

۱۶—انقلابِ روس - از کشن پرشاد کول - ممبر سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی لکھنؤ - قیمت مجلد ۳ روپیہ ، غیر مجلد ۲ روپیہ ۸ آنہ -

۱۷—چلد دکھنی پھلواں - از محمد نعیم‌الرحمان ، ایم - اے ، استاد عربی و فارسی ، الہ‌آباد یونیورسٹی - قیمت ۱ روپیہ ۴ آنہ -

۱۸—تاریخِ فلسفۂ سیاسیات - از محمد مجیب ، بی-اے (آکسن) جامعۂ ملیۂ اسلامیہ - دہلی - قیمت مجلد ۴ روپیہ ۸ آنہ غیر مجلد ۴ روپیہ -

۱۹—انگریزی عہد میں ہندوستان کے تمدن کی تاریخ - از علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب - قیمت مجلد ۴ روپیہ ، غیر مجلد ۳ روپیہ ۸ آنہ -

۲۰—فلسفۂ جمال - از ریاض‌الحسن صاحب ، ایم - اے - قیمت ۱ روپیہ -

۲۱—دیوانِ بیدار - از جلیل احمد قدوائی صاحب - ام-اے قیمت مجلد ۲ روپیہ ، غیر مجلد ۱ روپیہ ۸ آنہ -

۲۲—نفسیاتِ فاسدہ - از معتضد ولی‌الرحمان صاحب ، ایم - اے - قیمت مجلد ۸ روپیہ ۸ آنہ ، غیر مجلد ۸ روپیہ -

۲۳—سلطان‌الہند محمد شاہ بن تغلق - از پروفیسر آغا مہدی حسین ، ایم - اے ، پی - ایچ - ڈی ، ڈی-لٹ - قیمت مجلد ۳ روپیہ ، غیر مجلد ۲ روپیہ ۸ آنہ -

۲۴—نظام شمسی - مترجمۂ شیخ جگو ، بی - اے ، ایل - ٹی ، قیمت ۹ روپیہ -

۲۵—سلطان محمود غزنوی - مترجمۂ سید جمیل حسین- ایم - اے (علیگ) - قیمت ۱ روپیہ -

زیر طبع

۲۶—رقعات غالب - مرتبۂ مولوی مہیش پرشاد صاحب -

ہندستانی اکیڈیمی - یو ، پی الہ‌آباد -

پرنٹر—غلام اصغر ، سٹی پریس ، الہ‌آباد- پبلشر—ڈاکٹر تارا چند ، ہندستانی اکیڈیمی- الہ‌آباد -

ہندستانی

ہندستانی اکیڈمی کا تِماہی رِسالہ

اکتوبر سنہ ۱۹۳۹ع

ہندستانی اکیڈمی صوبۂ متحدہ، الہ آباد

سالانہ چندہ چار رُپے

فہرست مضامین

صفحہ

۱—برفانی اقالیم—از سعید انصاری ... ... ۱ و ۷۵

۲—ہندی زبان اور مسلمانوں کا طبعی میلان—از مولوی طاہر محسن علوی کاکوروی ... ...، ۱۱۵ و ۱۸۹

۳—اُردو شاعری میں ہندو کلچر اور ہندوستان کے طبعی اور جغرافی اثرات—از مولوی شاہ معین‌الدین احمد ندوی ... ۱۲۹ و ۱۷۳

۴—فرخ‌آباد کی اصطلاحات شانہ‌سازی—از جناب امداد حسین خاں، ایم-اے ۱۹۱

۵—چکبست—از عالی جناب ڈاکٹر تاراچند، صدر ادارہ ... ۲۰۹

۶—شاہ سراج کی اُردو شاعری—از مولوی عبد القادر سروری، ایم-اے، ال ال بی - عثمانیہ یونیورسٹی - حیدر آباد دکن... ۲۴۳

۷—اورپا—از سعید انصاری ۲۸۱

۸—صحرائے گوبی کے اکتشافات—از سعید انصاری ... ۳۵۰

۹—الکندی—از سعید انصاری ۳۶۵

۱۰—اُردو غزل اور اُس کے چند نقائص—از جناب گنپت سہائے سریواستو، ایم - اے ۴۴۷

۱۱—تبصرہ—از سعید انصاری ۲۳۱

۱۲— تذکرۂ کتب ... ... ۱۵۵، ۲۲۵، ۳۵۷، ۴۸۳

هندستانی اکیڈیمی صوبۂ متحدہ کے مقاصد

ا—اُردو اور ھندی ادب کی حفاظت اور اُن کی ترقی اور نشو و نما کی کوشش کرنا -

(الف)—مختلف مضامین کے مطبوعات میں سے منظور شدہ کتابوں پر اِنعام دینا -

(ب)—معاوضے وغیرہ کے ذریعے غیر زبانوں کی کتابوں کے ترجمے کرانا اور اُن کو شائع کرنا -

(ج)—یونیورسٹیوں اور علمی اِداروں میں وظائف دے کر یا دوسرے ذرائع سے اُردو اور ھندی زبانوں میں تصنیف یا ترجمے کے کاموں کی حوصلہ افزائی کرنا -

(د)—اکیڈیمی کے محسنوں کو اعزازی فیلو منتخب کرنا -

(ہ)—ایک کتب خانہ قائم کرنا اور اُس کا اِنتظام رکھنا -

(و)—مشہور ارباب علم و فضل کو علمی مقالات کے لیے مدعو کرنا -